

البشرح بحرمہ

www.KitaboSunnat.com



مکتبہ

علامہ سلام جیلانی میٹھی رحمہ اللہ علیہ

نظامیہ کتاب گھر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اردو میں نحو میر کی معرکہ الآراء شرح

علماء و طلباء کے لئے یکساں مفید

البشیر

شرح

نحو میر

تالیف

امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ القوی

۱۳۹۸ھ

۱۳۱۷ھ

۱۹۷۸ء

۱۹۰۰ء

نظامیہ کتاب گھر

زبیدہ سنٹر ۱۴۰ اردو بازار لاہور

فون نمبر: 0301-4377868

www.KitaboSunnat.com

جامعیت اہل حق (رجز)

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	البشیر بشر نحو میر
تالیف	امام انھو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ العالی
کیفیت	محمد ماجد نقشبندی (0345-6988545)
تعداد	1100
صفحات	404
تاریخ اشاعت	اگست 2012ء / رمضان المبارک 1433ھ
ناشر	نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

ملنے کے پتے:

- ☆ مکتبہ اہل سنت جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ شبیر برادرزادہ بازار لاہور
- ☆ مکتبہ علامہ فضل حق خیر آبادی دربار مارکیٹ لاہور

حُسن ترتیب (البشیر بشرح نحو میر)

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
1	حضور صدر العلماء قدس سرہ کے علمی کارنامے	8
2	حضرت صدر العلماء کے مشہور و معروف تلامذہ	14
3	پیش کش	17
4	دیباچہ	18
5	نحو میر کی شروع	20
6	دارالعلوم دیوبند کے بارے میں فریقین کے مسلم ولی کی پیشین گوئی	25
7	مصنف علیہ الرحمۃ کے حالات	32
8	بارگاہ رسالت ﷺ میں علم نحو کی عظمت	34
9	بعض ابتدائی کتب کے اسمائے مصنفین	34
10	تقسیم لفظ	45
11	تعریف جملہ خبریہ مع تنبیہ	46
12	تعریف واقسام جملہ انشائیہ مع تنبیہات	49
13	تعریف مرکب غیر مفید	56
14	اجزاء جملہ کی پہچان	60
15	علامات اسم مع تنبیہات	62
16	علامات فعل مع تنبیہ	68

68	علامت حرف	17
70	تعریف معرب وثنیٰ مع تنبیہات	18
76	اقسام اسم غیر متمکن مع تنبیہات	19
109	تقسیم اسم بر معرفہ و نکرہ مع تنبیہات	20
118	تقسیم اسم بواحد، ثثنیہ، جمع مع تنبیہ	21
119	اقسام جمع	22
122	تقسیم اسم بلحاظ وجوہ اعراب مع تنبیہات	23
151	اعراب مضارع مع تنبیہات	24
172	باب اول در حروف عاملہ	25
172	حروف عاملہ در اسم مع تنبیہات	26
197	حروف عاملہ در فعل مضارع مع تنبیہات	27
223	باب دوم در عمل افعال	28
223	فعل معروف کا عمل اور اس کے معمولات مع تنبیہات	29
251	اقسام فعل متعدی	30
255	افعال ناقصہ مع تنبیہات	31
262	افعال مقاربہ مع تنبیہ	32
264	افعال مدح و ذم مع تنبیہات	33
269	افعال تعجب مع تنبیہات	34
273	باب سوم در اسماء عاملہ	35

273	اسماء شرط مع تنبیہات	36
278	اسماء افعال مع تنبیہات	37
281	اسم فاعل مع تنبیہات	38
287	اسم مفعول مع تنبیہات	39
290	صفت مشبہ مع تنبیہات	40
291	اسم تفضیل مع تنبیہات	41
294	مصدر مع تنبیہ	42
295	اسم مضاف	43
297	اسم تام مع تنبیہات	44
301	اسماء کنایہ مع تنبیہات	45
308	عوامل معنوی	46
311	خاتمہ در فوائد متفرقہ	47
311	توابع مع تنبیہات	48
335	منصرف و غیر منصرف	49
336	حروف غیر عاملہ مع تنبیہات	50
387	بحث مستثنیٰ مع تنبیہات	51
403	مآخذ و مراجع	52



عرض ناشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
 رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَأَوْلِيَاءِ أُمَمِهِ وَعُلَمَائِهِ مِلَّتِهِ
 أَجْمَعِينَ.

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
 تمام تعریفیں اس ذات والا صفات کے لئے ہیں جو خالق کائنات اور رب
 العالمین ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو ہر اس چیز کے ساتھ مزین اور خوبصورت
 بنا دیا ہے جو ان کی شان کے مناسب اور حال کے مطابق تھی۔ اور درود و سلام اس کے
 محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی، ازواج اور صحابہ پر الف الف مرہ ہو۔
 امام النحو صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی علیہ الرحمۃ کی شخصیت کسی
 تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے ہر میدان میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور اہل
 سنت و جماعت کو عظیم فائدہ پہنچایا۔ جہاں آپ نے ہزاروں شاگرد اپنی یادگار کے
 طور پر چھوڑے، وہاں آپ نے کافی کتب بھی یادگار چھوڑیں۔

ان کتب میں سے علم نحو میں مبتدی طالب علموں کے لئے دریکتا
 ”البشیر شرح نحو میر“ بھی ہے۔ جو آپ کے علم و فضل کا منہ بولا ثبوت ہے۔
 اس میں آپ نے جہاں نحو میر کے مسائل کو آسان فہم بنا دیا ہے، وہاں
 نحو میر کی بعض اردو شروحات میں اغلاط کی نشاندہی بھی کی ہے اور طلباء کو گمراہ ہونے
 سے بچالیا۔

اسی افادیت کے پیش نظر ہم نے اس کتاب کو کمپیوٹر اتر د اور عمدہ چھپائی سے
 مزین کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی طرح علم دین کی خدمت کرنے کی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خادم العلماء والطلباء

حافظ محمد داؤد چترالی

نظامیہ کتاب گھر

زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور



حضور صدر العلماء قدس سرہ کے علمی کارنامے

نقراط کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سٹرکوں پر پھرا کرتا تھا اور لوگوں سے مختلف قسموں کے سوالات کرتا تھا۔ لوگ جب اس کے سوالات کا جواب دینے سے اپنا بجز ظاہر کرتے تھے، وہ انہیں خود جواب بتا دیتا تھا۔ اسی طرح وہ اپنی سستی سے ان کی معلومات میں اضافہ کیا کرتا تھا اور اپنے کو ”عقل پیدا کرنے والی دانی“ کہا کرتا تھا۔

یہ قدیم یونان کی بات ہے۔ آج کے دور میں کون اس طرح خود سٹرکوں پر پھرتا ہوا لوگوں کی معلومات میں اضافہ کرنے کی کوشش کرے گا؟ آج کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی کسی ”عالم“ سے ایسا سوال کر بیٹھے جس کا جواب ان کے ذہن میں حاضر نہ ہو تو انہیں فوراً غصہ آجائے۔ اگر کہیں علماء کرام کے درمیان میں کوئی ایسا مسئلہ آجائے جسے وہ ”لابِ حل“ سمجھتے ہوں اور کوئی شخص اس کا حل بتا دے تو فوراً ان حضرات کے چہروں کا رنگ اتر جائے۔

ایسے ہی زمانے کی بات ہے، جب کوئی طالب علم خواہ وہ مدرسے کا طالب علم ہو یا کوئی عالم دانش جو حضور صدر العلماء استاذ الاساتذہ بحر العلوم علامہ الحاج الشاہ سید غلام جیلانی صاحب قبلہ قدس سرہ کی بارگاہ میں کوئی سوال لے کر پہنچتا تھا، آپ انتہائی شفقت و محبت اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس کا استقبال فرماتے تھے اور جب اس کے سوال کا جواب دیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سمندر جوش میں آ گیا ہے اور موتی بکھیر رہا ہے۔

آپ بخاری شریف کا درس دینے میں بھی ہمیشہ ”کیف“ کا لحاظ فرماتے ”کسم“ کے کم ہونے کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز پر بخاری شریف کی شرح فرمائی ہے اسی انداز پر بخاری شریف

کا درس ہوتا تھا۔ ایک ایک حدیث شریف کا درس ہفتہ ہفتہ بھر، دس دس روز جاری رہتا تھا، کسی روز صرف و نحو پر گفتگو ہو رہی ہے تو کسی روز صرف بلاغت پر کسی روز صرف مسائل فقہیہ پر گفتگو ہو رہی ہے تو کسی روز صرف تصوف پر، کسی روز اس حدیث سے مذہب اہلسنت کے احقاق پر کلام ہو رہا ہے تو کسی روز اس حدیث شریف سے متعلق بد مذہبوں کی تقریر کا رد ہو رہا ہے۔

درسی کتب کے مطالعہ کے دوران میں طلبہ کے ذہن میں مختلف شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ مطالعہ کے وقت شروح و حواشی دیکھنے سے جہاں معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، بہت سے اشکالات دفع ہو جاتے ہیں، وہاں بہت سے نئے اشکالات پیدا بھی ہو جاتے ہیں۔ ایسے شبہات اور اشکالات کے بارے میں جو جمل ذہن صبح جب حضور صدر العلماء کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تھا اور درس جاری ہو جاتا تھا، یہ محسوس ہونے لگتا تھا کہ دھوپ میں طویل سفر سے تھکا ہوا مسافر ایک عظیم سایہ دار درخت کے ٹھنڈے سایہ میں آکر سکون و راحت کی سانس لے رہا ہے۔ مطالعہ میں آئے ہوئے تمام امور ایک ایک کر کے اس کے سامنے آرہے ہیں۔ ذہن کو جو جمل کر دینے والے تمام عقدے ایک ایک کر کے حل ہوتے جا رہے ہیں اور ایسے ایسے نئے انکشافات سامنے آرہے ہیں جن کی طرف سے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا پڑ رہا ہے۔ جیسے وہ اشارہ حسیہ کو قبول کرنے والے امور ہوں، یہاں نہ حدیث کی تخصیص ہے نہ فقہ کی، نہ نحو کی قید، نہ بلاغت کی، نہ منطق کی شرط، نہ فلسفہ کی۔ یہ تھا آپ کے تبحر علم کا عالم۔

اس زمانے کا تو حال یہ ہے کہ اگر کسی مدرس صاحب میں صلاحیت ہوتی بھی ہے تو وہ اپنے طالب علم کو باصلاحیت بنانے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ لیکن حضور صدر العلماء قدس سرہ ہمیشہ اس کے لئے سعی بلیغ فرماتے تھے کہ ان

کا شاگرد با صلاحیت ہو اور یہی سبب تھا کہ وہ علم نحو کی کتب میں زیادہ محنت کرنے کے لئے ہمیشہ اپنے تلامذہ کو ہدایت فرماتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اس علم کو اچھی طرح حاصل کر لینے سے دوسرے علوم کی طرف ہدایت حاصل ہو جائے گی۔ کیا آپ نے سنا نہیں کہ نحوی فراء یہ کہتے تھے کہ ایک علم کی مہارت سے دوسرے علوم کی تحصیل میں سہولت ہو جاتی ہے۔ اس پر ان سے حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سوال کیا کہ اگر ایک شخص پر نماز میں ایک بار سجدہ سہو واجب ہو جائے اور سجدہ سہو کرتے ہوئے پھر سجدہ سہو واجب ہو جائے تو وہ دو بار سجدہ سہو کرے گا یا صرف ایک، اس کا ایک ہی بار سجدہ سہو کرنا کفایت کرے گا۔ اس پر امام نحو فراء نے یہ جواب دیا کہ ایک ہی سجدہ کفایت کرے گا۔ اس پر امام محمد صاحب نے یہ دریافت کیا کہ آپ نے علوم عربیہ کے کس مسئلے پر قیاس کر کے یہ فرمایا۔ آپ نے جواب دیا تغیر کی تغیر نہیں ہوتی ہے۔

حضور صدر العلماء قدس سرہ کے علم نحو کی صحیح تعلیم پر زور دینے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس کے بغیر کلام عربی کے صحیح معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ عربی فتح تو غلط عربی کا مفہوم غلط ہی سمجھتا تھا۔ باحفظ البیان والتبيين میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے کسی اعرابی سے کہا کَيْفَ أَهْلِكَ (مراد یہ تھی کہ تمہارے اہل و عیال کیسے ہیں) وہ سائل کی مراد نہ سمجھ سکا بلکہ وہی سمجھا جو ان لفظوں کا مفہوم اس صورت میں ہوتا ہے۔ یعنی میں کیسے مروں۔ چنانچہ اس نے جواب دیا ”صلبا“ سولی پر چڑھ کر۔

علم نحو پر زیادہ زور دینے کا سب سے اہم سبب یہ تھا کہ اس کے بغیر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا سمجھنا مشکل ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”بدعت بدعت“ چلانے والے دیوبندیوں کی سرکوبی کے لئے شامی

میں بدعت کی پانچ قسموں کا ذکر کرتے ہوئے بدعت واجبہ کی مثال میں لکھا ہے، علم نحو کا سیکھنا کہ کتاب و سنت کا مفہم ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ علم نحو کی صحیح تعلیم کے بغیر قرآن و حدیث کا سمجھنا دشوار ہے تو جس کے بغیر سرمایہ حیات سے محروم ہو جانا پڑے اس پر زور دینا کس قدر اہم ہوگا۔

جیسا کہ حضور صدر العلماء قدس سرہ نے اپنی تصنیفات میں متعدد مقامات پر فرمایا ہے اکابر دیوبند نے اپنے شیخ حضرت الحاج الشاہ امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں گستاخیاں کیں اور اس کی وجہ سے ان پر راہ حق مسدود کر دی گئی۔ یہ اکابر اور ان کے اصغر کفر تک تجاوز کر گئے۔ ان کے پاس نہ ایمان رہ گیا نہ عقل۔ ایسے عالم میں ان لوگوں نے فنون مختلفہ کی کتب پر شروح و حواشی چڑھائے۔ نتیجے میں اغلاط و در اغلاط میں خود غلطیاں پیچاں رہے اور پڑھنے والوں کو بھی ان اغلاط میں غلطیاں پیچاں رکھا۔

ان فسادات کو پیش نظر رکھ کر حضور صدر العلماء قدس سرہ نے قلم اٹھایا اور بخاری شریف کی شرح شروع فرمائی۔ اگرچہ آپ نے صرف ابتدائی چند احادیث کی شرح فرمائی ہے لیکن انہیں چند احادیث کی شرح میں اپنے اسی انداز پر خوب بسط سے کام لیا ہے۔ جس انداز پر آپ بخاری شریف کا درس دیتے تھے۔ علامہ عینی کا طرز ملحوظ ہے۔

اسماء رجال، نحو، معنی، حدیث، مسائل فقہیہ، مستخرجہ، تصوف وغیرہ پر زبردست بحث فرمائی ہے۔ نحو پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور تصوف پر جو بحثیں فرمائی ہیں وہ قابل بخاری شریف کی دوسری شروح میں اس انداز پر نہ ملیں گی۔ علاوہ بریں متعلق حدیث پر اپنی تقریرات میں دیوبندیوں کے شیخ الحدیث مولانا انور شاہ کشمیری سے ان جہاں عظیم سقطات سرزد ہو گئے ہیں وہاں وہاں قلم اشرفی جوش میں آ گیا ہے

اور تحقیقات کے جوہر خوب دکھائے ہیں۔ آپ کی شرح کا نام ”بشیر القاری“ ہے۔
 جیسا کہ سطور بالا میں گذر ا مفتیان دیوبند نے کتب نحویہ کی بہت سی شروع
 لکھ ڈالیں لیکن غالباً ان میں اغلاط کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور یہ وہ علم ہے جس میں غلط
 باتوں کے ذہن نشین ہو جانے کے بعد نہ تو صحیح طور پر زبان عربی کو سمجھا جاسکتا ہے اور نہ
 ہی صحیح طور پر دوسرے کو اپنانا فی الضمیر عربی میں سمجھایا جاسکتا ہے اور قرآن وحدیث
 کے سمجھنے سے محروم رہنا پڑتا ہے۔

اسی لئے حضور صدر العلماء قدس سرہ نے شرح مائتہ عامل کی
 شرح ”البشیر الکامل“ اور کافیہ کی شرح ”بشیر الناجیہ“ تصنیف فرمائی۔ ان تصنیفات
 میں شرح کتاب اور صحیح ترکیبات کے علاوہ عظیم تحقیقات بھی موجود ہیں۔
 دیوبندیوں کے اغلاط کو بھی مقدمات میں ظاہر کر دیا گیا ہے۔ ہر تحریر صاحب
 تحریر کی نسبت کا جلوہ خوب خوب دکھا رہی ہے۔ صحت اور حقیقت ایک مخصوص نرالے
 انداز پر روشن کر دی گئی ہے۔ جو دوسری کتب میں مفقود ہے۔

اگر حیات ظاہری حضور صدر العلماء کا اور کچھ روز ساتھ دیتی تو امید تھی کہ
 اپنے تلامذہ کی گذارشوں کے پیش نظر یا دیوبندیوں کی گمراہ کن سعی کے پیش نظر کچھ
 اور عظیم تصنیفات فرماتے۔

لیکن جُفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ۔

اس دنیائے فانی سے آپ ملک جاودانی کا سفر فرما چکے ہیں۔

اور تاریخ وصال ہے ”نَامَ لَقَبُیَّةً وَاحِدًا شَدَّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ

عَابِدٍ۔ (۱۳۹۸ھ)

اپنے آخری وقت سے پہلے آپ نے ایک عظیم تصنیف فرمائی جس کو آپ کی
 ظاہری آنکھوں نے زیور طبع سے آراستہ نہ دیکھا۔ یہ ہے ”البشیر شرح نحو میر“ جو آپ

کے ہاتھ میں ہے۔

”البشیر الکامل“ اور ”بشیر الناجیہ“ کی بہ نسبت اس میں حضور صبر العلماء قدس سرہ نے زیادہ کاوش ذہنی صرف فرمائی ہے اور تحقیقات عظیمہ سے حقائق کو واضح فرمادیا ہے۔ اس لئے کہ یہ ابتدائی کتاب ہے۔ اگر یہاں طالب علم گمراہ ہو جائے گا تو اندیشہ ہے کہ وہ ہمیشہ دھوکے میں رہے۔ کتاب نحو میر پر دیوبندیوں نے ”المصباح المنیر“ وغیرہ شروح لکھی ہیں۔ ”البشیر“ میں ان کے اغلاط کو ظاہر کر کے اور حقیقت کو واضح کر کے دیوبند کے ”عالم علمی“ پر قیامت برپا کر دی گئی۔



حضرت صدر العلماء کے مشہور و معروف تلامذہ

- ☆ حضرت حافظ ملت شیخ الحدیث مولانا حافظ قاری شاہ عبدالعزیز صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ بانی الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارکپور۔
- ☆ حضرت شمس العلماء مولانا شاہ محمد نظام الدین صاحب قبلہ الہ آبادی۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد شریف الحق صاحب امجدی مفتی دارالافتاء یونیورسٹی مبارکپور۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد طیب خاں صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ فیض آباد۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا شاہ عاشق الرحمن صاحب شیخ الحدیث جامعہ حبیبیہ الہ آباد۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد نعیم اللہ صاحب فاضل معقولات مدرس، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا سید شاہ نعیم اشرف صاحب سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ جاس۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا شاہ ریحان رضا صاحب متولی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف۔
- ☆ حضرت خطیب مشرق علامہ مشاق احمد صاحب نظامی مدیر پاسبان الہ آباد۔
- ☆ حضرت مولانا حافظ قاری محمد حسن صاحب اشرفی خطیب جامع مسجد شفیع آباد کانپور
- ☆ حضرت علامہ مولانا قاضی عبدالرحیم صاحب مفتی دارالافتاء دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف۔

- ☆ حضرت علامہ مولانا حافظ قاری احمد حسن صاحب اشرفی مفتی دارالافتاء دارالعلوم حامدہ اشرفیہ سنبھل مراد آباد۔
- ☆ حضرت خطیب الہند علامہ مولانا شاہ محمد حبیب اشرف صاحب ناظم دارالعلوم حامدہ اشرفیہ سنبھل مراد آباد۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب ناظم اعلیٰ یونیورسٹی مبارکپور۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا سید شاہ کلیم اشرف صاحب ولی عہد سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ جاکس۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا سید شاہ محمد اکبر میاں صاحب زیب سجادہ آستانہ صمدیہ پھونڈ ضلع اوکاڑہ۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا چراغ عالم صاحب شیخ الحدیث مدرسہ اجمل العلوم سنبھل مراد آباد۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا رحمت اللہ صاحب مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا محمود حسین صاحب مدرس دارالعلوم غریب نواز الہ آباد۔
- ☆ حضرت علامہ صوفی نذیر احمد صاحب نیازی صدر مدرس دارالعلوم شاہ عالم علیہ الرحمۃ احمد آباد گجرات۔
- ☆ حضرت علامہ رئیس کوثر صاحب مدرس مدرسہ فاروقیہ بنارس۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا محمد فاروق صاحب مدرس دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عارف صاحب میرٹھی علیہ الرحمۃ راولپنڈی۔
- ☆ حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدر جمعیۃ العلماء پاکستان کراچی۔

نوٹ:

مندرجہ بالا اسماء گرامی سے بعض تو وہ ہیں جو حضرت صدر العلماء قدس سرہ کی حیات ظاہری میں استقامت ڈائجسٹ کانپور میں شائع ہو چکے۔ اور بعض حضور ہی سے پہنچی ہوئی اطلاعات کے بموجب اضافہ کردہ ہیں۔



پیش کش

فقیر اپنی اس علمی کاوش کو اپنے استاد معظم
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز خاں صاحب فتح پوری دام بالجد والکرام
کی خدمت فیض ورجت میں پیش کرتا ہے،
یہ درخواست کرتے ہوئے کہ جلوات و غلوات کی دعاؤں میں
اپنے اس دیرینہ نیاز مند کو یاد رکھیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقیر سید غلام جیلانی

صدر المدرسین

مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ میرٹھ



دیباچہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ النُّحُوفِي الْكَلَامِ كَالْمَلْحِ فِي الطَّعَامِ وَاكْمَلَ
الصَّلَاةَ أَفْضَلَ السَّلَامِ عَلَيَّ حَبِيبِي خَيْرَ الْأَنَامِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ
هُدًى الْآثَامَ مَا اخْتَلَفَ اللَّيَالِي وَالْآثَامَ بَلَّ عَلَى الْإِسْتِمْرَارِ وَالذَّوَامِ
أَمَّا بَعْدُ

فقیر سید غلام جیلانی ابن مولوی سید غلام فخر الدین ابن مظہر قاب قوسین
مولانا حکیم سید سخاوت حسین متعنا اللہ تعالیٰ بِفَيْؤِ ضَمَمَا فِي الدَّارَيْنِ ارباب علم
کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ عربی مدارس میں صرف ونحو کی ابتدائی کتابوں کی تعلیم
ویسی نہ رہی جیسی پچاس سال پیش تھی جس کی وجہ سے طلبہ کی استعداد پر بہت
برا اثر پڑ رہا ہے یہی وجہ ہے کہ آخر تک خام رہتے ہیں۔

حَسْبَتْ أَوَّلُ جُحُونٍ فِيهِذِهِ مَعْمَارِ كَنْجٍ

نَائِرِيَامِي رَوْدُ دِيْوَارِ كَنْجٍ

نظر بر آں بعض ابتدائی کتابیں اپنے ذمہ لیں چنانچہ خمیر مندرجہ ذیل طلبہ
کو پڑھائی:-

الولد الثاني حافظ سید محمد یزدانی، السبط الاکبر سید محمد انور صفدر علی مراد آبادی
عالمگیر، زبیر عالم، محمد محسن، عبدالقیوم پورنویاں، جمال الرافع، محمد عثمان غنی، عبدالقیوم،
رشید عالم بھاگلپوری، عباد اللہ دکیل احمد بہرائچیاں وغیرہ۔
اور مندرجہ ذیل طلبہ پڑھ رہے ہیں:

الولد الثاني سید محمد نورانی، سید شاہد حسین زیدی خیر آبادی، بشیر الدین پورنوری،
محمد اصغر، ابوبکر، نظام الدین، بھاگلپوری، عبدالقیوم ذیشان، بریلویاں، ریاض الدین میرٹھی۔

بعض طلبہ کے اصرار پیکراں اور عزیز گرامی قدر مولوی رحمت اللہ صاحب
 بلرام پوری کے تقاضائے فراواں پر نحو میر کی شرح لکھی تاکہ طلبہ گمراہی سے محفوظ
 رہیں جو دیوبندی شروح نے پھیلا رکھی ہیں۔ اس شرح کو (البشیر شرح نحو میر) کے
 ساتھ موسوم کرتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ بِشْرُوحِ نَحْوَمِيرٍ نَّاسِخًا كَمَا جَعَلْتَ الْقُرْآنَ نَاسِخًا لِّكُتُبِ
 السَّمَاءِ بِحُرْمَةِ حَبِيبِكَ الْكَرِيمِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمُ وَبِحُرْمَةِ سَيِّدِي
 الْحَافِظِ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ اَبْرَاهِيْمَ دَامَ عَلَيْنَا ظِلُّهُ الْعَظِيْمُ.



نحو میر کی شرح

صرف دو دستیاب ہو سکیں۔ اول (المصباح المیر) جس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے: تالیف لطیف استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حسن صاحب ابن امام النجاشی مولانا نبیہ حسن صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند۔

دوم (مہر میر) اس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے: تالیف مولانا عمر عثمانی تھانوی اول کاسن اختتام تالیف محرم الحرام ۱۳۷۷ھ اور دوم کا ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اول مؤخر ہے اور دوم مقدم۔ دونوں کے مضامین یکساں ہیں حتیٰ کہ الفاظ میں بھی اتحاد۔ کہیں کہیں اقل قلیل اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اول نے دوم کا چرہ بہ اُتارا ہے اور دوم کی عبارات بخنبہ نقل کر دی ہیں۔

بہر کیف دونوں طلبہ کے لئے گمراہی کا (پاور ہاؤس) ہیں۔ ان دونوں فاضلان (دیوبند) کو علم نحو کی ابتدائی کتابوں کے مسائل بھی متحضر نہیں بلکہ خود نحو میر بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ان دونوں فاضلان دیوبند کا حال یہ ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ پر افتراء کرنا۔ نحو یوں کی جانب نسبت ناروا۔ مسائل کے بیان میں تضاد نہ نحو میر میں لکھا سمجھ نہ اپنا لکھا یاد۔ کتابی مثالوں کے ترجمے غلط سلسلہ۔ خود ساختہ مثالوں میں شطط بر شطط، اصطلاحات پر وقوف نا تمام اور ترکیب میں تو خام در خام، یہ ہیں نحو میر کی شروح، یا ہیں دیوبندی قروح، نعوذ باللہ السیوح۔

انہیں وجہ بالا کی بنا پر دونوں صاحبان سے یہ اغلاط کثیرہ صادر ہوئے جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ ہم نے صرف اُن اغلاط کو بلعنوان (تنبیہ) بیان کیا ہے جن کو مبتدی طلبہ بخوبی سمجھ لیں اور ان دونوں شروح کی گمراہی سے محفوظ ہو جائیں۔

ایسے اغلاط کی تعداد دو سو ساٹھ ہے۔

در انحالیکہ (المصباح المنیر) کے صفحات ایک چونسٹھ ہیں اور (مہر منیر) کے ایک سو باون۔ ان اغلاط کو ملاحظہ کرنے کے بعد ناظرین بانصاف یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں گے کہ ہم نے جو لکھا ہے وہ حرف بہ حرف صحیح ہے۔

قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادے جو ان کے ولی عہد بہادر ہیں ان کا نام ہے (سالم) ہمیں نہیں معلوم کہ یہ (سلامۃ) مصدر سے مشتق ہے جو باب (سَمِعَ) سے آتا ہے یا (سَلَّمَ) مصدر سے جو (نصر) سے آتا ہے یا اُس (سَلَّمَ) سے جو ضرب سے آتا ہے۔ یہ تو نام رکھنے والے جانیں کہ انہوں نے کس سے مشتق مانا ہے۔ بہر کیف ان ولی عہد بہادر نے ایک معتمد علیہ سے فرمایا کہ (بریلویوں کو علم سے کیا نسبت) اب ولی عہد بہادر ان اغلاط کو دیکھ کر اور سمجھ کر بشرطیکہ سمجھنے کی صلاحیت ہو اپنے قول مذکور پر نظر ثانی کریں اور طبیعت میں انصاف پسندی ہے تو بلا خوف لَوْ مَآ لَآئِم اور بے جھجک ہو کر کہہ دیں کہ میں اپنے قول سے رجوع کرتا ہوں اور حق یہ ہے کہ استاذ الاساتذہ اور تھانوی صاحب کو علم نحو سے دور کی بھی نسبت نہیں جیسے رسالہ (تجلی دیوبند) کے ایڈیٹر عامر صاحب عثمانی نے جذبہ حق گوئی کے ماتحت ہو کر علامہ ارشد القادری سَیْن عَنْ اَعْيُنِ الدیوبندی کی کتب بہشتی زیور، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ امدادیہ، تقویۃ الایمان جیسی کتابوں کے بارے میں لکھا تھا۔

ان کو چورا ہے پر رکھ کر آگ دے دی جائے

لیکن ہمیں ولی عہد بہادر کے رجوع کی اُمید نہیں کیونکہ غلط بات سے رجوع کو اپنی کسر شان تصور کرتے ہیں اور یہ تصور انہیں پر منحصر نہیں بلکہ ان کے اکابر سے چلا آ رہا ہے۔ چنانچہ آپ کے پردادا مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اپنی

کتاب (تخذیر الناس) میں سید عالم کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا اور آپ کے بعد نبی پیدا ہونے کو جائز بتایا جس کو قادیانی سند میں پیش کرتے ہیں۔ ہر چند علماء نے تفہیم کی مگر اسی تصور کی بنا پر اڑے رہے رجوع نہ فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اسی طرح مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے اپنے فتاویٰ میں اللہ عزوجل کی شان میں یہ بے ادبی صادر ہوئی کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ اسی پر جیسے رہے اور رجوع نہ فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اسی طرح مولانا خلیل احمد صاحب انیسٹھوی صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور سے بھی (براہین قاطعہ) میں حق جل مجدہ کی شان میں یہ بے ادبی صادر ہوئی کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ علمائے عصر نے بہت کچھ فہمائش کی مگر وہ ڈٹے رہے رجوع نہ فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اسی طرح مولانا محمود الحسن صاحب صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند سے اپنی کتاب (حمد المقل) میں ترقی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ بے ادبی صادر ہوئی کہ وہ نہ صرف جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ جملہ قبائح کے ساتھ موصوف ہو سکتا ہے۔

جملہ قبائح میں سارے فواحش آ گئے۔ زنا، چوری، خودکشی، مکر و فریب وغیرہ۔ متنبہ کرنے پر بھی اسی پر جیسے رہے رجوع نہ فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اسی طرح مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے کتاب (حفظ الایمان) میں شان رسالت میں بے ادبی صادر ہوئی کہ علم نبی کو حیوانات، مجنون، بہائم کے علم کے ساتھ تشبیہ دے دی لاکھ فہمائش کی گئی مگر ایک نہ مانی اور رجوع نہ فرمایا۔ بالآخر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ غلط بات سے رجوع نہ کرنے والوں کی یہ جماعت تھی جو دنیا سے چل بسی اور قوم مسلم میں یہ فتنے چھوڑ گئی جن کے آثار قدیمہ کی طرح حفاظت کر رہے

ہیں اور انہیں فتنوں کے باعث ہندوستان کے گھر گھر میں آگ لگ رہی ہے اور ان حضرات کے مقلدین مذکورہ گستاخیوں کی تائید کر کے اب تک اُس آگ کو ہوا دے رہے ہیں۔ یہ حال رفتگاں تھا۔

اب موجود کا حال سنئے۔

انہیں دلی عہد بہادر کے والد ماجد مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب (اسلام اور مغربی تہذیب) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باپ کا اثبات کیا۔ جس کو اخبار (دعوت) نے اواخر ۱۹۶۲ء میں شائع کیا تھا۔

اس کتاب میں آپ (فَارَسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا) کی تشریح میں فرمایا: یہ دعویٰ تحیل یا وجدان محض کی حد سے گذر کر ایک شرعی دعوے کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذرا کے سامنے جس شبیہ مبارک اور بشر سوی نے نمایاں ہو کر پھونک ماری وہ شبیہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعوے سے بین طریق پر خود بخود گھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس شبیہ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جبکہ اُس تصرف سے حاملہ ہوئیں۔ پس حضرت مسیح کی اہیت کے دعوے دار ایک ہم بھی ہیں مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن محمد کہہ کر خواہ وہ اہیت تمثالی ہی ہو۔

اس عبارت کو اخبار (دعوت) نے بایں سوال مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں بھیجا کہ اگر کوئی عالم دین مذکورہ آیت کی مذکورہ تشریح کرے تو کیا حکم ہے؟

مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند نے جواب میں تحریر فرمایا (اس کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا۔ بلکہ درپردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان

کا انکار کر رہا ہے۔ شخص مذکور طحہ بے دین ہے۔ عیسائیت و قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسیٰ ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے۔ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہیے جب تک توبہ نہ کرے)

ناظرین! قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے (طحہ اور بے دین) ہونے پر یہ فتویٰ بریلی کا نہیں حتیٰ کہ یہ کہہ دیا جائے کہ علمائے بریلی کے تکفیر کی مشین گن ہے جو بوجہ مخالف عقائد ہم پر نشانہ چلایا ہی کرتے ہیں بلکہ یہ تکفیر کی گولی دارالافتاء دیوبند کی مشین گن سے نکلی ہے جس کے خود قاری صاحب مہتمم ہیں۔ اس فتوے تکفیر کے باوجود قاری صاحب نے رجوع نہیں فرمایا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اوپر سے ایسی ہی ہوتی چلی آئی ہے۔



دارالعلوم دیوبند کے بارے میں فریقین کے مسلم ولی کی پیشین گوئی

مقبول بارگاہ حقیقت آگاہ حضرت حاجی امداد اللہ شاہ قدس سرہ العزیز کے جلیل القدر خلیفہ حضرت مخدوم مولانا شاہ سید محمد افضل بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری جن کا مزار پر انوار آگرہ محلہ جھم جھم میں ہے ان کا متعلق فقیر سے شیخ حاجی محمد وزیر صاحب مرحوم نے بیان فرمایا کہ وہ میرٹھ تشریف لائے۔ بعض متوسلین کی درخواست پر دارالعلوم دیوبند دیکھنے تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر کبھی دائیں جانب سوگھتے تھے اور فرماتے کہ (یہاں کفر کی بو آتی ہے) اور کبھی بائیں طرف سوگھتے تھے اور فرماتے کہ (یہاں کفر کی بو آتی ہے) یہی وجہ ہے کہ استاذ الاساتذہ موصوف بھی علامات اسم کے بیان میں کفری بولی بول گئے جس کو (حبیہ ۱۲) میں ملاحظہ کیا جائے۔

ناظرین! یہی تھی ایک مسلم الفرقین ولی کی پیشین گوئی جواب ایک صادق ہوتی چلی آئی جس کے صدق پر ان حضرات کے مذکورہ اقوال شاہد ہیں۔ خیر یہ پیشین گوئی بطور جملہ اعتراضیہ تھی نہ جملہ معترضہ۔ فقیر یہ عرض کر رہا تھا کہ غلط بات سے رجوع نہ کرنا ان حضرات کے نزدیک کسر شان اور انسٹ ہے علاوہ ازیں اللہ کے سر لا ینید کے پیش نظر ولی عہد بہادر سے کیسے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے قول مذکور سے رجوع کر لیں گے۔

لیکن حضرت قاری محمد طیب صاحب حق بات سے رجوع فرمایا کرتے ہیں۔ جس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ امیر جنسی کے زمانے ۱۹۷۷ء میں بسلسلہ نس بندی جبکہ اندر امثال کی موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، دارالعلوم دیوبند سے ایک فتویٰ شائع

ہوا جس میں دو آیات قرآنی ذکر کر کے لکھا تھا کہ ان آیات کی رو سے نس بند حرام اور گناہ کبیرہ ہے، یہ فتویٰ حق تھا۔

پھر ایک فتویٰ طویل پوسٹر پر شائع ہوا جو کشمیر میں چھپوایا گیا تھا اور میرٹھ میں جا بجا چسپاں کیا گیا۔ اس پر تقریباً پچاس ساٹھ علماء کے دستخط تھے۔

ان دستخطوں میں سب سے پہلے قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا اسم گرامی تھا۔ اس فتویٰ میں لکھا تھا کہ نس بندی جائز نہیں یہ فتویٰ بھی برحق تھا۔ پھر مسلم پرسنل لاء سے متعلق کمیٹی نے ایک تحریر دو رقی شائع کی جس کے آپ صدر ہیں اس میں سب سے پہلے آپ ہی کے دستخط تھے۔ اس تحریر میں بھی نس بندی کو ناجائز قرار دیا تھا۔ یہ بھی حق بجانب تھی۔ اس زمانے میں جو علماء نس بندی کو حرام اور ناجائز کہتے تقریر میں یا تحریر میں اُن کو (میسٹا) کے ماتحت جیل بھیجا جا رہا تھا اور جیل میں اُن پر انسانیت سوز تشدد کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے۔ جس کی مثال ہندوستان کی تاریخ میں دستیاب نہیں ہو سکتی اور (میسٹا) کی دھونس دے کر مساجد کے اماموں اور مدارس کے اساتذہ سے نس بندی کے جواز پر دستخط لے کر اندرا حکومت ریڈیو پر اُن کے ناموں کا بڑے لمبے چوڑے القاب کے ساتھ اعلان کر رہی تھی اور جو لوگ نس بندی نہ کراتے اُن پر اندرا حکومت کی جانب سے ایسے شدید مظالم کئے جا رہے تھے جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ یہ انتہائی ہولناک زمانہ تھا۔

اسی زمانے میں قاری محمد طیب صاحب موصوف میرٹھ میں شاہ پیر دروازے تشریف لائے اور مجمع عام میں بڑی دلیری سے فرمایا۔ میں دہلی جا رہا ہوں مجھے کوئی گرفتار کرے۔ حاضرین یہ جرأت مردانہ دیکھ کر انگشت بدندان رہ گئے کہ یہ زمانہ قیامت نما اور یہ ہمت مردانہ۔ اُن حاضرین میں سے ایک محترم نے فقیر کے پاس تشریف لا کر قاری صاحب موصوف کا قول مذکور نقل فرمایا۔ زبان تو خاموش رہی

مگر سابق تجربات کی بنا پر دل بول اٹھا آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔ چنانچہ چند ہی دن کے بعد جبکہ مذکورہ فتوؤں کی بنا پر مظفر نگر وغیرہ شہروں میں ہزار ہا مسلمان گولی کا نشانہ بن گئے ہزار ہا عورتیں بیوہ ہو گئیں ہزار ہا بچے یتیم ہو گئے تو کسی خفیہ مصلحت کے پیش نظر قاری محمد طیب صاحب نے حق بات سے رجوع فرمایا۔

یعنی نس بندی کی حرمت کا فتویٰ دے کر اس کے جواز کا بیان دے دیا۔ بایں طور کہ آپ کا بیان ٹیپ کر کے ریڈیو پر نشر کیا گیا جس کو ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دنیا بھر کے شہروں میں، قصبات میں، دیہات میں، تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ ہر طبقے نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں (میں علمائے کرام سے درخواست کروں گا کہ اب تک انہوں نے منفی پہلو پر غور فرمایا ہے اب مثبت پہلو پر بھی غور فرمائیں، یہ مسئلہ اجتہادی ہے) اقول اس مسئلہ کو (اجتہادی) فرمانا نشانہ ہی کرتا ہے اس بات کی کہ بزمانہ تحصیل حضرت کی نظر اصول فقہ کی کتابوں پر آخر تک نہیں گذری ورنہ یہ جملہ زبان مبارک پر جاری نہ ہوتا۔

پہلے دارالعلوم دیوبند سے شائع شدہ فتوے میں دو آیات قرآنی نس بندی کی حرمت اور اس کے گناہ کبیرہ ہونے پر نقل کی تھیں اور بتایا تھا کہ ان آیات کی رو سے نس بندی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جب نس بندی کی حرمت قرآن سے ثابت تھی تو یہ مسئلہ اجتہادی کہاں رہا کہ اجتہاد تو اسی وقت ہوتا ہے جب کہ حکم قرآن وحدیث میں منصوص نہ ہو اور اگر بالفرض آپ کی نظر میں اجتہاد ہوا ہے تو فرمائیے وہ کون سے مجتہدین تھے جنہوں نے نس بندی کی حرمت یا جواز کے متعلق اجتہاد فرما کر جائز یا حرام قرار دیا۔

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ
لِلْكَافِرِينَ.

اور اگر موجودہ دور کے ۱۹۷۰ء کے علماء کا اظہار خیال مراد ہے تو مذکورہ نشاندہی صحیح تھی کہ آپ کی نظر اصول فقہ کی کسی کتاب پر آخر تک نہیں گذری۔ اگر آخر تک گذری ہوتی تو اجتہاد کے شرائط نظر مبارک سے گذرے ہوتے کیونکہ اجتہاد کے شرائط اصول فقہ کی کتابوں کے آخر میں بیان ہوتے ہیں جو موجودہ صدی کے علماء میں نہیں پائے جاتے بلکہ گذشتہ متعدد صدیوں سے مفقود ہیں۔ اسی واسطے اجتہاد کا دروازہ بند ہے۔

الغرض قاری صاحب کے اس رجوع نے دارالعلوم دیوبند کو بدنام کر ڈالا۔ غیر تو غیر اپنوں میں اس قدر بیزاری پیدا ہو گئی کہ عوام ایسے الفاظ سے یاد کرتے تھے جس کو بیان کرنا مناسب نہیں۔ اور خواص کا یہ عالم بنا گیا کہ مفتی محمود صاحب نے استعفیٰ دے دیا اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ یہ آدمی ایمان فروش ہے۔ (عِنْدِي فِيهِ نَظَرٌ فَتَدَّ.....) اور دارالعلوم دیوبند کے طلبہ کی نفرت حد سے گذر گئی۔ سنا ہے کہ انہوں نے بسلسلہ نس بندی دارالحدیث میں ڈرامہ کیا:

ایک صاحب (سائل) بنے اور دوسرے صاحب (مفتی محمود) اور تیسرے صاحب قاری طیب۔ سائل نے پہلے مفتی محمود سے نس بندی کے متعلق سوال کیا۔ مفتی صاحب نے دو آیات قرآنی تلاوت کر کے فرمایا کہ ان آیات کے پیش نظر نس بندی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ دائیں بائیں جو نائب مفتی صاحبان تشریف فرما تھے انہوں نے جواب کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا:

الجواب صحيح الجواب صحيح الجواب صحيح

پھر قاری محمد طیب صاحب سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں علمائے کرام سے یہ درخواست کروں گا کہ انہوں نے اب تک مفتی پہلو پر غور فرمایا ہے اب مثبت پہلو پر بھی غور فرمائیں یہ مسئلہ اجتہادی ہے۔

یہ جواب سن کر طلبہ چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور ہاتھوں سے پیروں سے وہ تواضع کی جس کو بیان کرنے سے زبان قلم قاصر ہے۔

ناظرین!

دیکھا حق بات سے رجوع نہ کرنے کے دنیا میں یہ نتائج نکلے اور آخرت کی خیر و بد جانے۔ آہ!

اے طائرِ لاهوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
یہ حال تھا دارالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب کا جس کے اظہار کا سبب
بنا قول مذکور ولی عہد بہادر کا

تم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں
اب رضوی دارالافتاء بریلی کے مہتمم جناب ساجد علی خاں صاحب سلمہ
کا حال سنئے کہ نس بندی کے زمانہ قیامت خیز میں جبکہ زبان و قلم پر تالے لگا دیئے گئے
تھے، مسلمانوں کے مذہب میں گھلم گھلا مداخلت کی جارہی تھی، ہر شخص خائف
اور سہا ہوا نظر آتا تھا۔ ایسے ہولناک وقت میں یہ مرد مجاہد بریلی کا، سابقہ روایات کی
طرح دین کی حمایت میں کھڑا ہو گیا اور حق یہ ہے کہ حق حمایت ادا کر دیا اور اس
مرد مجاہد کو کوئی چیز اعلاء کلمۃ الحق سے روک نہ سکی۔ نہ خوف میا، نہ ہوس
بھوسا اور (کَلِمَةُ الْحَقِّ عِنْدَ السُّلْطَانِ الْجَابِرِ جِهَادٌ) پر عمل کرتے ہوئے فتویٰ
شائع کر دیا کہ

نس بندی حرام ہے حرام ہے حرام ہے۔

اس فتوے پر رضوی دارالافتاء کے مفتی صاحبان کے دستخط ثبت تھے اور شائع

کنندہ خود ذات والا، بریلی کے کلکٹر صاحب بہادر نے طلب فرمایا تو مع مفتی صاحبان تشریف لے گئے۔ صاحب بہادر نے کزخت لہجہ میں فرمایا کہ آپ نے اندرا حکومت کے خلاف فتویٰ شائع کر دیا۔ مرد مجاہد نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حکومت الہیہ کی جانب سے ہم مامور ہیں۔ ہم نے اپنا فرض منصبی ادا کر دیا اب آپ اپنا فرض منصبی ادا کر سکتے ہیں۔ یہ جواب سن کر صاحب بہادر نے معروف اقدام کا ارادہ کیا جس کو ایک ہم نشین صاحب نے یہ کہہ کر رُکوا دیا کہ سارے ہندوستان میں آگ لگ جائے گی جو بجھائے نہ بجھ سکے گی۔ یعنی یہ دیوبند نہیں کہ کبھی ادھر کبھی ادھر۔ جس کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے۔ چلیں گے ادھر کو جدھر کی ہوا ہے۔ یہ ہے بریلی نہ اندرا کی سہیلی۔ اس کو حمایت دین سے نہیں روک سکتا (پیساً) نہ بندوق کی گولی۔

ناظرین! یہ ہے رضوی دارالافتاء جس سے مات کھا گیا پیسا۔

رضوی دارالافتاء زندہ باد پائندہ باد

تحسین ناشناس:

(مہر نمبر) پر جناب ادیب اریب تحریر زمانہ فاضل یگانہ مولانا سید ہدایت علی صاحب صبحی اور نیشنل ٹیچر پنجابی اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول دہلی نے تقریظ تحریر فرمائی ہے جس میں بایں طور رقم طراز ہیں کہ: میں نے زیر نظر شرح کو اکثر مقامات سے دیکھا ہے اور اس کا دوسری شروح سے کہیں کہیں مقابلہ بھی کیا اس لئے میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ شرح سابقہ شروح پر ایک معتدبہ اضافہ ہی نہیں بلکہ زبان و بیان کے لحاظ سے بھی بدرجہا بہتر ہے۔ دعا ہو کہ مولانا کی سعی مشکور ہو اور خداوند عالم انہیں علمی خدمات کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اقول:

اس زمانے میں یہ عام دستور ہو گیا ہے کہ کتاب پر تقریظ لکھنے والے حضرات

کتاب کی تعریف میں محض دوستانہ تعلقات کی بنا پر یا (من ترا حاجی گوئم تو مرا قاضی گو) کے ماتحت خلاف واقع باتیں تحریر فرما دیتے ہیں۔ واقعیت کا انکشاف نہیں فرماتے۔ چنانچہ صبوحی صاحب بھی تقریظ مذکور میں اسی راستے پر گامزن ہوئے ہیں۔

جس کتاب میں دو سو ساٹھ اغلاط ہوں۔ اُس کے اکثر مقامات دیکھنے کے بعد اُس کی تعریف میں صبوحی صاحب کے مذکور الفاظ تعجب خیز ہیں۔ اگر صبوحی علم نحو سے واقف نہیں تو یہ الفاظ از قبیل (تحسین ناشناس) ہوئے۔ اور اگر واقف ہیں اور اغلاط پر مطلع ہونے کے باوجود یہ تقریظ تحریر فرمادی تو مذکورہ بالا دو وجہ میں سے کسی ایک پر مبنی۔ علاوہ ازیں یہ شرعاً جرم بھی ہے کہ اس سے ضلالت کو تقویت پہنچی جو ہدایت علی کے مخالف و منافی۔ آئندہ احتیاط فرمائیں کافی در کافی۔

اور (المصباح المنیر) کی تعریف میں تو کتب خانہ امدادیہ نے (مصباح المعانی شرح اُردو شرح ملا جامی) کے آخر میں وہ تعلیم کی ہیں جو ایک تاجر اپنے مال کی نکاسی اور اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے کیا کرتا ہے۔ اس شرح کی بارہ خصوصیات بیان کی ہیں جن میں اکثر و بیشتر کو واقعیت سے اصلاً تعلق نہیں جو شرح ڈھائی سو سے زیادہ اغلاط پر مشتمل ہو اُس سے طلبہ کو علم نحو کی پوری واقعیت ہوگی یا قعر ضلالت میں گریں گے۔

ہماری تنبیہات مطالعہ کرنے کے بعد ہر نحو داں انصاف پسند پکار اٹھے گا کہ ان دونوں کی تعریف و توصیف میں جو کچھ لکھا گیا وہ از قبیل تحسین ناشناس ہے یاد دستانہ تعلقات پر مبنی اور تاجرانہ مفاد پر محصور اور ان دونوں کا (المصباح المنیر) اور (مہر منیر) کے ساتھ تسمیہ از قبیل (برعکس نہند نام زنگی کا نور)



مصنف علیہ الرحمة کے حالات

آپ کا اسم گرامی علی ہے اور والد ماجد کا محمد اور جد امجد کا بھی (علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان سادات سے ہیں۔ ۳۸ھ میں بمقام حجر جان پیدا ہوئے جو مملکت خوارزم کے شہروں میں سے ایک شہر ہے یا ستر آباد یا شیراز کے قصبات میں سے ایک قصبہ۔

اور ۱۶ ربیع الاول بروز چار شنبہ ۵۱۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک شیراز میں ہے۔ علمائے اسلام آپ کو علمی اور لسانی جلالت کے باعث (السید الشریف) اور (السید السند) اور (سند الحقیقین) جیسے القابات کے ساتھ یاد فرماتے ہیں۔

نہایت حاضر جواب تھے:

عنوانِ شباب میں بغرض تحصیل علم پایادہ سفر کر کے علامہ سعد الدین تفتازانی قدس سرہ النورانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیدل سفر کرنے کے باعث چہرہ غبار آلودہ تھا۔ چونکہ نہایت حسین و جمیل تھے، علامہ کی نظر جب آپ کے حسین چہرہ پر پڑی تو بطور مزاح فرمایا: یَا لَیْسَ الْیَتِیْمُی کُنْتُ تُرَابًا۔ آپ نے برجستہ جواب فرمایا: وَیَقُولُ الْکَافِرُ یَا لَیْسَ الْیَتِیْمُی کُنْتُ تُرَابًا۔ جس سے علامہ کو نفقت ہوئی اور آپ بے نیل مرام واپس ہونے لگے تو بوجہ ذہانت غیر معمولی اور تعجب خیز حاضر جوابی علامہ نے باصرار روکنا چاہا مگر آپ اپنے ارادے پر قائم رہے اور علامہ کی خدمت میں بایں طور عذر خواہ ہوئے کہ مجھ سے بے ادبی ہو گئی اس لئے مجبور ہوں۔

مقام غور ہے کہ آپ نے علامہ کو اس لئے استاد بنانا گوارا نہ کیا کہ اُن کے مزاح کا جواب دے چکے تھے اور جس کو استاد بنا لیتے ہوں گے اُس کے احترام و ادب

کا عالم کیا ہوگا۔ یہاں سے موجودہ دور کے طلبہ کو عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ جس کو جو ملاوہ ادب ہی سے ملا ہے۔ پھر آپ بایں اشتیاق علامہ قطب الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اُن کی کتاب (شرح مطالع) خود اُن سے پڑھیں جس کو یہ سولہ بار دیگر علماء سے پڑھ چکے تھے۔ اس وقت علامہ کی عمر ایک سو بیس سال ہو چکی تھی۔ پلکیں لنگ گئی تھیں۔ پلکیں اٹھا کر آپ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ نو جوان ہیں۔ فرمایا کہ آپ جو ان طالب علم ہیں میں بوڑھا ضعیف ہوں۔ آپ کو پڑھانے کی قوت نہیں۔ اگر آپ کو مجھ سے (شرح مطالع) کی سماعت منظور ہو تو آپ مبارک شاہ کے پاس جا کر پڑھیں وہ آپ کو وہی بتائیں گے جو انہوں نے مجھ سے سنا ہے۔

مبارک شاہ اُس وقت مصر میں مدرس تھے۔ آپ علامہ قطب الدین رازی علیہ الرحمۃ کا خط لے کر (ہرات) سے مصر پہنچے۔ مبارک شاہ نے اپنے اُستاد کے خط کو بوسہ دے کر کہا میں آپ کو پڑھاؤں گا لیکن مستقل طور پر نہیں پڑھا سکتا صرف سماعت کیجئے اور کچھ دریافت کرنے کی اجازت بھی نہیں۔ آپ نے قبول فرمالیا۔ اتفاقاً اُسی زمانے میں مصر کے اکابر میں سے کسی صاحبزادے نے مبارک شاہ سے (شرح مطالع) شروع کی۔ آپ اُس کی سماعت کرتے تھے۔ مبارک شاہ کا مکان مدرسہ سے قریب تھا اور اُس مکان سے مدرسہ جانے کا راستہ بھی تھا۔ ایک شب مبارک شاہ اُس راستے سے آکر مدرسہ کے صحن میں ٹہلنے لگے۔ ایک حجرہ سے کسی طالب علم کے پڑھنے کی آواز آئی۔ یہ اُسی آواز پر حجرہ کے قریب پہنچے اور سنا آپ فرما رہے ہیں: قَالَ الشَّارِحُ كَذَا شارح نے ایسا فرمایا۔ وَقَالَ الْأُسْتَاذُ كَذَا اور استاد نے ایسا فرمایا۔ وَأَنَا أَقُولُ كَذَا اور میں ایسا کہتا ہوں۔ آپ کی تقریر اس قدر لطیف تھی کہ مبارک شاہ پر کیف طاری ہو گیا اور اُسی کیف کے عالم میں رقص کرنے لگے۔ پھر آپ کو حکم دیا کہ سماعت کی بجائے قرأت کریں اور ہر چیز دریافت کرنے کی اجازت

ہے۔ (اخبار نجات)

یار گاہ رسالت ﷺ میں علم نحو کی عظمت:

نجات کوفہ میں ایک نحوی ہیں جن کا اسم گرامی ہے احمد والد ماجد کا بچی دادا کا زید پردادا کا سیار اور کنیت ہے ابو العباس لیکن مشہور ہیں ثعلب کے ساتھ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ان امام ثعلب نے ایک مرتبہ ابو بکر ابن مجاہد مرقی سے حسرت آمیز لہجہ میں کہا کہ کچھ حضرات وہ ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی خدمت کی کہ اُس کی تفاسیر لکھیں اور کچھ ہیں کہ اُنہوں نے احادیث کی خدمت کی کہ اُن کو روایت کر کے دوسروں تک پہنچایا اُن کی شروح کہیں اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے فقہ کی خدمت کی۔ یہ سب کے سب فائز المرام ہوئے۔

میں علم نحو میں مشغول رہ کر (زید عمرو) کرتا رہا۔ میرا آخرت میں کیا حال ہوگا۔ ابو بکر فرماتے ہیں کہ میں اُسی شب اُن کے پاس سے اپنے گھر واپس آیا۔ شب میں سید عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ جاؤ ابو العباس سے ہمارا سلام کہہ کر کہو کہ اَنْتَ صَاحِبُ الْعِلْمِ الْمُسْتَطِيلِ۔ تم دراز علم والے ہو کہ قرآن وحدیث کا فہم علم نحو پر موقوف ہے۔ آپ نے ۷ یا ۸ جمادی الاولیٰ بروز شنبہ ۲۹۱ھ میں بمقام بغداد شریف وصال فرمایا اور مقبرہ باب الشام میں مدفون ہوئے۔ ترکہ میں دولاکھ اشرفی اور اکیس ہزار درہم کی کتابیں چھوڑیں اور دوکان میں تین لاکھ اشرفی کا مال۔ زینہ اولاد نہ ہونے کے باعث سب صاحبزادی کو ملا۔

بعض ابتدائی کتب کے اسمائے مصنفین:

میزان الصرف اور بیخ گنج اور ہدایۃ النحو کے مصنف علامہ سراج الدین ابن عثمان ہیں اور بعض علماء نے فرمایا کہ میزان الصرف کے مصنف مثلاً حمزہ بدایونی ہیں اور بعض نے مثلاً چمر کو بتایا ہے۔

منشعب اوزبکہ کے مصنف معلوم نہ ہو سکے۔ دستور المبتدی قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے شاگرد صفی ابن نصیر کی تصنیف ہے۔ فصول اکبری علامہ اکبر علی الہ آبادی کی۔ مراح الارواح علامہ احمد بن علی ابن مسعود کی۔ اخبار نجات اور میزان منطق کے مصنف شیخ عبدالمقتدر ہیں جو کسی بادشاہ کے وزیر تھے۔ سبع سائل شریف اور صفی اور کبریٰ کا مصنف حضرت سید شریف کو بتایا گیا ہے رحمہم اللہ تعالیٰ۔

وَإِخْرُجُوا نَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ
خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.

فقیر سید غلام جیلانی

صدر المدرسین

مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ میرٹھ

۹۸-۲-۱۱ مطابق ۸-۷-۱۴۱۱ھ شنبہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ آمَنَّا بِغَدَا!

بدان اَرْشَدَكَ اللَّهُ تَعَالَى کہ ایں مختصر یست مضبوط در علم نحو کہ
مبتدی و ابعدا از حفظ مفردات لغت و معرفت اشتقاق و ضبط مہمات
تبصیر یف باسانی یکفیت ترکیب عربی راہ نماید و بزودی در معرفت
اعراب و بنا و سود خواندن توانائی دہلجہ توفیقِ اللہ تَعَالَى و عَوْنِہ۔

سب خویاں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہاں والوں کا مالک اور بھلا انجام
پر ہیزگاروں کے واسطے ہے اور اللہ کا درود و سلام اس کی افضل مخلوق محمد (ﷺ) اور آپ
کے تمام تبعین پر۔ بعد حمد و صلاۃ، جان لو اللہ تعالیٰ تمہاری رہنمائی فرمائے کہ یہ ایک
مختصر طوالت سے محفوظ کتاب ہے۔ علم نحو میں جو مبتدی کی لغت کے مفردات یاد کر لینے
اور اشتقاق کو جان لینے اور علم صرف کے مقاصد محفوظ کر لینے کے بعد عربی ترکیب کی
کیفیت کا راستہ باسانی دکھائے گی اور جلد اعراب و بنا کے جاننے میں اور پڑھنے کے
ملکہ میں قوت پہنچائے گی اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے۔

سوال: حمد کے کیا معنی ہیں؟

جواب: زبان سے کسی کی خوبی تعظیم یا بیان کرنا۔

سوال: صلوٰۃ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: درود شریف۔

سوال: حضور کی آل کے کیا معنی؟

جواب: حضور کی اتباع کرنے والے۔

سوال: نحو کس علم کو کہا جاتا ہے؟

جواب: جس علم سے اسم، فعل، حرف کے اعرابی اور بنائی حالات معلوم ہوں۔

سوال: اس سے فائدہ کیا ہے؟

جواب: عربی کلام میں لفظی غلطی کرنے سے محفوظ رہنا۔

سوال: علم کا موضوع کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جس کے احوال علم میں بیان کئے جائیں اس کو علم کا موضوع کہا جاتا ہے۔

سوال: علم نحو کا موضوع کیا ہے؟

جواب: کلمہ اور کلام انہیں دونوں کے احوال نحو میں بیان کئے جاتے ہیں۔

سوال: اشتقاق سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بنانا۔

سوال: مہماتِ تصریف سے کیا مراد ہے؟

جواب: مہمات سے مراد مقاصد اور تصریف اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلمات

کے وزن معلوم ہوں اور حروف کلمات کے غیر اعرابی اور غیر بنائی احوال جیسے اصلی ہونا، زائد ہونا صحیح ہونا، معتل ہونا، مخذوف ہونا، مدغم ہونا وغیرہ۔

سوال: نحو میر کے مصنف علیہ الرحمۃ کا نام کیا ہے؟

جواب: علی ابن محمد ابن علی۔ سید شریف اور سید سند کے ساتھ مشہور ہیں۔

باقی حالات دیباچہ میں دیکھے جائیں۔

تختی نہ رہے کہ مذکورہ بالا بیان کے پیش نظر مناسب یہ ہے کہ صرف میر پڑھانے کے بعد نحو میر پڑھائی جائے، نہ دونوں کو ساتھ ساتھ جیسے آج کل مدارس میں معمول ہے۔

تنبیہ ۲۱:

المصباح المنیر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ترجمہ بایں الفاظ

کیا ہے: شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والے ہیں۔ اور مہر منیر میں بایں الفاظ: اللہ کے نام سے مدد طلب کرتے ہوئے جو بڑا ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ ان دونوں ترجموں میں چند خامیاں ہیں۔

اول یہ کہ دونوں صاحبان نے لفظ ”ہے“ اپنی جانب سے بلا ضرورت بڑھا دیا۔ بسْمِ اللہ لَوْحِطْنِ الرَّحِيمِ میں کوئی عربی کا لفظ ایسا نہیں جس کا ترجمہ لفظ ”اور“ قرار دیا جاسکے۔

دوم یہ کہ اول صاحب نے موصوف صفت کے ترجمے میں لفظ ”ہیں“ ذکر کیا ہے اور دوم صاحب نے لفظ ”ہے“۔ غالباً یہ دونوں صاحبان اس ترجمہ میں مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کے تابع ہیں۔ تھانوی نے ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں اور دیوبندی صاحب نے بایں الفاظ: شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

غرض کہ موصوف اور صفت کے ترجمے میں لفظ ”ہے“ ذکر کرنا یا لفظ ”ہیں“ دونوں غلط ہیں کیونکہ لفظ ”ہیں“ یا لفظ ”ہے“ نسبت تامہ کا ترجمہ ہے اور موصوف و صفت میں نسبت تامہ نہیں ہوتی بلکہ ناقصہ ہوتی ہے اور یہ دونوں لفظ نسبت ناقصہ کا ترجمہ نہیں۔ نظر برآں تابع اور متبوع دونوں مورد الزام ہیں۔ اسی طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کا ترجمہ المصباح المنیر میں بایں الفاظ کیا ہے (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہان کے پالنے والے ہیں) اس میں بھی وہ تھانوی صاحب کے تابع ہیں کہ تھانوی صاحب نے بایں الفاظ ترجمہ کیا ہے (سب تعریفیں اللہ ہی کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے) اس میں بھی تابع اور متبوع غلطی کا شکار ہیں۔ وجہ وہی جو اوپر گزری کہ موصوف صفت کے ترجمے میں لفظ ”ہیں“ ذکر کرنا صحیح نہیں۔

سوم یہ کہ مہر منیر کا بسم اللہ کے ترجمے میں (اللہ کے نام سے مدد طلب کرتے ہوئے) کہنا دیوبندی مذہب کے خلاف ہے کیونکہ اللہ کا نام اللہ کا غیر ہے اس لئے کہ نام لفظ ہوتا ہے اور ذات اللہ لفظ نہیں تو اللہ کا نام غیر اللہ ہوا اور غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مذہب اہل سنت میں یقیناً درست ہے کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے لیکن دیوبندی مذہب میں جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔ تعجب ہے کہ دیوبندی دارالافتاء نے اس پر اب تک ایکشن کیوں نہیں لیا۔

چہارم یہ کہ ان ترجموں میں اللہ عز وجل کے لئے لفظ ”ہیں“ استعمال کیا ہے جو صیغہ جمع ہے۔ یہ خلاف ادب ہے کہ واحد حقیقی کے شایان شان تو واحد ہی کا صیغہ ہے اسی واسطے خود اللہ عز وجل نے اپنے حق میں صیغہ واحد استعمال کرنے کی سورہ فاتحہ میں بندوں کو تعلیم فرمائی کہ کہو (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) اس میں ایّاک صیغہ واحد ہے جس کا مخاطب خداوند قدوس۔

پھر فرمایا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ اس میں بھی اِهْدِ واحد کا صیغہ ہے جس کا مخاطب اللہ عز وجل۔ اور اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا (قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا) اس میں بھی زِدْ واحد کا صیغہ ہے اور مخاطب اللہ تعالیٰ۔

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے جب کبھی اللہ عز وجل کا ذکر کیا تو اس کے لئے واحد ہی کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ پورے قرآن پاک اور تمام احادیث میں واحد ہی کا صیغہ وارد ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا (رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ) اس میں لَمْ تَغْفِرْ اور تَرْحَمْ واحد کے صیغے ہیں اور مخاطب اللہ تعالیٰ۔

حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا (رَبِّ لَا تَذَرْنِي الْآرْضَ مِنْ

الْكَافِرِينَ ذِيَارًا) اس میں بھی لَا تَذَرُ واحد کا صیغہ ہے اور مخاطب خداوند قدوس۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا (فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ
الرَّقِيبَ) اس میں بھی تَوَفَّيْتُ اور كُنْتُ اور أَنْتَ واحد کے صیغے ہیں اور مخاطب اللہ
عز وجل۔

اور محبوب کبریا ﷺ نے عرض کیا (اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ نِثَاءَ عَلَيْكَ اَنْتَ
كَمَا اَنْثَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ) اس میں بھی كَ اور اَنْتَ اور اَنْثَيْتَ واحد کے صیغے
ہیں اور مخاطب اللہ عز وجل۔

اور ملائکہ نے عرض کیا (لَا عَلِمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلِمْتَنَا) اس میں بھی عَلِمْتُ
واحد کا صیغہ ہے مخاطب اللہ عز وجل بلکہ تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین حتی
کے علمائے شریعت بلکہ عام مومنین بھی صیغہ واحد استعمال کرتے رہے یہاں تک کہ
جب مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کا زمانہ آیا، جنہوں نے دشمن اسلام انگریزوں سے
ساز باز کر کے افغانی مسلمانوں پر جہاد کیا تھا اور اسی میں مارے گئے تھے تو انہوں نے
ابن سبا یہودی کے مشن کے ایماء پر جناب باری عز اسمہ کے حق میں صیغہ جمع استعمال
کرنا شروع کیا۔

مشن مذکور کا مقصد یہ تھا کہ ایک دو صدی گزرنے کے بعد مسلمانوں کو توحید سے
بایں طور ہٹایا جاسکے گا کہ قرآن کے ترجمے میں علمائے اسلام نے اللہ تعالیٰ کے لئے
لفظ ”ہیں“ استعمال کیا ہے جو صیغہ جمع ہے تو قرآن سے ثابت ہوا کہ خدا چند ہیں ورنہ
خدا ایک ہوتا تو ترجمہ میں ایک کے لئے ”ہیں“ استعمال نہ کرتے کیونکہ ایک کے لئے
تو ”ہے“ استعمال کیا جاتا ہے۔

آتش پرست دو خدا مانتے ہیں ایک خالق خیر اور ایک خالق شر۔ وہ بھی اسی
دلیل سے مسلمانوں کے دل سے عقیدہ توحید نکال سکیں گے کہ علمائے اسلام نے

قرآن کے ترجمے میں خدا کے لئے لفظ ”ہیں“ استعمال کیا ہے جو ایک کے لئے نہیں آتا بلکہ دو یا زیادہ کے واسطے مستعمل ہوتا ہے تو کم سے کم خدا دو ہیں۔ اگر ایک ہوتا تو لفظ ”ہیں“ کے ساتھ ترجمہ نہ کرتے۔

پس معلوم ہوا کہ وہ بھی کم سے کم دو خدا مانتے تھے اور ان کے نزدیک قرآن سے یہی ثابت تھا۔ انہیں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی اتباع میں دیوبندی مولوی صاحبان خدا کے لئے لفظ ”ہیں“ استعمال کرتے ہیں اور عوام کو بھی اس کی تعلیم دی جاتی ہے چنانچہ عوام میں بھی یہ دبا پھیلی جارہی ہے کہ تعجب بالائے تعجب یہ کہ جملہ اختلافی مسائل جیسے میلاد شریف، قیام، تیجہ، دسواں، بیسواں، چہلم وغیرہ کو یہ حضرات اس لئے بدعت کہتے ہیں کہ یہ امور قرونِ ثلاثہ یعنی صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے زمانہ میں نہ تھے تو جناب باری عزاسمہ کے حق میں صیغہ جمع کے استعمال کو بھی بدعت کہنا چاہیے کہ یہ بھی قرونِ ثلاثہ میں نہ تھا بلکہ اس کو ڈبل بدعت کہنا چاہیے کہ یہ تو قرونِ ثلاثہ کے عمل کے خلاف ہے کہ انہوں نے صیغہ واحد استعمال کیا ہے نہ صیغہ جمع۔ اس استعمال میں یہ حضرات آنکھ بند کر کے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے مقلد ہیں بلکہ قرونِ ثلاثہ سے پہلے کے انبیاء کرام کے بھی خلاف ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے عہد نبوی تک جملہ انبیاء عظام صیغہ واحد استعمال فرماتے رہے اور قرونِ ثلاثہ کے بعد سے بجز مولوی اسماعیل صاحب اور ان کے مقلدین۔ اب تک جملہ مجتہدین، تمام محدثین، کل اولیاء، سب علماء حتیٰ کہ عام مسلمین نے بھی صیغہ واحد استعمال کیا اور کر رہے ہیں۔ نظر برآں ثابت ہوا کہ جناب باری عزاسمہ کے حق میں صیغہ جمع استعمال کرنا بدعت ہے۔

ہاں قرآن پاک کی صرف ایک سورہ مومن میں اللہ عزوجل کے حق میں جمع کا صیغہ آیا ہے یعنی رَبِّ ارْجِعُونِ میں ارْجِعُوا صیغہ جمع ہے اور مخاطب اللہ تعالیٰ۔

لیکن یہ کافر کی زبان سے ہے مومن کی زبان سے نہیں۔ مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ کافر کی اتباع کرے اور انبیاء، ملائکہ، صحابہ، اولیاء، مجتہدین، محدثین کی اتباع چھوڑ دے اور الٰہی تعلیم کردہ صیغہ واحد اختیار نہ کرے۔ استعمال کرنے والے حضرات یہ وجہ بیان فرماتے ہیں کہ صیغہ جمع استعمال کرنے میں تعظیم ہے جس کو ہر عام ذہن باسانی قبول کر لیتا ہے لیکن یہ وجہ دوسرے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ باری عزاسمہ کے لئے صیغہ واحد استعمال کرنے میں تعظیم ہے یا نہیں۔ اگر کہیے نہیں تو لازم آتا ہے کہ باری تعالیٰ نے بندوں کو سورہ فاتحہ میں ایسے صیغے سے خطاب کرنے کی تعلیم دی جس میں تعظیم نہیں اور تعظیمی صیغہ ترک فرما دیا اور انبیاء کرام وغیرہ حضرات عمر بھر اس کو ایسے صیغے سے یاد کرتے رہے جس میں تعظیم نہ تھی دراصل حالیکہ تعظیمی صیغہ موجود تھا اور یہ لازم باطل ہے۔

اور اگر کہیے کہ صیغہ واحد میں بھی تعظیم ہے تو تین حال سے خالی نہیں۔ برابر ہے، یا کم، یا زیادہ۔

اگر برابر ہے تو تعلیم الٰہی کے متعلق صیغہ واحد ہونے اور انبیاء کرام وغیرہ کے صیغہ واحد اختیار فرمانے صیغہ واحد رائج ہوا اور صیغہ جمع مرجوح عاقل کی شان نہیں کہ مرجوح کو اختیار کرے اور رائج کو ترک کر دے۔

اور اگر کم ہے تو لازم آیا کہ کم تعظیمی صیغہ کے ساتھ خطاب کرنے کی تعلیم دی گئی اور انبیاء کرام وغیرہ حضرات تمام عمر کم تعظیمی صیغہ سے باری تعالیٰ کو یاد کرتے رہے جو انبیاء کرام کی شان کے لائق نہیں اور یہ صیغہ جمع استعمال کرنے والے حضرات تعظیم خداوندی بجالانے میں انبیاء کرام سے بڑھ گئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ثُمَّ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ خاش بدہن۔

تعظیم خداوندی میں انبیاء کرام کے کوئی برابر بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ بڑھ

جائے۔ وہ پاک ذوات، ہم گندہ صفات

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور اگر صیغہ واحد میں تعظیم زیادہ ہے یہ صیغہ واحد ہی میں تعظیم ہے صیغہ جمع میں نہیں تو وہی اختیار کرنا چاہیے، تاکہ تعلیم الہی کے خلاف نہ ہو اور اپنا عمل انبیائے کرام کے مطابق رہے اور ان کی سنت کے ترک کا الزام عائد نہ ہونے پائے اور مسلمانوں کو توحید سے برگشتہ کرنے کا خطرہ بھی باقی نہ رہے۔

صیغہ جمع استعمال کرنے والے حضرات کا ایک شبہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر اپنے لئے صیغہ جمع استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ سورہ ق میں ارشاد ہوا (وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ) اُس کی اجاع میں ہم اُس کے لئے صیغہ جمع استعمال کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جمع کا صیغہ کبھی استعمال نہیں فرمایا اور اس آیت میں واقع نَحْنُ کو پیش کرنا لاعلمی پر مبنی ہے نَحْنُ اور اس جیسے متکلم کے صیغہ جمع اور واحد دونوں کے لئے موضوع ہیں۔ مگر اُس واحد کے لئے جو اپنے آپ کو معظم ظاہر کرے۔ چنانچہ جمع الجوامع جلد اول صفحہ ۶۰ میں ہے (الْإِنْسَانِي نَحْنُ لِلْمُتَكَلِّمِ مُعْظَمًا نَفْسَهُ نَحْنُ نَحْنُ نَقْصُ أَوْ مُشَارِكًا..... الخ) اسی طرح نَا ضَمِير مَرْفُوع متصل اور نَا ضَمِير مَنْصُوب متصل جیسے إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكُوفَرُ اور إِنَّا نَا ضَمِير مَنْصُوب منفصل جیسے خَلِيفَةُ وَقْتُ كَيْ إِيَّا نَا أَطِيعُوا اور نَا ضَمِير مَجْرُور متصل جیسے:

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ اور حَافِظُونَ جیسے وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ واحد متکلم معظم کے لئے بھی موضوع ہیں جیسے ان آیات وغیرہ میں متکلم مع الغیر کے لئے بھی جمع متکلم کا صیغہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ صدور فعل میں متکلم کے ساتھ اور بھی شریک ہیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ

قرار دیں تو لازم آئے گا کہ تخلیق مخلوقات و ارض میں باری تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی شریک ہے۔

اس اعتقاد کے کفر ہونے میں اصلاً شک نہیں ہو سکتا۔ مگر دیوبندی صاحبان علم سے کوسوں دور ہیں۔ ان دیوبندی صاحبان نے ایسے ترجمے کر کے طلبہ اور عوام الناس کو صحیح راستے سے ہٹا دیا۔

سچ ہے کہ

یہ ہی کتب و ہی مآلات
حال طفلان زبوں شدہ است

حتمیہ ۳:

المصباح المنیر اور مہر منیر میں ہے کہ علمین عالم کی جمع ہے اور عرف عام میں ہر ماسوی اللہ کو عالم کہتے ہیں۔

اقول:

یہ غلط فاحش ہے اور عرف عام پر افتراء عرف عام میں جمع ماسوی اللہ کو عالم کہتے ہیں۔ ماسوی اللہ کے ہر فرد کو عالم نہیں کہتے ورنہ لازم آئے گا کہ زید کو عالم کہیں کیونکہ وہ بھی ماسوی اللہ ہے حالانکہ زید کو عالم نہیں کہا جاتا۔ فضول اکبری کی شرح نوادر میں ہے (در عرف عام عبارت است از جمع ماسوی اللہ نہ فردی از افراد الہذا عالم زید و بکر بنی گویند) ہاں ہر جنس پر بھی عالم کا اطلاق آیا ہے اسی میں ہے (ذہر جنسی را از آں نیز گفتہ اند مثل عالم افلاک و عناصر) البتہ یہ دونوں صاحبان اگر یوں کہتے کہ دیوبندی عرف میں ہر ماسوی اللہ کو عالم کہتے ہیں تو کوئی اعتراض نہ ہوتا کیونکہ دیوبندی مت سارے عالم سے جدا ہے۔ سچ ہے کہ

یہ ہی کتب و ہی مآلات ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بدان کہ لفظ مستعمل در تخن عرب بر دو قسم است۔ مفرد مرکب، مفرد لفظی باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی و آن را کلمہ گویند۔ و کلمہ بر سه قسم است۔ اسم چون رَجُلٌ و فعل چون ضَرَبَ و حرف چون هَلْ۔ چنانکہ در تشریف معلوم شدہ۔ امام مرکب لفظی باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد۔ مرکب بر دو گونه است مفید و غیر مفید۔ مفید آنست کہ چون قائل بر آن سکوت کند سامع را خبرے یا طلبی معلوم شود و آن را جملہ گویند و کلام نیز۔ پس جملہ بر دو قسم است۔ خبریہ و انشائیہ۔

ترجمہ:

جان لو کہ عرب کی گفتگو میں مستعمل لفظ دو قسم پر ہے۔ مفرد و مرکب۔ مفرد وہ ایک لفظ ہے جو ایک معنی پر دلالت کرے اور اس کو کلمہ بھی کہتے ہیں اور کلمہ تین قسم پر ہے۔ اسم جیسے رَجُلٌ، فعل جیسے ضَرَبَ اور حرف جیسے هَلْ جو کہ علم صرف میں معلوم ہو چکا۔ رہا مرکب وہ ایسا لفظ ہے جو دو کلموں یا بیشتر سے حاصل ہوا ہو۔ مرکب دو قسم پر ہے، مفید اور غیر مفید۔ یہ مرکب سب اسباب سے پیدا ہوتے ہیں۔ پس جملہ دو قسم پر ہے، خبریہ اور انشائیہ۔

سوالات:

مستعمل، مفرد، مرکب، مفید کیا معنی ہیں اور ان کے مصدر کیا ہیں اور کون کون سے باب سے، اور تشریف سے کیا مراد اور کون سے باب کا مصدر ہے؟ اسم ثلاثی مجرد کے کتنے اوزان ہیں؟ رَجُلٌ کس وزن پر ہے؟ ضَرَبَ کون سا فعل ہے اور کون سا صیغہ اور کس باب سے اور ان سب صیغوں میں سے کس کا باب ثلاثی

مجرد کا ہے اور کس کس کے باب ثلاثی مزید کے ہیں؟ ثلاثی مجرد کے باب کتنے ہیں اور کیا کیا؟ ثلاثی مزید کے کتنے باب ہیں اور کیا کیا؟

فصل:

بداں کہ جملہ خبریہ آنست کہ قاکش را بصدق و کذب صفت تو اں کرد و آں بر دو نوع است۔ اول آں کہ جز و اولش اسم باشد و آں را جملہ اسمیہ گویند چون زَيْدٌ عَالِمٌ یعنی زید و انا است۔ جز و اولش مسندالیہ است و آں را مبتدا گویند و جز و دوم مسندست و آں را خبر گویند۔

دوم آنکہ جز و اولش فعل باشد و آں را جملہ فعلیہ گویند چون ضَرَبَ زَيْدٌ، زو زید، جز و اولش مسندست و آں را فعل گویند و جز و دوم مسندالیہ است و آں را فاعل گویند۔

ترجمہ:

جان لو کہ جملہ خبریہ وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کیا جاسکے اور وہ دو قسم پر ہے۔ اول وہ جملہ خبریہ جس کا پہلا جز و اسم ہو اور اُس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں جیسے زَيْدٌ عَالِمٌ معنی یہ کہ زید جاننے والا ہے۔ اس کا پہلا جز و مسندالیہ ہے اور اُس کو مبتدا کہتے ہیں اور جز و دوم مسند ہے اور اس کو خبر کہتے ہیں۔

دوم وہ جملہ خبریہ جس کا پہلا جز و فعل ہو اور اُس کو جملہ فعلیہ کہتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ معنی یہ کہ مارا زید نے اس کا پہلا جز و مسند ہے اور اُس کو فاعل کہتے ہیں اور جز و دوم مسندالیہ ہے اور اُس کو فاعل کہتے ہیں۔

سوالات:

قَائِلٌ، عَالِمٌ، مُسْنَدٌ کون سے صیغے ہیں؟ ہر ایک کا مصدر اور باب بتائیے

اور ہر مصدر کے معنی اسی طرح آخر کتاب تک اساتذہ طلبہ سے سوالات کریں تاکہ صیغوں اور ابواب کی شناخت میں پوری مہارت حاصل ہو جائے۔

سوال: زَيْدٌ عَالِمٌ کی ترکیب کیسے کی جائے گی؟

جواب: یوں زَيْدٌ مبتدا عَالِمٌ صیغہ واحد مذکر اسم فاعل اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال: ضَرَبَ زَيْدٌ کی ترکیب کیسے کی جاتی ہے؟

جواب: اسی طرح ضَرَبَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب زَيْدٌ فاعل ضَرَبَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال: جس جملہ کے قائل کوچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کر سکیں اس کو خبریہ کے ساتھ موسوم کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ~~یہ جملہ اس کی وجہ ہے کہ اس میں اس کا کلام کو جس کے کہنے والے کوچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کر سکیں اور جملہ کہتے ہیں اس کلام کو جس کے کہنے والے کوچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کر سکیں یا نہ کر سکیں۔ نظر برآں جملہ عام ہے اور خبر خاص تو یہ تسمیہ از قبیل نسبتہ العام الی الخاص ہوا جیسے علم کو تصوری اور تصدیقی کے ساتھ موسوم کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔~~

اور خبر کہتے ہیں اصطلاح میں اُس کلام کو جس کے کہنے والے کوچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کر سکیں اور جملہ کہتے ہیں اس کلام کو جس کے کہنے والے کوچ اور جھوٹ کے ساتھ موصوف کر سکیں یا نہ کر سکیں۔ نظر برآں جملہ عام ہے اور خبر خاص تو یہ تسمیہ از قبیل نسبتہ العام الی الخاص ہوا جیسے علم کو تصوری اور تصدیقی کے ساتھ موسوم کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

سوال: جملہ کو اسمیہ اور فعلیہ کے ساتھ موسوم کرنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: جملہ کو اسمیہ اور فعلیہ کے ساتھ موسوم کرنا از قبیل (نِسْبَةُ الْكُلِّ إِلَى اسْمِ جزءِ الْأَوَّلِ) ہے کہ اسمیہ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ کے جزو اول زَيْدٌ کو اسم کہتے ہیں اور فعلیہ جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ کے جزو اول ضَرَبَ کو فعل کہتے ہیں۔

تنبیہ ۴:

نحو میر کی شروح المصباح المیر اور مہر منیر میں اسمیہ اور فعلیہ کے ساتھ جملہ کے تسمیہ کو (تَسْمِیَةُ الْكُلِّ بِاسْمِ اَوَّلِ الْجُزْءِ) قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے جس سے طلبہ گمراہ ہو رہے ہیں۔ جملہ کو اسمیہ اور فعلیہ کے ساتھ موسوم کیا گیا ہے اور اسمیہ اور فعلیہ جز و اول کے نام نہیں پھر یہ (تَسْمِیَةُ الْكُلِّ بِاسْمِ اَوَّلِ الْجُزْءِ) کے قبیل سے کیسے ہو گیا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی مٹلا

حال طفلان زبوں شدہ است

بدانکہ مسند حکم است و مسندالیہ آنچہ برو حکم کنند و اسم مسند و مسندالیہ تو اند بود و فعل مسند باشد و مسندالیہ نہ تو اند بود و حرف نہ مسند باشد نہ مسندالیہ۔

ترجمہ:

جان ابو [redacted] اور اسم مسند اور مسندالیہ ہو سکتا ہے اور فعل مسند ہوتا ہے اور مسندالیہ نہیں ہو سکتا اور حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسندالیہ۔

سوال: حکم کے کیا معنی ہیں؟

جواب: کبھی [redacted] یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف منسوب کرنا اس طرح کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو جیسے مثال مذکور میں عَلِیُّم کو زید کی طرف منسوب کیا تو اس سے یہ خبر معلوم ہوئی کہ زید صفتِ علم کے ساتھ موصوف ہے یا ضَرْب کو زید کی جانب منسوب کیا تو اس سے زید کے مارنے کی

خبر معلوم ہوئی اور جب کسی نے کسی سے کہا اَضْرِبْ جس کا اردو ترجمہ ”مار“ ہے تو اس سے مارنے کی طلب مفہوم ہوئی کہ کہنے والا اپنے مخاطب سے ضرب طلب کرتا ہے اس منسوب کرنے کو نسبت بھی کہتے ہیں [REDACTED]۔
مذکورہ بالا عبارت (مند آئندہ بروحکم کنند) میں حکم کے یہی معنی ہیں اور اس کا مطلب یہ کہ منداالیہ وہ ہے جس کی طرف کسی چیز کو منسوب کریں اس طرح کہ سننے والے کو کوئی خبر معلوم ہو یا طلب۔

چونکہ منداالیہ پر کسی چیز کا حکم ہوتا ہے اس لئے منداالیہ کو محکوم علیہ بھی کہتے ہیں اور کبھی حکم کے معنی محکوم بہ آتے ہیں چنانچہ (مند حکم است) میں یہی معنی مراد ہیں اور مقصود یہ کہ [REDACTED] یعنی جس کو کسی چیز کی طرف منسوب کریں اس طرح کہ سننے والے کو اس سے کوئی خبر معلوم ہو یا طلب۔ اور [REDACTED] اور [REDACTED] جس کا بیان صغریٰ، کبریٰ وغیرہ منطق کی کتابوں میں ہوتا ہے۔

بدانکہ جملہ انشائیہ آلست کہ قائلش رابصدق و کذب صفت نہ
تواں کردوآں بر چند قسم است امر چوں اَضْرِبْ و نہی چوں لَا تَضْرِبْ و استفہام
چوں هَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ و تمنی چوں لَیْسَ زَیْدٌ اَحَاضِرٌ و ترجی چوں لَعَلْ
عَمْرٌ وَاَعَاثِبٌ اور عقود جیسے بَعَثْ و اِشْتَرِیْتُ و ندا چوں یَا اَللّٰہُ و عرض چوں اَلَا تَنْزِلُ
بِنَاقِصِیْبٍ خَیْرًا و تم چوں وَاَللّٰہُ لَا ضَرِبَنَّ زَیْدًا و تعجب چوں مَا اَحْسَنَہُ وَاَحْسِنُ
یہ۔

ترجمہ:

جان لو کہ جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو جھوٹ اور جھوٹ کے
ساتھ موصوف نہ کیا جاسکے اور وہ چند قسم پر ہے امر جیسے اَضْرِبْ اور نہی جیسے

لَا تَضْرِبْ اور استفہام جیسے هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ اور تمنی جیسے لَيْسَ زَيْدٌ أَحْضَرٌ اور ترجی لَعَلْ عَمُرٌ وَاعْيَابٌ اور عقود جیسے بَعَثَ اور اشتراک اور ندا جیسے يَا اللَّهُ اور عرض جیسے أَلَا تَنْزِلُ بِنَافِثِصِيبٍ خَيْرًا اور قسم جیسے وَاللَّهِ لَا ضَرْبَ زَيْدٌ اور تعجب جیسے مَا أَحْسَنَهُ وَأَحْسِنَ بِهِ۔

ترکیب:

(اَضْرِبْ) فعل امر حاضر معروف صیغہ واحد مذکر اس میں (پڑھ) جس میں (پڑھ) فعل امر حاضر معروف صیغہ واحد مذکر اس میں (پڑھ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اسی طرح امر غائب معروف اور مجہول بھی جملہ انشائیہ ہوتے ہیں

(لَا تَضْرِبْ) فعل نہی معروف صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر فاعل (تَا) علامت خطاب۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اسی طرح نہی غائب اور مجہول کے صیغے بھی جملہ انشائیہ ہوتے ہیں (هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ) هَلْ حرف استفہام (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔ یہ مثال استفہام کی ہے جس کے معنی ہیں (دریافت کرنا) اور یہاں مراد وہ جملہ جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں۔

تنبیہ ۵:

(المصباح المنیر صفحہ ۲۰) میں استفہام کی تعریف بایں الفاظ کی ہے (وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے کسی واقعہ گذرے ہوئے یا موجودہ یا آئندہ سے سوال ہو اور اس میں حرف استفہام شروع میں داخل ہو)

اور (مہر منیر صفحہ ۱۹) میں بایں الفاظ (جملہ استفہامیہ، اصطلاح میں اس جملہ کو کہتے ہیں جس میں کوئی ناواقف آدمی کسی واقف کا مخاطب سے کسی نامعلوم چیز کو سمجھنے کی خواہش کرے اور اپنی خواہش کے اظہار میں استفہام کا کوئی حرف لائے)۔

اقول:

یہ دونوں تعریفیں جامع نہیں اور اصطلاحی کہنا افتراء کیونکہ (مَنْ أَبْوَكَ) بالاجماع جملہ استفہامیہ ہے۔ حالانکہ اس میں حرف استفہام نہیں نہ شروع میں، نہ بیچ میں، نہ آخر میں مذکور نہ مقدر۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا
حال طفلان زیوں شدہ است

(اَلَيْتَ زَيْدًا حَاضِرًا) (اَلَيْتَ) حرف مشبہ بہ فعل (زَيْدًا) اُس کا اسم (حَاضِرًا) اسم فاعل۔ صیغہ واحد مذکر اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ (اَلَيْتَ) اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ یہ مثال

(لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبًا) (لَعَلَّ) حرف معشہ بہ فعل (عَمْرًا) اُس کا اسم (غَائِبًا) اسم فاعل۔ صیغہ واحد مذکر اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ (لَعَلَّ) اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ یہ مثال

اور مراد وہ جملہ جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں۔ (بَعَثَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم۔ اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا (اَشْتَرَيْتَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ یہ عقود کی مثال ہے اور (عَقُودَ) جمع (عَقْدَ) ہے اور (عَقْدَ) اور ایجاب و قبول

وہ جملے جو عاقلین بولتے ہیں مثلاً کسی چیز کی خرید و فروخت کرتے وقت بائع نے کہا:
(بِغْت) اور مشتری نے کہا (اَشْتَرَيْتُ) تو جملہ (بِغْت) ایجاب
ہوا اور جملہ (اَشْتَرَيْتُ) قبول۔ (يَا اَللّٰهُ) اس میں (يَا) حرف ندا قائم
مقام (اَذْغُوْ) اور (اَذْغُوْ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم اس
میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل۔ اسم جلال متنادی مفرد معرفہ مثنیٰ بر ضم
منصوب محلا مفعول بہ (اَذْغُوْ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ
انشائیہ ہوا۔ یہ (نِذَا) کی مثال ہے جس کے معنی ہیں (پکارنا) اور مراد وہ جملہ ہے جس
سے یہ معنی بذریعہ حرف ندا مفہوم ہوتے ہوں۔

(اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيبُ خَيْرًا) اس میں اَلَا تَنْزِلُ بِنَا (بمعنی) (اَلَا يَكُوْنُ مِنْكَ
نُزُوْلٌ) جس میں ہمزہ استفہام برائے عرض اور (اَلَا يَكُوْنُ) نفی فعل مضارع معروف
صیغہ واحد مذکر غائب فعل تام (مِنْ) حرف جار (كَ) ضمیر مجرور، جار مجرور مل
کر ظرف لغو۔ (نُزُوْلٌ) معطوف علیہ (لِا) برائے عطف اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ
موصول حرفی مقدر۔ (تُصِيبُ) فعل مضارع متصل فاعل (لِا) علامت
خطاب (خَيْرًا) مفعول بہ (تُصِيبُ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ
فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (اَنْ) موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل
مفرد ہو کر معطوف (نُزُوْلٌ) معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل
(اَلَا يَكُوْنُ) فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

یہ (عرض) کی مثال ہے جس کے معنی ہیں (نری کہ ساتھ کوئی چیز طلب
کرنا) اور مراد وہ جملہ جس سے یہ معنی بذریعہ ہمزہ استفہام مفہوم ہوں اور بعض
اساتذہ (اَلَا تَنْزِلُ بِنَا) کی ترکیب علیحدہ کرتے ہیں بایں طور کہ ہمزہ استفہام برائے
عرض (اَلَا تَنْزِلُ) نفی فعل مضارع معروف، صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس

میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل (وا) علامت خطاب (با) حرف جار (نا) ضمیر مجرور متصل مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اور (اَلَا يَكُوْنُ مِنْكَ نَزُوْنٌ) کی ترکیب علیحدہ جو ذکر کر دی گئی۔

تنبیہ ۷۶:

(المصباح المنیر صفحہ ۱۸) اور (مہر منیر صفحہ ۲۱) دونوں میں (فا) کے بعد اَنْ ناصبہ مقدر ماننے کے باوجود (تُصَيَّبُ خَيْرًا) جملے کو جواب عرض قرار دیا ہے۔

اقول:

مبتدی طلبہ بھی یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ یہ باطل فاحش ہے کیونکہ (اَنْ) ناصبہ فعل کے ساتھ مل کر بمعنی مصدر ہوتا ہے اور مصدر مفرد ہوتا ہے نہ جملہ۔ پھر جواب عرض کیسے ہو جائے گا کہ [REDACTED] نہ مفرد۔ پھر (المصباح المنیر) میں اس مثال کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے (کیوں نہیں آیا تو ہمارے پاس کہ حاصل کرتا تو بھلائی کو) مثال میں (لَا تَنْزِلُ) فعل مضارع ہے اور ترجمہ کیا ہے ماضی کا۔ یہ فاضل دیوبند ہیں جن سے ترجمہ بھی صحیح نہیں ہوتا اور شرح لکھنے کا شوق دامنگیر۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

(وَاللّٰهُ لَا ضَرِيْنَ زَيْدًا) اس میں (واو) حرف جار برائے قسم۔ اسم جلالت مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (اُقْسِمُ) مقدّم کا (اُقْسِمُ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم اُس میں (اَنْتَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ قمریہ ہوا۔ یہ قسم کی مثال ہے جس کے

معنی ہیں فارسی میں (سوگند) اور مراد وہ جملہ جو سوگند پر مشتمل ہو۔

(اُقْسِمُ وَاللّٰہِ) چونکہ (وَاللّٰہِ) پر مشتمل ہے اور (وَاللّٰہِ) سوگند ہے لہذا پورے جملہ کو قسم کے ساتھ موسوم کیا گیا۔ یہ تسمیہ از قبیل تسمیۃ الکلم باسم الجزء ہوا۔ فَنَاقِل۔
(لَا ضَرِبَنَّ زَيْدًا) میں (لَا ضَرِبَنَّ) صیغہ واحد مکمل بحث لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل معروف۔ اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل (زَيْدًا) مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم ہوا۔

تنبیہ ۸:

(المصباح المنیر صفحہ ۱۹) اور (مہر منیر صفحہ ۲۱) دونوں میں قسم اور جواب قسم دونوں کو ملا کر جملہ قسمیہ قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ فاحش غلطی ہے کیونکہ جملہ انشائیہ صرف قسم سے اور قسم کا جواب مذکور جملہ خبریہ ہے۔ حاشیہ ملا عبدالحکیم بر حاشیہ ملا عبد الغفور قدس سرہما میں صفحہ ۴۳۶ پر مذکورہ جیسی صورت میں فرمایا: **وَاللّٰہِ** غالباً ترکیب زینی زادہ نظر سے نہیں گذری ورنہ معلوم ہو جاتا کہ غوی قسم اور جواب قسم کو ملا کر ایک جملہ قرار نہیں دیتے بلکہ قسم اور جواب قسم کو الگ الگ دو جملے قرار دیتے ہیں۔ جملہ انشائیہ اور جملہ خبریہ کو ملا کر جملہ انشائیہ کہتا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بیوقوف کہہ بیٹھے کہ سفیدی اور سیاہی مل کر سفیدی ہوگئی۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال خطاں زبوں شدہ است

(مَالًا أَحْسَنَہ) میں (مَا) اسمیہ استفہامیہ برائے تعجب مبتداء (أَحْسَنَہ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل۔ راجع

بسوئے مبتداء (ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ راجع بسوئے غائب مثلاً زید۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مبتداء خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(أَحْسَنُ بِهِ) اس میں (أَحْسَنُ) فعل امر حاضر معروف بمعنی فعل ماضی معروف (أَحْسَنَ) (بِا) حرف جار زائد (ہا) ضمیر مجرور متصل۔ مجرور باعتبار محل قریب، مرفوع باعتبار محل بعید فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
یہ دونوں مثالیں

تجربہ اور مراد وہ جملہ جو اس معنی کے انشاء پر دلالت کرے۔

تنبیہ ۹:

(مہر نیر صفحہ ۲۱) میں باعتبار لغت (تعجب) کو بمعنی حیرت بتایا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے اور لغت پر افتراء خالص۔ تعجب کے لغوی معنی تو وہی ہیں جو ہم نے اوپر ذکر کئے اور اردو میں اس کا ترجمہ ہے (امجھبا) اور حیرت کے معنی ہیں (سرگشتہ شدن) جس کا ترجمہ ٹھیٹھ اردو میں ”ڈانواں ڈول ہونا“

اگر (حیرت) کو مجازاً بمعنی (تعجب) استعمال کریں

تو یہ لغوی معنی نہ ہوں گے کیا کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ لفظ (اسد) کے لغوی معنی (رجل شجاع) ہیں۔ ہرگز نہیں کیونکہ یہ معنی مجازی ہیں اور لغوی معنی حقیقی ہوتے ہیں نہ مجازی اس لئے کہ لغت کا موضوع حقیقی معنی بیان کرنا ہے۔ سچ ہے کہ یہ ہی مکتب وہی ملّا ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بدانکہ مرکب غیر مفید آنت کہ چون قائل بر سکوت کند۔ سامع را خبرے یا طلبی حاصل نشود۔ و آن بر سه قسم است اول مرکب اضافی۔ چون غلام زید جزا و اول را مضاف گویند و جز و دوم را مضاف الیہ۔ و مضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد۔
دوم مرکب بنائی و او آنت کہ دو اسم را یکے کردہ باشد و اسم دوم متضمن حرفے باشد چون اَحَدَ عَشَرَ تِسْعَةَ عَشَرَ کہ در اصل اَحَدٌ و عَشْرٌ و تِسْعَةٌ و عَشْرٌ بودہ است و او را حذف کردہ ہر دو اسم را یکے کردند۔

و ہر دو جزوئی باشد بر فتح اِلَّا اِنْسَا عَشَرَ کہ جزا و اول معرب است۔ سوم مرکب منع صرف و او آنت کہ دو اسم را یکے کردہ باشند و اسم دوم متضمن حرفے نباشد چون بَعْلَبَکْ و حَضْرَ مَوْتُ کہ جزا و اول مثنی باشد بر فتح بر مذہب اکثر علماء و جز و دوم معرب بدانکہ غیر مفید ہمیشہ جز و جملہ باشد
چون غلام زید قائم۔ و عِنْدِي اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا۔ و جَاءَ بِغَلَبَکْ

ترجمہ:

جان لو کہ مرکب غیر مفید مرکب ہے کہ جب کہنے والا اس پر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب حاصل نہ ہوا۔ اور وہ تین قسم پر ہے۔ پہلا مرکب اضافی جیسے غلام زید۔ پہلے جز و کو مضاف کہتے ہیں اور دوسرے جز و کو مضاف الیہ۔ اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔ دوسرا مرکب بنائی جیسے اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک کہ یہ اصل میں اَحَدٌ و عَشْرٌ اور تِسْعَةٌ و عَشْرٌ تھے و او حذف کر کے دونوں اسم کو ایک کر دیا۔ اور اس کے دونوں جز و فتح پر مثنی ہوتے ہیں سوائے اِنْسَا عَشَرَ کہ اس کا جز اول معرب ہے۔ تیسرا مرکب منع صرف اور وہ

ایسا مرکب ہے کہ دو اسم کو ایک کر دیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کے معنی پر مشتمل نہ ہو جیسے بَغْلَبْکُ اور حَضَر مَوْتُ کہ اس کا جز اول مٹی ہوتا ہے فتح پر اکثر علماء کے مذہب میں اور دوسرا جز و معرب۔ جان لو کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کا جزو ہوتا ہے جیسے غَلَامٌ زَبَدًا قَائِمٌ أَحَدُ عَشَرَ دِرْهَمًا وَجَاءَ بَغْلَبْکُ۔

(بَغْلَبْکُ) یہ ایک شہر کا نام ہے جو ملک شام میں تھا دو اسم سے مرکب ہے ایک (بَغْل) کہ ایک بت کا نام ہے جو اُس شہر میں تھا۔ الیاس علیہ السلام کی قوم اس کو پوجتی تھی اس کے بارے میں ارشاد قرآن ہوا (اتَّذَعُونَ بَغْلًا وَقَدَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ) اور بَنک بادشاہ کا نام ہے جو اُس شہر کا مالک اور اُس بت کو پوجتا تھا تو اس شہر کا نام معبود باطل اور عابد لایققل کے ناموں سے مل کر بنا اور (حَضَر مَوْتُ) ایک شہر کا نام ہے جو ملک (بین) میں واقع۔ (حَضَر) بمعنی شہر اور (موت) بمعنی مرگ سے مل کر بنا ہے۔ غالباً بایں مناسبت کہ وہاں موت کا وقوع بکثرت ہوتا تھا (بر مذہب اکثر علماء) کہنے سے مفہوم ہوتا ہے کہ بعض علماء کا مذہب کچھ اور ہے چنانچہ وہ دو مذہب ہیں اول یہ کہ دونوں جز و معرب ہیں اور اول مضاف بسوئے ثانی اور جز و ثانی معرب منصرف۔ دوم یہ کہ دونوں معرب اور اول مضاف بسوئے ثانی اور جز و ثانی معرب

غیر منصرف۔
ترکیب:

(غَلَامٌ زَبَدًا قَائِمٌ)

ترجمہ: زید کا غلام کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔

(غَلَامٌ) مضاف (زَبَدًا) مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل

کر مبتدا (قَائِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع

بسوئے مبتدا۔

اسم قائل اپنے قائل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (عِنْدِي أَخَذَ عَشْرَ دِينَهَاتٍ)

ترجمہ: میرے پاس گیارہ روپے ہیں

(جِنْد) مضاف (پائے حکم) مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (نَسِيتُ) مقدر کا (نَسِيتُ) اسم قائل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ قائل راجع ہوئے مبتدائے مؤخر۔ اسم قائل اپنے قائل اور مفعول فیہ سے مل کر غیر محذوم (أَخَذَ عَشْرَ) مرکب بنائی جس کے دونوں جزوئی برقع میز (دِينَهَاتٍ) تیز۔ تیز اپنی تیز سے مل کر مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۰ (جَاءَ تَغْلِبُكَ)

ترجمہ: تَغْلِبُكَ آیا۔

(جَاءَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر قائب (تَغْلِبُكَ) مرکب منع صرف جیسے کا جزو اول مخفی برقع اور جزو دہنی غیر منصرف مرفوع لفظاً قائل۔ فعل اپنے قائل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فصل:

بدانکہ صحیح جملہ کتر از دو کلمہ نباشد لفظاً چوں ضَرْبَ زَيْدٍ وَ زَيْدٌ قَاتِلٌ یَا تَقْدِرُ ا
چوں لا ضَرْبَ کہ آتک درو مستتر است و از میں بیشتر باشد و بیشتر را حدی نیست
ترجمہ:

تجانب لو کہ کوئی جملہ کم دو کلموں سے نہیں ہوتا۔ دونوں ملحوظ ہوں جیسے ضَرْبَ زَيْدٍ اور زَيْدٌ قَاتِلٌ ایک مقدر جیسے اِضْرِبْ کہ آتک اس میں پوشیدہ ہے اور جملہ دو کلموں سے زائد بھی ہوتا ہے اور زائد کے لئے کوئی حد نہیں۔

(ضَرْبَ زَيْدٍ) یہ اس جملہ کی مثال ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے اور دونوں ملفوظ ہیں۔

ترکیب:

(ضَرْبَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ مثال جملہ فعلیہ کی ہوئی اس کے معنی مارا زید نے۔

(زَيْدٌ قَاتِلٌ) یہ اس کی مثال ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے اور دونوں ملفوظ پہلا کلمہ (زَيْدٌ) اسم ہے اور دوسرا کلمہ (قَاتِلٌ) بھی اسم ہے اور معنی یہ کہ زید کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا (زَيْدٌ) مبتدا (قَاتِلٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے مبتدا۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

یہ جملہ اسمیہ کی مثال ہوئی اور (اضْرِبْ) یہ اس جملہ کی مثال ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے لیکن دونوں ملفوظ نہیں بلکہ ایک ملفوظ ہے۔

یعنی (اضْرِبْ) اور دوسرا مقدر یعنی (اَنْتَ) جو (اضْرِبْ) میں پوشیدہ ہے جملہ دو کلموں سے زیادہ کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے جیسے ضَرْبَ زَيْدٌ عَمْرُوًّ وَاضْرِبْنَا۔ یہ چار کلموں سے مرکب ہے اور چاروں ملفوظ ہیں۔

اس کا ترجمہ ہے: زید نے عمرو کو تھپکا مارا۔

تعمیہ ۱۰، ۱۱:

المصباح السمر صفحہ ۲۵ میں مثال کتابِ اضْرِبْ کی بجائے اَنْضُرْ مثال بیان کر کے فرماتے ہیں کہ (اصل میں اَنْضُرْ اَنْتَ ہے)۔

اقول:

یہ غلط فاحش ہے کہ یہ مثال تھی ایک کلمہ کے ملفوظ اور دوسرے کلمہ کے مقدر ہونے کی اور اب دونوں ملفوظ ہو گئے پھر تھلیل میں ترقی کرتے ہوئے فرماتے ہیں (اور اسی طرح تمام امر حاضر معروف و مجہول کے صیغوں میں ضائر مرفوع منفصل مستتر ہوا کرتی ہیں اور وہ ضائر فاعل ہوا کرتی ہیں) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ثُمَّ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

اور (مہر منیر صفحہ ۲۶) میں ضَرَبَ زَيْدٌ عُمُرًا وَاضْرَبَا کا ترجمہ کیا ہے (زید نے عمرو کو اچھی طرح مارا) یہ بھی غلط فاحش ہے کہ (ضَرَبَا) اس مثال میں مفعول مطلق تاکیدی ہے اور ترجمہ مفعول مطلق نوعی کا کر دیا کیونکہ (اچھی طرح مارنا) مارنے کی ایک نوع ہے صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے کیا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی مثلاً

حال طفلان زبوں شدہ است

؛ انکہ چون کلمات جملہ بسیار باشد اسم و فعل و حرف را باید گیر تمیز باید کردن و نظر نمودن کہ معرب است یا مبنی و عامل است یا معمول و باید دانستن کہ تعلق کلمات با یکدیگر چگونه است تا مسند و مسند الیہ پیدا گردد و معنی جملہ تحقیق معلوم شود۔

ترجمہ: جان لو کہ جب جملہ کے کلمات زیادہ ہوں تو اسم اور فعل اور حرف کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ معرب ہے یا مبنی اور عامل ہے یا معمول اور یہ جاننا چاہیے کہ کلمات کا تعلق آپس میں کیسا ہے تاکہ مسند اور مسند الیہ ظاہر ہوں اور جملہ کے معنی تحقیق کے ساتھ معلوم ہو جائیں۔

چنانچہ درود رضوی

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

کے کلمات میں بایں طور تمیز کی کہ اسم جلالۃ (اَللّٰہ) اسم ہے اسی طرح (رَبُّ) اسم ہے اور اسم رسالت (مُحَمَّد) بھی اسم اور (صَلّٰی) فعل ہے اور (عَلٰی) حرف جار ہے اور (ہا) ضمیر مجرور اسم ہے اور (وَ) حرف عطف ہے اور (سَلَّمَ) فعل ہے اور (ا) برائے اشباع حرف ہے اور (نَحْنُ) ضمیر جمع شکلم اسم ہے (عِبَادُ) جمع (عَبْدُ) اسم ہے باقی حسب مذکور۔

معرب اور مثنی ہونے کے اعتبار سے نظر کی تو معلوم ہوا کہ اسم جلالۃ (اَللّٰہ) معرب ہے اور (رَبُّ) بھی اسی طرح اسم رسالت (محمد) بھی اور (صَلّٰی) مثنی ہے اور (عَلٰی) بھی اور (ا) برائے اشباع اور (نَحْنُ) بھی اور (عِبَادُ) معرب ہے۔ باقی حسب مذکور اور عامل و معمول ہونے کے لحاظ سے نظر کی تو ظاہر ہوا کہ اسم جلالۃ معمول ہے۔

اسی طرح (رَبُّ مُحَمَّد) بھی کہ مبتدا و خبر ہیں دونوں کا عامل (ابتدا) اور (صَلّٰی) فعل عامل ہے اور اُس میں (ہُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل معمول ہے اور (عَلٰی) حرف جار عامل ہے اور (ہا) ضمیر مجرور معمول۔

اور (وَ) حرف عطف غیر عامل اور (سَلَّمَ) فعل عامل ہے اور (ہا) ضمیر مجرور معمول۔ اور (وَ) حرف عطف غیر عامل اور (سَلَّمَ) فعل عامل ہے اور اُس میں (ہُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل معمول ہے اور (ا) برائے اشباع غیر عامل اور (نَحْنُ) معمول ہے اور (عِبَادُ مُحَمَّد) بھی۔ دونوں کا عامل ابتدا ہے باقی حسب مذکور۔

اور ان کلمات کو باہمی تعلق کے اعتبار سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسم جلالۃ (اَللّٰہ) اور (رَبُّ مُحَمَّد) میں یہ تعلق ہے اول مسند الیہ ہے اور دوم مسند۔ اور (رَبُّ) اور اسم رسالت میں یہ تعلق ہے کہ اول مضاف اور دوم مضاف الیہ ہے اور (صَلّٰی) کا اس میں پوشیدہ ضمیر (ہُوَ) کے ساتھ یہ تعلق ہے کہ اول

مند اور دوم مند الیہ ہے اور (علی) حرف جار کا تعلق (صلی) کے ساتھ یہ ہے کہ وہ (صلی) کے معنی کو اپنے مجرور تک پہنچاتا ہے اور اُس کا ظرف لغو ہے اور (و) کا تعلق ماقبل اور مابعد دونوں سے ہے کہ اپنے مابعد (سَلَّمَ) کو اپنے ماقبل (صلی) پر عطف کرتا ہے اور (سَلَّمَ) کا تعلق اُس میں پوشیدہ ضمیر (ہو) کے ساتھ وہی جو (صلی) کا تھا اور (نَعْنُ) کا تعلق (عِبَادُ مُحَمَّدٍ) کے ساتھ یہ ہے کہ اول مند الیہ اور دوم مند ہے اور (عِبَادُ) کا تعلق اسم رسالت کے ساتھ یہ کہ اول مضاف اور دوم مضاف الیہ ہے۔ باقی کا وہی جو مذکور ہوا۔

اور (صلی) اور (سَلَّمَ) دونوں بمعنی مستقبل کہ مقام دعا میں ہیں۔

اس تفصیل سے درود رضوی کے معنی جو بہ تحقیق معلوم ہوئے وہ یہ ہیں کہ اللہ (تعالیٰ) محمد (ﷺ) کا مالک ہے اللہ ان پر درود و سلام بھیجتا ہے ہم محمد (ﷺ) کے ملوک ہیں اللہ تعالیٰ ان پر درود و سلام بھیجتا ہے۔ اس سے مدّعی یہ ہے کہ اے رب! ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے اس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے

فصل:

بدانکہ علامت اسم آنت کہ الف و لام یا حرف جر در اولش باشد چون اَلْحَمْدُ وَبِزْنِیْدِ یا توین در آخرش باشد چون زَیْدٌ یا مند الیہ باشد چون زَیْدٌ قَائِمٌ مضاف باشد چون غُلَامٌ زَیْدٌ یا مضر باشد چون قُرْیَشٌ یا منسوب باشد چون بَنُو فُلَانٍ یا مثنیٰ باشد چون رَجُلَانِ یا مجموع باشد چون رَجُلَانِ یا موصوف باشد چون جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ یا تائے متحرک بدو پیوند و چون ضاربۃ۔

ترجمہ جان لو کہ اسم کی علامت یہ ہے کہ الف لام (حرف تعریف) یا حرف جر اُس

کے اول میں ہو جیسے اَلْحَمْدُ اور بِزْنِید یا تَوْنِ اُس کے آخر میں ہو جیسے زَنْیْدُ یا سِنْدِ الیہ ہو جیسے زَنْیْدُ قَائِمٌ میں (زَنْیْدُ) یا مضاف ہو جیسے غَلَامٌ زَنْیْدٌ میں (غلام) یا مَصْرُفٌ ہو جیسے قُرْیَشٌ یا مَنسُوبٌ ہو جیسے بَغْدَادِیٌّ یا ثَنِیٌّ ہو جیسے رَجُلَانِ یا جَمْعٌ رَجَالٌ یا موصوفٌ ہو جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ میں (رَجُلٌ) یا تائے متحرک (آخر) میں اُس کے لگی ہو جیسے ضَارِبَةٌ۔

مصنف علیہ الرحمہ نے یہاں پر اسم کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں وہ سب کی سب ایسی ہیں کہ اسم میں پائی جاتی ہیں غیر میں نہیں۔
پھر [REDACTED] جو اسم کے ہر فرد میں پائی جائے، کوئی فرد اس سے کسی وقت خالی نہ ہو۔ ان میں ایسی کوئی علامت نہیں۔

[REDACTED] جو اسم کے بعض افراد میں بعض اوقات پائی جائے۔ یہاں پر مذکورہ علامت سب کی سب ایسی ہی ہیں بلکہ اسم کے لئے علامت (شاملتہ) ہے ہی نہیں جو اس کے ہر فرد میں ہر وقت پائی جائے۔ پھر یہ [REDACTED]
[REDACTED] جو پڑھنے میں آئیں جیسے اَلْحَمْدُ میں الف لام اور بِزْنِید میں (با) حرف جار اور زَنْیْدٌ میں تَوْنِ۔

[REDACTED] پڑھنے میں نہ آئیں جیسے زَنْیْدُ عَالِمٌ۔ میں (زَنْیْدُ) کا مسند الیہ ہونا کہ دینی حکم ہے جو پڑھنے میں نہیں آتا اور غَلَامٌ زَنْیْدٌ میں (غَلَامٌ) کا مضاف ہونا کہ یہ دینی حکم ہے جو زبان سے پڑھا نہیں جاسکتا اور (قُرْیَشٌ) میں یائے تفسیر لفظی علامت ہے۔ یہ (قُرْیَشٌ) کی تفسیر ہے اور (قُرْیَشٌ) ایک دریائی جانور کو کہتے

ہیں جو تمام دریائی جانوروں پر غالب رہتا ہے اسی مناسبت سے عرب کا ایک قبیلہ اس لفظ کے ساتھ موسوم ہوا کہ وہ بھی تمام قبائل پر غالب تھا۔ نظر برآں یہ تفسیر برائے تعظیم ہے اور (بَغْدَادِيّ) میں یائے نسبت لفظی علامت ہے۔ یہ (بغداد) شہر کی طرف نسبت ہے جہاں پر حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی اپنے مزار پاک میں آرام فرما ہیں اور (رَجُل) میں موجود تفسیر جو (رَجُل) میں ہوا، ملفوظ ہونے کی وجہ سے علامت لفظی ہے۔ یہ (رَجُل) کی جمع ہے اور جَاءَ نِسْی رَجُلٌ عَالِمٌ میں (رَجُل) کا موصوف ہونا یہ بھی ذہنی حکم ہے جس کو زبان سے نہیں پڑھ سکتے لہذا یہ علامت معنوی ہے اور (ضَارِبَةٌ) تائے متحرکہ یہ بھی علامت لفظ سے۔

الحاصل مصنف علیہ الرحمۃ نے اسم کی یہاں پر [REDACTED] جن

ترکیب:

(رَجُلٌ عَالِمٌ) کی ترکیب ہو چکی (جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ) کی یوں کی جائے گی (جَاءَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (رَجُلٌ) موصوف (عَالِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے موصوف۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت موصوف صفت سے مل کر فاعل (جَاءَ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس مرد دانا آیا۔

تہیہ ۱۲: ۱۵۳

(المصباح البشیر) اور مہر خیر میں اس مقام پر چند غلطیاں واقع ہوئیں۔

اول جو سب سے انقض اور راجح ہے یہ کہ (المصباح البشیر صفحہ ۲۷) میں (خاصہ) کی دو قسم (شاملہ) اور (غیر شاملہ) کر کے دوسری قسم یعنی (غیر شاملہ) کی تعریف

کرتے ہوئے فرمایا (اور ایک وہ جو تمام افراد میں نہ پائی جائے بلکہ بعض میں پائی جائے جیسے بالفعل لکھنا۔ بہت سے لکھے پڑھے بھی بعض اوقات اس صفت سے متصف نہیں ہوتے لیکن اس کے باوجود انسان کے سوا کسی اور نوع میں یہ خاصہ نہیں پایا جاسکتا۔

اقول:

اور قرآن کریم نے فرمایا کہ انسان کے سوا دوسری نوع میں یہ خاصہ پایا جاتا ہے سورہ یونس شریف میں ہے (اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تُمْكُرُوْنَ) ترجمہ بیشک ہمارے فرشتے تمہارے مکر لکھ رہے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ فرشتہ انسان کے سوا نوع ہے تو قرآن کریم نے انسان کے سوا دوسری نوع میں بالفعل لکھنے کا اثبات فرمایا اور آپ اُس کی نفی کرتے ہیں پس آپ کے اس قول سے مذکورہ آیت کی تکذیب لازم آئی۔

اب دیوبندی دارالافتاء سے دریافت کیجئے کہ ایمان رہایا گیا۔ (اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ) لزوم تکذیب کی وجہ یہ کہ آپ نے (کتابت) کو انسان کے لئے (خاصہ حقیقہ) قرار دے دیا جس کے معنی ہیں کہ وہ وحی کے کسی غیر میں نہ پائی جائے۔

اور آپ نے یہی کہا کہ (انسان کے سوا کسی اور نوع میں یہ خاصہ نہیں پایا جاسکتا) حالانکہ (کتابت) (انسان) کے لئے (خاصہ اضافی) ہے جس کے معنی ہیں کہ وہ وحی کے بعض اغیار میں نہ پایا جائے اور بعض میں پایا جائے۔

اور (کتابت) ایسی ہی ہے کہ انسان کے بعض اغیار میں نہیں پائی جاتی جیسے شجر، حجر اور بعض میں پائی جاتی ہے جیسے فرشتے، جن۔ یہ الزام عارف جامی قدس سرہ السامی پر وارد نہ ہوگا کہ انہوں نے خاصہ حقیقی ہونے کی تصریح نہیں کی جیسے ان حضرات نے کی ہے۔

دوم یہ کہ (مہر منیر صفحہ ۲۹) میں (منسوب) کی تعریف بایں الفاظ تحریر فرمائی ہے (قولہ یا منسوب باشد) الخ نسبت سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جو کسی اسم کے آخری حرف کو مکسور کر کے آخر میں ایک یا ئے مشدود نسبتی لگا دیئے کو کہتے ہیں) یہ غلط ہے یا ئے نسبتی لگا دیئے کو منسوب نہیں کہتے ہیں بلکہ منسوب اُس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر یا ئے نسبتی لگی ہو۔

اتنا بھی خیال نہیں کیا کہ خود (منسوب) کو اسم مفعول کا صیغہ بتا رہے ہو اور تعریف کرتے ہو معنی مصدری کے ساتھ۔ شارح بنے کا شوق اور یہ بے تکاذوق سلیقہ یہ ہے علم کے حاملوں کا تو پھر پوچھنا کیا نرے جاہلوں کا

سوم یہ کہ مصنف علیہ الرحمہ نے علامات اسم میں بیان فرمایا کہ (یاشنی باشد) یعنی اس میں علامت تشنیہ ہو (یا مجموع باشد) یعنی یا اُس میں علامت جمع ہو۔ اس پر یہ اعتراض وارد ہوا کہ فعل بھی تشنیہ و جمع ہوتا ہے تو علامت تشنیہ و جمع اسم کی علامت نہ ہوئی۔

اس کا جواب دیا کہ فعل کو تشنیہ و جمع مجازاً کہتے ہیں۔ حقیقۃً اُس کا فاعل تشنیہ و جمع ہوتا ہے یہاں تک تو بات صحیح ہے لیکن اس کے بعد، (المصباح المنیر صفحہ ۲۹) میں تحریر کیا جس کو (مہر منیر صفحہ ۲۹) میں بھی تسلیم کیا ہے کہ (صَرَبُوا) میں هُمْ ضمیر جمع ہے اور تَصْرِبُونَ میں اَنْتُمْ ضمیر جمع فاعل ہے)۔

اقول:

یہ غلط فاحش ہے جو صرف میر اور نحو میر یا دنہ ہونے پر مبنی۔ اس لئے کہ صرف میر میں فعل ماضی کے صیغہ جمع مذکر غائب کا فاعل (واو) کو بتایا ہے جو ضمیر بارز ہے نہ یہ کہ اُس میں (هُمْ) ضمیر پوشیدہ فاعل ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں کہ (واو) در نَصْرُ وُاعلامت جمع مذکر و ضمیر فاعل (است)۔ اسی طرح (تَضَرُّوْنَ) میں (اَنْتُمْ) ضمیر پوشیدہ کو فاعل کہنا غلط ہے کہ اُس میں ضمیر فاعل (واو) ہے نہ (اَنْتُمْ) پوشیدہ۔

اسی صرف میر میں ہے کہ (تادر تَضَرُّوْنَ) علامت خطاب است و حرف استقبال و واو ضمیر جمع مذکر..... الخ)۔

اور نحو میر میں بھی اعراب مضارع کے بیان میں آ رہا ہے کہ تثنیہ اور جمع مذکر میں ضمیر بارز فاعل ہوتی ہے نہ پوشیدہ۔

نحو میر بھی یاد نہیں جس کی شرح تحریر فرما رہے ہیں۔

چہاں یہ کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے اسم کی علامت بیان فرمائی (تائے متحرک) اور (المصباح المنیر صفحہ ۲۹) اور (مہر منیر صفحہ ۲۹) میں اپنی طرف سے قید اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ (تائے متحرک سے مع تونین مراد ہے)۔

یہ مصنف علیہ الرحمۃ پر افتراء ہوا جو دیوبندی صاحبان کی امتیازی شان ہے۔ اس سے لازم آیا کہ (الضَّارِبَةُ) میں تائے متحرک (علامت اسم نہ ہو جو باطل محض ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

و علامت فعل آنت کہ قَدْ در اولش باشد چوں قَدْ ضَرْبَ یاسین
باشد چوں مَضْرُوبٌ یاسوف باشد چوں سَوْفَ یَضْرِبُ یا حرف جزم ہو د چوں لَمْ
یَضْرِبُ یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوند چوں ضَرْبَتْ یا تائے ساکن چوں ضَرْبَتْ
یا امر باشد چوں اضْرِبُ یا نہی باشد چوں لَا تَضْرِبُ و علامت حرف آن است کہ یحج
علامتے از علامات اسم و فعل درو نبود۔

ترجمہ:

اور فعل کی علامت یہ ہے کہ قَدْ اُس کے ~~پہلے~~ میں ہو جیسے قَدْ ضَرَبَ
یا سِنِ ہو جیسے سَيَضْرِبُ یا سَوْفَ یَضْرِبُ یا حرف جزم ہو جیسے لَمْ
یَضْرِبُ یا ضمیر مرفوع متصل اُس سے لگی ہو جیسے ضَرْبَتْ یا تائے ساکن جیسے
ضَرْبَتْ یا امر ہو جیسے اِضْرِبْ یا نہی ہو جیسے لَا تَضْرِبْ اور حرف کی علامت یہ ہے کہ
اسم و فعل کی علامتوں میں سے کوئی علامت اُس میں نہ ہو۔

مصنف علیہ الرحمہ نے یہاں ~~فعل کی علامتوں میں سے کوئی علامت اُس میں نہ ہو۔~~

~~فعل کی علامتوں میں سے کوئی علامت اُس میں نہ ہو۔~~

~~فعل کی علامتوں میں سے کوئی علامت اُس میں نہ ہو۔~~

جوزبان سے ملفوظ نہیں ہوتیں جیسے (قَدْ) وغیرہ علامتیں ملفوظ ہوتی ہیں۔ ہکذا قالوا لیکن فقیر کا جب
الحروف کی نظر قاصر میں کلمہ کے نہیں ہونے پر (لا) دلالت کرتا ہے جس کو لائے نہی
کہتے ہیں اور وہ ملفوظ ہے۔

جس طرح کلمہ کے امر غائب معروف ہونے پر اور امر مجہول ہونے پر لام
دلالت نکرتا ہے جس کو لام امر کہتے ہیں اور یہ بھی ملفوظ ہے نظر برآں (یا نہی
باشد) بتقدیر مضاف ہے یعنی (یا لائے نہی باشد) فاعل۔

ترکیب:

قَدْ ضَرَبَ میں (قَدْ) براۓ تحقیق (ضَرَبَ) فعل ماضی
معروف صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے غائب
مثلاً (وَزَيْدٌ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: بیشک مارا زید نے۔

(سَيَضْرِبُ) میں (سین) حرف استقبال قریب (یَضْرِبُ) فعل مضارع معروف

صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل۔ راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید عنقریب مارے گا۔

(مَسُوْفٌ يَضْرِبُ) میں (مَسُوْفٌ) حرف برائے استقبال بعید (يَضْرِبُ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید زمانہ بعید میں مارے گا۔

(لَمْ يَضْرِبْ) میں (لَمْ) حرف جازم (يَضْرِبُ) فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں (هُوَ) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے نہیں مارا۔

(ضَرْبَتْ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم یا واحد مذکر حاضر یا واحد مؤنث حاضر (تَا) ضمیر مرفوع متصل فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے مارا یا تجھ ایک مرد نے مارا۔ یا تجھ ایک مؤنث نے مارا۔

(ضَرْبَتْ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مؤنث غائب اُس میں (ہی) ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْنَبٌ) فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زینب نے مارا۔

(اضْرِبْ) اور (لَا تَضْرِبْ) کی ترکیب گزر گئی۔

تنبیہ: ۱۶:

مہر منیر صفحہ ۳۱ میں (لَمْ يَضْرِبْ) کا ترجمہ کیا ہے (اُس نے ہرگز نہیں مارا)۔

اقول:

یہ غلط ہے کیونکہ (لَمْ) تاکیدی کے لئے نہیں آتا۔ صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم بیان کر آئے۔ یہ شرح علم کی خدمت ہے یا جہل کی اشاعت۔ سچ ہے کہ یہ ہی مکتب و ہی مثلاً
حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بدانکہ جملہ کلمات معرب بر دو قسم است معرب و مثنی۔ معرب آن است کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف شود چون زَيْدٌ دَرَجَاءَ نَبِيٍّ زَيْدٌ دَرَأَيْتُ زَيْدًا و مَرَرْتُ بِزَيْدٍ۔ جَاءَ عامل است و زَيْدٌ معرب است و ضمہ اعراب است و دال محل اعراب و مثنی آن است کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نہ شود چون هُوَ لَا يَدْرِي مَا دَرَجَاتُ رَفِيعٍ وَ نَصَبٌ وَ جَرِيكَانِ است۔

ترجمہ:

جان لو کہ تمام کلمات عرب دو قسم پر ہیں معرب اور مثنی۔ معرب وہ کلمہ ہے جس کا آخر عوامل کے اختلاف سے مختلف ہو جیسے زَيْدٌ دَرَجَاءَ نَبِيٍّ زَيْدٌ دَرَأَيْتُ زَيْدًا اور مَرَرْتُ بِزَيْدٍ میں۔ جَاءَ عامل ہے اور زید معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب۔ اور مثنی وہ کلمہ ہے جس کا آخر عوامل کے اختلاف سے مختلف نہ ہو جیسے هُوَ لَا يَدْرِي مَا دَرَجَاتُ رَفِيعٍ وَ نَصَبٌ اور جر (تینوں) حالت میں یکساں رہتا ہے۔

ترکیب:

(جَاءَ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے و قایہ (یا) ضمیر مفعول بہ (زَيْدٌ) فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس زید آیا۔
(رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم (تا) ضمیر مرفوع متصل
بارز فاعل (رَيْدًا) مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ
ہوا۔

ترجمہ: میں نے زید کو دیکھا۔
(مَرَرْتُ) فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم (تا) ضمیر مرفوع متصل
بارز۔ فاعل (با) حرف جار (رَيْدًا) مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل
اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ ۱۸، ۱۷:

(جَاءَ نَبِيٌّ رَيْدًا) میں واقع (جَاءَ) کو المصباح السمر صفحہ ۳۲ میں فعل لازم
قرار دیا ہے اور (نَبِيٌّ) میں یہ توڑ جوڑ کی ہے کہ اصل میں (النَّبِيُّ) تھا (النَّبِيُّ) حرف
جار کو حذف کر کے (یا) کو (جَاءَ) فعل سے ملا دیا اور اُس سے پہلے (نُون) لے
آئے۔ اس کو صحیح ترکیب بتایا ہے۔

اقول:

یہ غلط محض ہے کیونکہ (جَاءَ) متعدی اور لازم دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے۔
الفائد الشافیہ صفحہ ۱۸۵ میں (جَاءَ نَبِيٌّ رَيْدًا) کی ترکیب میں فرماتے ہیں (جَاءَ
نَبِيٌّ فَعْلٌ وَرَيْدًا مَرْفُوعٌ عَامِلُهُ وَرَيْدًا الثَّانِي مَرْفُوعٌ تَاكِيدٌ لَفْظِيٌّ لِرَيْدِنِ الْاَوَّلِ
اھ اور (املاء مامسن به الرحمن) جلد اول صفحہ ۲۸ میں علامہ محبت الدین
ابوالبقا عسکری متعدی ہونے کی تصریح بایں طور فرماتے ہیں

(وَجَاءَ كُمْ)۔ يَتَعَدَّى بِنَفْسِهِ وَبِحَرْفِ الْجَوْرِ تَقُولُ جِئْتَهُ وَجِئْتَ إِلَيْهِ
نظر بر آں مذکورہ (توڑ جوڑ) باطل ٹھہری۔ اور مہر منیر صفحہ ۳۲ میں اسی مقام

پر بیان کیا کہ (فعل کے اعراب، رفع، نصب اور سکون کہلاتے ہیں)۔

اقول:

یہ غلط ہے اولاً اس لئے کہ یہ دیوبندی بولی ہے نحو یوں کی بولی نہیں کیونکہ نحو یوں کی اصطلاح میں اس مقام پر فعل کے اعراب کو (جزم) کہتے ہیں سکون نہیں کہتے۔ چنانچہ اسی نحو میر میں فعل مضارع کے اعراب کے بیان میں آرہا ہے جو آپ کو یاد نہیں رہی اور غرض لکھنے کا شوق و انگیز۔

ثانیاً اس لئے کہ اعراب کو (سکون) کہنے کی بناء پر لازم آتا ہے کہ فعل مضارع معرب کے سات صیغے یعنی چارثنیہ کے اور دو جمع مذکر غائب و حاضر کے اور ایک واحد مؤنث حاضر کا بر تقدیر دخول جازم ہمیشہ بغیر اعراب رہیں کہ اس صورت میں ان پر (سکون) نہیں آتا بلکہ ان کا اعراب (حذف نون) ہے اور پانچ صیغے یعنی واحد مذکر غائب و حاضر کے اور ایک واحد مؤنث غائب کا اور دو متکلم کے جبکہ معتل ہوں بغیر اعراب رہیں کیونکہ صورت مذکورہ میں ان کا اعراب بھی (حذف لام) ہوتا ہے نہ (سکون)۔ ہاں ان پانچ صیغوں پر سکون صرف اُس وقت آتا ہے جب کہ یہ صحیح ہوں تو اعراب کو مطلقاً سکون کہنا غلط ہوا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا
حال طفلان زیوں شدہ است

فصل:

بدانکہ جملہ حروف مبنی است و از افعال فعل ماضی و امر حاضر معروف و فعل مضارع بانو نہائے جمع مؤنث و بانو نہائے تاکید نیز مبنی است بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی است و اما اسم متمکن معرب است بشرط آنکہ در ترکیب واقع شود و فعل مضارع معرب است بشرط آنکہ از نو نہائے جمع مؤنث و نون تاکید خالی باشد در کلام عرب بیش

ازیں دو قسم معرب نیست باقی ہمہ مبنی است واسم غیر متمکن اسمیت کہ بامنی اصل
مشابہت دار مبنی اصل سے چیز است فعل ماضی و امر حاضر معروف و جملہ حروف واسم
متمکن اسمیت کہ بامنی اصل مشابہ نہ باشد۔

ترجمہ:

جان لو کہ تمام حروف مبنی ہیں اور افعال سے فعل ماضی اور امر حاضر معروف
اور فعل مضارع بھی دونوں نون جمع مؤنث اور ہر دونوں تاکید کے ساتھ مبنی ہیں۔ جان
لو کہ اسم غیر متمکن مبنی ہے البتہ اسم متمکن معرب ہے بشرطیکہ ترکیب میں واقع ہو اور فعل
مضارع معرب ہے بشرطیکہ دونوں نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔ پس
کلام عرب میں ان دو قسموں سے زیادہ معرب نہیں باقی سب مبنی ہیں اور اسم غیر متمکن
وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھے اور مبنی اصل تین چیزیں ہیں فعل ماضی
اور امر حاضر معروف اور کل حروف اور اسم متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہ
نہ ہو۔

مصنف علیہ الرحمۃ مبنی اور معرب کی تعریف کرنے کے بعد اس فصل میں ان
کو شمار فرماتے ہیں کہ فلاں فلاں کلمات مبنی ہیں اور فلاں فلاں معرب۔
چنانچہ ارشاد فرمایا کہ حروف سب کے سب مبنی ہیں اور فعل میں یہ تفصیل کہ
کتب نحو میں اس کی تین قسم قرار دی گئی ہیں۔

اول ماضی، دوم امر حاضر معروف، سوم مضارع اور امر غائب معروف
اور امر مجہول مطلقاً اور نہی خواہ معروف ہو یا مجہول سب مضارع میں داخل ہیں کہ جو حکم
مضارع کا وہی ان کا۔

ماضی اور امر حاضر معروف کا حکم یہ کہ مطلقاً مبنی ہیں اور مضارع میں یہ تفصیل
ہے کہ بر مذہب جمہور جب نون جمع مؤنث غائب یا حاضر متصل ہو تو مبنی ہوتا ہے

اور جب نون تاکید متصل ہو تب بھی۔

ان دونوں صورتوں کے ماسوا میں معرب ہوتا ہے اور نون تاکید کا اتصال صرف پانچ صیغوں میں ہوتا ہے۔

واحد مذکر غائب۔

واحد مؤنث غائب۔

واحد مذکر حاضر۔

اور ذو متکلم کے صیغوں میں۔

تو بوقت اتصال یہی مبنی ہوں گے باقی سات صیغوں میں اتصال نہیں ہوتا کہ ضمیر فاعل فاصل ہوتی ہے۔ لہذا وہ معرب رہیں گے۔ یہی حکم امر غائب معروف و مجہول اور نہی کا ہے کہ بروقت اتصال نون جمع مؤنث یا نون تاکید مبنی ہوتے ہیں ورنہ معرب۔ اور اسماء میں اسم غیر متمکن مبنی ہوتا ہے جس کی اقسام کتاب میں آرہی ہیں اور اسم متمکن جب کہ ترکیب میں واقع ہو یعنی عامل کے ساتھ پایا جائے تو معرب ہوتا ہے جیسے جَاءَ زَيْدٌ میں (زَيْدٌ) اسم متمکن معرب فاعل ہے کیونکہ اپنے عامل (جَاءَ) کے ساتھ پایا جا رہا ہے اور اگر عامل کے ساتھ نہ پایا جائے تو معرب نہیں ہوتا بلکہ مبنی ہوتا ہے جیسے زَيْدٌ، بَكْرٌ، خَالِدٌ۔

اسم غیر متمکن اُس اسم کو کہتے ہیں جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہ ہو اور اسم متمکن اُس اسم کو کہتے ہیں جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔

مبنی اصل تین ہیں اول حروف، دوم ماضی، سوم امر حاضر معروف۔

انہیں کے ساتھ مشابہت رکھنے کی بنا پر اسماء مبنی ہوتے ہیں جس کی تفصیل اگلی کتابوں میں آئے گی یہ مقام اس کے بیان کا نہیں۔

تنبیہ ۲۰، ۱۹:

مصنف علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا تھا کہ افعال سے تین فعل مبنی ہوتے ہیں۔ فعل ماضی، امر حاضر معروف اور فعل مضارع جب کہ اُس سے نون جمع مؤنث یا نون تاکید متصل ہو۔

المصباح المنیر صفحہ ۳۴ میں تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں (یعنی افعال میں سے فعل ماضی، فعل امر اور فعل نہیں اور بعض صورتوں میں فعل مضارع بھی مبنی ہوتا ہے) اس تشریح میں مطلقاً فعل امر کو مبنی میں داخل کر دیا۔ خواہ امر حاضر معروف ہو یا امر غائب یا امر مجہول۔ اسی طرح فعل نہیں کو بھی اور فعل مضارع سے فعل نہیں کو علیحدہ ذکر کیا جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ فعل تہی فعل مضارع میں داخل نہیں۔

اور (مہر منیر صفحہ ۳۵) میں مبیات کو شمار کرتے ہوئے تحریر کیا (اسم غیر متمکن۔ فعل ماضی۔ امر حاضر معروف۔ فعل مضارع نون ہائے جمع مؤنث و تاکید کے وہ تمام حروف اور صاحب مفصل کے نزدیک جملہ مبنی ہوتے ہیں) انہوں نے فعل نہیں میں (حاضر معروف) کی قید بڑھائی اور فعل نہیں کو مضارع سے علیحدہ ذکر کیا۔

اقول:

یہ سب غلط ہے جو فن سے ناواقفیت پر مبنی اور کتاب نہ سمجھنے سے ناشی نظر برآں یہ تشریح نہیں بلکہ تعلیل ہے۔ سچ ہے کہ

یہ ہی مکتب و ہی ملا
حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم است اول مضمرات چوں اَنَا من مرد زن
وَضَرَبْتُ زدم من۔ وَاِیَّایَ خاص مرا۔ وَضَرَبْنِیَ بزد مرا۔ وِلِیَ
مرا ایں ہفتا ضمیر است۔ چارہ مرفوع متصل۔ ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا ضَرَبْتُ
ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُ
ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُ۔

ترجمہ: جان لو کہ اسم غیر متمکن آٹھ قسم پر ہے۔

پہلی قسم ضمیریں جیسے (اَنَا) بمنی (میں) مرد یا عورت اور (ضَرَبْتُ) بمعنی
مارا میں نے اور (اِیَّایَ) بمعنی خاص مجھ کو اور (ضَرَبْنِیَ) بمعنی مارا مجھ کو اور (لِیَ) بمعنی
میرے لئے۔

یہ ستر ضمیریں ہیں چودہ مرفوع متصل مارا میں نے، مارا ہم نے، مارا تو نے
مارا تم دو مذکر نے، مارا تم سب مذکر نے، مارا تجھ ایک مؤنث نے، مارا تم دو مؤنث
نے، مارا تم سب مؤنث نے، مارا اُس ایک مذکر نے، مارا ان دو مذکر نے، مارا ان
سب مذکر نے، مارا اُس ایک مؤنث نے، مارا ان دو مؤنث نے مارا ان سب مؤنث
نے۔

ضمیر مرفوع متصل اُس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل
سے متصل ہو وہ دو قسم پر ہے (بارز) اور مستتر چنانچہ (ضَرَبْتُ) میں (تَا) ضمیر مرفوع
متصل بارز ہے برائے واحد متکلم مبنی بر ضم (ضَرَبْنَا) میں (نَا) ضمیر مرفوع متصل
بارز برائے جمع متکلم یا متکلم مع الغیر مبنی بر سکون (ضَرَبْتُ) میں (تَا) ضمیر مرفوع
بارز برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر فتح (ضَرَبْتُمَا) میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل
بارز برائے ثثنیہ مذکر حاضر مبنی بر ضم (میم) حرف عمواد مبنی بر فتح (اِ) علامت ثثنیہ مبنی

برسکون (ضَرْبَتْمْ) میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مذکر حاضر مثنیٰ برضم (میم) علامت جمع مذکر مثنیٰ برسکون (ضَرْبَتْ) میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد مؤنث حاضر مثنیٰ برکسر (ضَرْبَتْمْ) میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مؤنث حاضر مثنیٰ برضم (میم) حرف عماؤنی برفتح (ا) علامت تثنیہ مثنیٰ برسکون (ضَرْبَتْ) میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مؤنث حاضر مثنیٰ برضم (نون مشدود) علامت جمع مؤنث مثنیٰ برفتح (ضَرْبَتْ) میں (هَوُ) ضمیر مرفوع متصل مستتر برائے واحد مذکر غائب مثنیٰ برفتح۔ راجع بسوئے غائب مثلاً زید۔

(ضَرْبَا) میں (ا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مذکر غائب مثنیٰ برسکون، راجع بسوئے غائب مثلاً زیدان (ضَرْبَا) میں (هَلَا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مذکر غائب مثنیٰ برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زیدون۔

(ضَرْبَتْ) میں (هِيَ) ضمیر مرفوع متصل (مستتر برائے واحد مؤنث غائب مثنیٰ بر راجع بسوئے غائب مثلاً زیدت) (تا) علامت تانیث مثنیٰ برسکون۔

(ضَرْبَتْ) میں (ا) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مؤنث غائب مثنیٰ برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زیدان۔ (تا) علامت تانیث مثنیٰ برسکون۔ فتح موجودہ حرکت مناسب۔ (ضَرْبَتْ) میں (نون) ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مؤنث غائب مثنیٰ بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زیدات۔

اس تفصیل سے ظاہر ہوا کہ ماضی کے صرف دو صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل مستتر یعنی (پوشیدہ) ہوتی ہے باقی تمام صیغوں میں بارز یعنی (ظاہر)۔ رہا (مضارع) تو اس کے پانچ صیغوں میں یعنی واحد مذکر غائب میں (هَوُ) واحد مؤنث غائب میں (ن) اور واحد مذکر حاضر میں (أَنْتَ) جس میں (أَنْ) ضمیر (تا) علامت خطاب، اور واحد متکلم میں (أَنَا) اور جمع متکلم میں (نَحْنُ) ضمیر مستتر ہوتی ہے۔

باقی میں بارز اور امر حاضر معروف کے صرف ایک صیغہ میں واحد مذکر حاضر میں (أَنْتَ) مستتر ہوتی ہے جس میں (أَنْ) ضمیر ہے اور (تَا) علامت خطاب۔
باقی صیغوں میں بارز۔ اور وہ بارز ضمیریں یہ تثنیہ میں (الف) اور جمع مذکر میں (واو) اور جمع مؤنث میں (نُون) اور واحد مؤنث حاضر میں (یا)۔

تنبیہ ۲۱ تا ۲۵:

(المصباح البشیر صفحہ ۳۶) میں ضمیر مرفوع متصل مستتر چار شمار کی ہیں:
(هُوَ يَاهِي. أَنْتَ يَا أَنْتِ. أَنَا. نَحْنُ)

اقول:

یہ حصر غلط ہے بلکہ چودہ ہیں (هُوَ ضَارِبٌ) میں (هُوَ) هَمَّا ضَارِبَانِ میں (هُمَا) هُم ضَارِبُونَ میں (هُمْ) هِيَ ضَارِبَةٌ میں (هِيَ) هُمَا ضَارِبَتَانِ میں (هُمَا) هُنَّ ضَارِبَاتٌ میں (هُنَّ) أَنْتَ ضَارِبٌ میں (أَنْتَ) أَنْتُمَا ضَارِبَانِ میں (أَنْتُمَا) أَنْتُمْ ضَارِبُونَ میں (أَنْتُمْ) أَنْتِ ضَارِبَةٌ میں (أَنْتِ) أَنْتُمَا ضَارِبَتَانِ میں (أَنْتُمَا) أَنْتُنَّ ضَارِبَاتٌ میں (أَنْتُنَّ) أَنَا ضَارِبٌ میں (أَنَا) وَنَحْنُ ضَارِبُونَ میں (نَحْنُ)۔

یہ تفصیل آئندہ مرفوع متصل ضمیریں صفات کے صیغوں میں مستتر ہیں۔ پھر ضمیر مرفوع متصل کی تشریح میں لکھتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ چودہ ضمیریں مرفوع متصل کی ہیں)۔
یہ ضمائر فاعل اور نائب فاعل، مبتداء، خبر واقع ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد لکھتے ہیں مثال مبتداء ہونے کی أَنْتُمْ مُؤْمِنُونَ میں أَنْتُمْ ضمیر مرفوع متصل بارز مبتداء ہے مثال خبر ہونے کی أَشَاهِدُ أَنْتَ یہاں أَنْتَ خبر ہے۔ مثال فاعل ہونے کی قَالَا اس میں ضمیر هُمَا فاعل ہے۔ مثال نائب فاعل ہونے کی نُصِرُوا اس میں ضمیر (هُمْ) نائب فاعل ہے۔ یہ سب خرافات ہے۔ (أَنْتُمْ) اور (أَنْتَ) مذکور کو ضمیر متصل

کہنا خالص جہل ہے۔

اور قَالَا میں هُمَا ضمیر مستتر کو فاعل کہنا اور (نَصْرُوْا) میں (هُمْ) ضمیر مستتر کو نائب فاعل کہنا جہل بالائے جہل ہے جو مبتدیوں پر بھی مخفی نہیں۔

اسی المصباح المنیر صفحہ ۳۶ میں تعریف ضمیر کرتے ہوئے جو فرماتے ہیں (ضمیر یا مضمروہ اسم کہلاتا ہے جو ایسے متکلم یا مخاطب یا غائب پر دلالت کرے جس کا تذکرہ اُس سے پہلے ہی تھا یا حکماً آچکا ہو)۔

دیوبندی صاحبان کی کھٹی میں تنقیص داخل ہے اس لئے ان سے کسی چیز کی صحیح تعریف نہیں ہوتی۔ ضمیر غائب کا ماقبل میں تذکرہ یعنی مرجع ہوا کرتا ہے، نہ ضمیر متکلم اور مخاطب کا۔ پوری شرح اسی قسم کے باطلیل پر مشتمل ہے جس سے طلبہ گمراہ ہو رہے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا
حال طفلان زبوں شدہ است
و چہار دہ مرفوع منفصل (اور چودہ مرفوع منفصل)

اَنَا	نَحْنُ	أَنْتَ	أَنْتُمَا	أَنْتُمْ
میں	ہم	تو ایک مذکر	تم دو مذکر	تم سب مذکر
أَنْتِ	أَنْتُمَا	أَنْتُنِ	هُوَ	هُمَا
تو ایک مؤنث	تم دو مؤنث	تم سب مؤنث	وہ ایک مذکر	وہ دو مذکر
هَمْ	هِي	هُمَا	هُنَّ	
وہ سب مذکر	وہ ایک مؤنث	وہ دو مؤنث	وہ سب مؤنث	

ضمیر مرفوع منفصل اس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل

سے ملی نہ ہو یہ ضمیر مرفوع متصل کی طرح دو قسم پر نہیں (بارز) اور (مستتر) بلکہ یہ ہمیشہ بارز ہوتی ہے (اَنَا) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد متکلم مبنی بر فتح اُن کے نزدیک جو صرف (اَنْ) کو ضمیر قرار دیتے ہیں اور الف برائے اشباع۔ یا مبنی بر سکون ان کے نزدیک جو پہلے ذکر ضمیر کہتے ہیں (نَحْنُ) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد متکلم معظم یا برائے متکلم من الغیر مبنی بر ضم (اَنْتَ) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (اَنْتُمَا) ضمیر مرفوع منفصل برائے متثنیہ مذکر حاضر مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر فتح (اَنْتُمْ) علامت متثنیہ مبنی بر سکون (اَنْتُمْ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مذکر حاضر مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر سکون (اَنْتِ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مؤنث حاضر مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر کسر (اَنْتُمَا) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے متثنیہ مؤنث حاضر مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر فتح (اَنْتُنَّ) علامت متثنیہ مبنی بر سکون (اَنْتُنَّ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مؤنث حاضر مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر ضم (نُون) مشدد علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح (هُوَ) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر غائب مبنی بر فتح (هُمَا) میں (ہَا) ضمیر مرفوع منفصل برائے متثنیہ مذکر غائب مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر فتح (اَنْتُمَا) علامت متثنیہ مبنی بر سکون (ہُمْ) میں (ہَا) ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مذکر غائب مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر سکون (ہِی) ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مؤنث غائب مبنی بر فتح (هَیْ) میں (ہَا) ضمیر مرفوع منفصل برائے متثنیہ مؤنث غائب مبنی بر ضم (مِیم) حرف عدا مبنی بر فتح (اَنْتُنَّ) علامت متثنیہ مبنی بر سکون (هُنَّ) میں (ہَا) ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مؤنث غائب مبنی بر ضم (نُون) مشدد علامت

مونث مثنیٰ بر فتح۔

وچهاروہ منصوب متصل (اور چودہ منصوب متصل)

ضَرْبَنَا	ضَرْبَيْنِي
اس نے ہم کو مارا	اس نے مارا مجھ کو
ضَرْبَكُمَا	ضَرْبَكَ
اس نے مارا تم دو مذکر کو	اس نے مارا تجھ ایک مذکر کو
ضَرْبِكِ	ضَرْبِكُمْ
اس نے مارا تجھ ایک مؤنث کو	اس نے مارا تم سب مذکر کو
ضَرْبُكُنَّ	ضَرْبُكُمَا
اس نے مارا تم سب مؤنث کو	اس نے مارا تم دو مؤنث کو
ضَرْبَهُمَا	ضَرْبَهُ
اس نے مارا اُن دو مذکر کو	اس نے مارا اُس ایک مذکر کو
ضَرْبُهَا	ضَرْبُهُمْ
اس نے مارا اُس ایک مؤنث کو	اس نے مارا اُن سب مذکر کو
ضَرْبُهُنَّ	ضَرْبُهُمَا
اس نے مارا اُن سب مؤنث کو	اس نے مارا ان دو مؤنث کو

ضمیر منصوب متصل اُس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل نصب میں واقع ہو اور اپنے

مال سے متصل ہو۔

ترکیب:

(ضَرْبَيْنِي) میں (ضَرْبَ) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر فتح۔ صیغہ

واحد مذکر غائب اُس میں ہو ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع
بسوئے غائب مثلاً (زَیْدٌ) نون برائے دقائے مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل برائے
واحد متکلم مبنی بر سکون مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ
ہوا۔

ترجمہ: زید نے مجھ کو مارا۔

(ضَرَبْنَا) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب
اُس میں ہو ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب
مثلاً (زَیْدٌ) (فَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل
اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے ہم کو مارا۔

(ضَرَبْتُكَ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس
میں ہو ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب
مثلاً (زَیْدٌ) (كَ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح۔ فعل اپنے فاعل
اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے تجھ کو مارا۔

(ضَرَبْتُكُمْ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب
اُس میں ہو ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب
مثلاً (زَیْدٌ) (كُمْ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم (میم) حرف
عماوی بر فتح (الف) علامت ثانیہ مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل
کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے تم دونوں کو مارا۔

(ضَرَبَکُمْ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ک) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے تم سب کو مارا۔

(ضَرَبَکِ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ک) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر کسر فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے تجھ ایک مونث کو مارا۔

(ضَرَبَکُمَا) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ک) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم (میم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت ثنیہ مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے تم دو مونث کو مارا۔

(ضَرَبَکُنَّ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ک) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم (نون) مشد علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل

کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے تم سب کو مارا۔

(ضَرَبَ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً خالد۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے خالد کو مارا۔

(ضَرَبَهُمَا) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (هُمَا) میں (ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً عمرو و بکر (مِیم) حرف عدا مبنی بر فتح۔ الف علامت تنزیہ مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے عمرو و بکر کو مارا۔

(ضَرَبَهُمْ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (هُمْ) میں (ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً عمرو، بکر، خالد۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے عمرو، بکر، خالد کو مارا۔

(ضَرَبَهَا) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب

مثلاً (زَيْدٌ) (ہا) بتامہ ضمیر منصوب متصل یا صرف (ہ) اور (الف) برائے فرق بین المذکر والمؤنث علی اختلاف القولین مفعول بہ منصوب محلاً۔ بر تقدیر اول مبنی بر سکون۔ بر تقدیر ثانی مبنی بر فتح اور (الف) مبنی بر سکون۔ راجع بسوئے غائب مثلاً زینب۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید نے زینب کو مارا۔

(ضَرَبَ بِهَمَا) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (هُمَا) میں (ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم۔ راجع بسوئے غائب مثلاً زینب و سلمیٰ (میم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تشنیع مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے زینب اور سلمیٰ کو مارا۔

(ضَرَبَ بِهِنَّ) میں (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً (زَيْدٌ) (هُنَّ) میں (ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم۔ راجع بسوئے غائب مثلاً زینب و سلمیٰ و حلیمہ (نون) مشدد علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے زینب، سلمیٰ، حلیمہ کو مارا۔

وچہار دہ منصوب منفصل (اور چودہ منصوب منفصل)

اِيَّائِي	اِيَّانَا	اِيَّاكَ
خاص مجھ کو	خاص ہم کو	خاص تجھ ایک مذکر کو

اِیَّاکَ	اِیَّاکُمْ	اِیَّاکُمْ
خاص تجھ ایک مؤنث کو	خاص تم سب مذکر کو	خاص تم دو مذکر کو
اِیَّاهُ	اِیَّاکُنَّ	اِیَّاکُمْ
خاص اُس ایک مذکر کو	خاص تم سب مؤنث کو	خاص تم دو مؤنث کو
اِیَّاهَا	اِیَّاهُمْ	اِیَّاهُمَا
خاص اُس ایک مؤنث کو	خاص اُن سب مذکر کو	خاص ان دو مذکر کو
	اِیَّاهُنَّ	اِیَّاهُمَا
	خاص ان سب مؤنث کو	خاص اُن دو مؤنث کو

ضمیر منصوب منفصل اُس ضمیر کو کہتے ہیں جو محل نصب میں واقع ہو اور اپنے عامل سے متصل نہ ہو۔ (ایسا) میں (ایسا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد متکلم منہی بر سکون (ی) علامت واحد متکلم منہی بر فتح۔ (ایسا) میں (ایسا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد متکلم معظم برائے متکلم مع الغیر منہی بر سکون (نا) علامت واحد متکلم معظم یا متکلم مع الغیر منہی بر سکون۔

(ایاک) میں (ایسا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مذکر حاضر منہی بر سکون (ک) حرف خطاب برائے واحد مذکر حاضر منہی بر فتح (ایاکم) میں (ایسا) ضمیر منصوب منفصل برائے ثنیہ مذکر حاضر منہی بر سکون (ک) حرف خطاب منہی بر ضم (میم) حرف عوام منہی بر فتح (الف) علامت ثنیہ منہی بر سکون (ایاکم) میں (ایسا) ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مذکر حاضر منہی بر سکون (ک) حرف خطاب منہی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر منہی بر سکون (ایاک) میں (ایسا) ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مؤنث حاضر منہی بر سکون۔ (ک) حرف خطاب برائے واحد مؤنث حاضر منہی بر کسر۔

(ایاکم) میں (ایا) ضمیر منصوب متصل برائے تثنیہ مؤنث حاضر مثنیٰ بر سکون (ک) حرف خطاب مثنیٰ بر ضم (میسم) حرف عدا مثنیٰ بر فتح (الف) علامت تثنیہ مثنیٰ بر سکون۔ (ایاکُنْ) میں (ایا) ضمیر منصوب متصل برائے جمع مؤنث حاضر مثنیٰ بر سکون (ک) حرف خطاب مثنیٰ بر ضم (نون) مشدد علامت جمع مؤنث مثنیٰ بر فتح۔

(ایاہ) میں (ایا) ضمیر منصوب متصل برائے واحد مذکر غائب مثنیٰ بر سکون (ها) علامت غیبت مثنیٰ بر ضم۔ (ایاہما) میں (ایا) ضمیر منصوب متصل برائے تثنیہ مذکر غائب مثنیٰ بر سکون (ها) علامت غیبت مثنیٰ بر ضم (میسم) حرف عدا مثنیٰ بر فتح (الف) علامت تثنیہ مثنیٰ بر سکون۔ (ایاہُنْ) میں (ایا) ضمیر منصوب متصل برائے جمع مذکر غائب مثنیٰ بر سکون (ها) علامت غیبت مثنیٰ بر ضم (میسم) علامت جمع مذکر مثنیٰ بر سکون۔ (ایاہا) میں (ایا) ضمیر منصوب متصل برائے واحد مؤنث غائب مثنیٰ بر سکون (ها) تمام علامت غیبت تو مثنیٰ بر سکون یا صرف (ه) علامت غیبت تو مثنیٰ بر فتح اور (الف) برائے فرق مذکور مثنیٰ بر سکون۔ (ایاہما) میں (ایا) ضمیر منصوب متصل برائے تثنیہ مؤنث غائب مثنیٰ بر سکون (ها) علامت غیبت مثنیٰ بر ضم (میسم) حرف عدا مثنیٰ بر فتح (الف) علامت تثنیہ مثنیٰ بر سکون۔ (ایاہُنْ) میں (ایا) ضمیر منصوب متصل برائے جمع مؤنث غائب مثنیٰ بر سکون (ها) علامت غیبت مثنیٰ بر ضم (نون) مشدد علامت جمع مؤنث مثنیٰ بر فتح۔

و چہارہ مجرور متصل (اور چودہ مجرور متصل)

لَکْ	لَا	لَیْ
تجھ ایک مذکر کے لئے	ہمارے لئے	میرے لئے
لَکِ	لَکُمْ	لَکُمَا
تجھ ایک مؤنث کے لئے	تم سب مذکر کے لئے	تم دو مذکر کے لئے

لَکْمَا	لَکْنُ	لَهْ
تم دو مونٹ کے لئے	تم سب مونٹ کے لئے	اُس ایک مذکر کے لئے
لَهُمَا	لَهُمْ	لَهَا
اُن دو مذکر کے لئے	اُن سب مذکر کے لئے	اُس ایک مونٹ کے لئے
لَهُمَا	لَهُنَّ	
اُن دو مونٹ کے لئے	اُن سب مونٹ کے لئے	

ضمیر مجرور متصل اُس ضمیر کو کہتے ہیں جو کل جرمیں واقع ہو اور اپنے عامل سے متصل ہو۔ (لَکْنُ) حرف جار مثنیٰ برکسر (ی) ضمیر مجرور متصل برائے واحد مکمل مجرور محلا مثنیٰ بر سکون (لَکْمَا) میں (لام) حرف جار مثنیٰ بر فتح (نَا) ضمیر مجرور متصل برائے واحد مکمل معظم یا مکمل مع الغیر مجرور محلا مثنیٰ بر سکون۔ (لَکْ) میں (لام) حرف جار مثنیٰ بر فتح (ک) ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر حاضر مجرور محلا مثنیٰ بر فتح۔

(لَکْمَا) میں (لام) حرف جار مثنیٰ بر فتح (ک) ضمیر مجرور متصل برائے مثنیہ مذکر حاضر مجرور محلا مثنیٰ بر ضم (مِیم) حرف عدا مثنیٰ بر فتح (الف) علامت مثنیہ مثنیٰ بر سکون۔

(لَکْمُ) میں (لام) حرف جار مثنیٰ بر فتح (ک) ضمیر مجرور متصل برائے جمع مذکر حاضر مجرور محلا مثنیٰ بر ضم۔

(مِیم) علامت جمع مذکر مثنیٰ بر سکون (لَکْ) میں (لام) حرف جار مثنیٰ بر فتح (ک) ضمیر مجرور متصل برائے واحد مونٹ حاضر مجرور محلا مثنیٰ برکسر۔

(لَکْمَا) میں (لام) حرف جار مثنیٰ بر فتح (ک) ضمیر مجرور متصل برائے مثنیہ مونٹ حاضر مجرور محلا مثنیٰ بر ضم (مِیم) حرف عدا مثنیٰ بر فتح (الف) علامت مثنیہ مثنیٰ

بر سکون۔ (لُکُنْ) میں (لام) حرف جارِ مبنی بر فتح (ک) ضمیر مجرور متصل برائے جمع مؤنث حاضر مجرور محلا مبنی بر ضم (نون) مشدود علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح۔

(لَہ) میں (لام) حرف جارِ مبنی بر فتح (ہا) ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر غائب مجرور محلا مبنی بر ضم۔ (لَہمَا) میں (لام) حرف جارِ مبنی بر فتح (ہا) ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مذکر غائب مجرور محلا مبنی بر ضم (میم) حرف عمارِ مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔

(لَہُمْ) میں (لام) حرف جارِ مبنی بر فتح (ہا) ضمیر مجرور متصل برائے جمع مذکر غائب مجرور محلا مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ (لَہَا) میں (لام) حرف جارِ مبنی بر فتح (ہا) بتامہ ضمیر مجرور متصل تو مبنی بر سکون مجرور محلا یا صرف (ہ) ضمیر مجرور متصل تو مبنی بر فتح مجرور محلا برائے واحد مؤنث غائب (الف) برائے فرق مذکور مبنی بر سکون۔

(لَہُمَا) میں (لام) حرف جارِ مبنی بر فتح (ہا) ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مؤنث غائب مجرور محلا مبنی بر ضم (میم) حرف عمارِ مبنی بر فتح (الف) علامت تثنیہ مبنی بر سکون۔ (لَہُنْ) میں (لام) حرف جارِ مبنی بر فتح (ہا) ضمیر مجرور متصل برائے جمع مؤنث غائب مجرور محلا مبنی بر ضم (نون) مشدود علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح۔

مخفی نہ رہے کہ مذکورہ ضمیروں میں کوئی فتح پڑنی ہوتی ہے اور کوئی کسر پر اور کوئی ضم پر اور کوئی سکون پر ہم نے ہر ایک کے ساتھ یہ بیان کر دیا ہے کہ یہ فلاں حرکت یا سکون پڑنی ہے۔

تنبیہ ۲۶ تا ۲۹:

بحث ضائر کے اختتام پر (المصباح المنیر صفحہ ۴۲) میں جلی حروف سے یہ حکم ارقام کر کے (ان تعریضات کو خوب زبانی یاد کر لو) ضمیر مرفوع متصل کی تعریف بایں طور فرماتے ہیں (مرفوع متصل وہ ضمیر جو فعل سے ملی ہوئی آتی ہیں اور ہمیشہ

فاعل ہوا کرتی ہیں)

اقول:

سبحان اللہ! یہ لکھتے وقت پچھلایا نہیں رہا صفحہ ۳۷ پر لکھ آئے تھے کہ نائب فاعل بھی ہوا کرتی ہیں اور یہاں پر فاعل میں حصر کر دیا جو غلط محض ہے۔ اور منجوائے (کر لیے اور نیم چڑھے) اُس غلط محض کو زبانی یاد کرنے کی تاکید بھی فرماتی ہیں۔ آہ

کس طرح اُس نگہ ناز سے جینا ہوگا

زہر دے اُس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا

پھر مرفوع منفصل کی تعریف بایں الفاظ فرماتے ہیں (مرفوع منفصل وہ ضمیریں جو فعل سے علیحدہ آتی ہیں اور ترکیب میں مبتدا یا خبر یا فاعل ہوتی ہیں)۔

یہ حصر بھی غلط ہے کیونکہ ضمیریں مرفوع منفصل نائب فاعل بھی ہوتی ہیں جیسے ماضربِ اِلَا اَنْتَ پھر ضمیر منصوب متصل کی تعریف بایں طور فرماتے ہیں (وہ ضمیریں جو فعل سے ملی ہوئی آئیں اور ترکیب میں مفعول بہ ہوں جیسے ضَرْبَ نِسْیَ زَيْدٌ یا ایسے حرفوں سے ملیں جو اسم کو نصب کرتے ہیں جیسے اِنْسِیْ اِنَّا اِنَّا اِنَّا الخ یہ حصر بھی غلط ہے کہ ضمیر منصوب متصل خبر کان بھی واقع ہوتی ہے جیسے كُنْتُ كَمَا فِی هَمْعِ الْهُوَ اَمْعِ جُلْدَاوَلْ صفحہ ۶۳ اور خبر کان مفعول بہ نہیں۔ پھر ضمیر منصوب منفصل کی تعریف بایں طریق فرماتے ہیں (وہ ضمیریں جو فعل سے علیحدہ آئیں اور مفعول بہ ہوں) یہ حصر بھی غلط ہے کہ ضمیر منصوب خبر کان بھی ہوتی ہے جیسے كُنْتُ اِشَاءَ كَمَا فِی الصَّفْحَةِ الْمَذْكُورَةِ مِنْ هَمْعٍ۔ اور خبر کان مفعول بہ نہیں۔

یہ کتاب شرح ہے یا باطل کا مجموعہ۔ سچ ہے کہ

یہ ہی مکتب دہی مثلاً ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

(دوسری قسم اسمائے اشارات)

ذَاوَدَانَ وَذَيْنَ وَتَوَيْ وَذَهْ وَذِي وَتَانَ وَتَيْنَ وَأُولَاءِ مَدَوُولِي

یہ ایک مذکر، یہ دو مذکور، یہ دو مذکر، یہ ایک مؤنث، یہ ایک مؤنث، یہ ایک
مؤنث، یہ ایک مؤنث، یہ ایک مؤنث، یہ دو مؤنث، یہ دو مؤنث، یہ سب مذکر یا سب
مؤنث، یہ سب مذکر یا سب مؤنث۔

اسم غیر متمکن کی دوسری قسم اسمائے اشارات ہیں۔ ان میں ہر ایک کی وضع امر مبصر کی طرف کسی عضو کے ذریعہ اشارہ کرنے کے لئے ہے اور مجازاً ان سے غیر مبصر کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ (ذّا) اسم اشارہ برائے واحد مذکر مثنیٰ بر سکون (ذّاں) اسم اشارہ برائے تشبیہ مذکر مثنیٰ بر کسر یہ حالت رفع میں آتا ہے۔

(ذین) اسم اشارہ برائے تثنیہ مذکر مثنیٰ بر کسریہ حالت نصب و جر میں آتا ہے۔ (قا) اسم اشارہ برائے واحد مؤنث مثنیٰ بر سکون۔ (تسی) اسم اشارہ برائے واحد مؤنث مثنیٰ بر سکون۔ (تذ) اسم اشارہ برائے واحد مؤنث مثنیٰ بر سکون۔ (ذہ) اسم اشارہ برائے واحد مؤنث مثنیٰ بر سکون۔

(ذہبی) اسم اشارہ برائے واحد مؤنث مبنی بر سکون۔ (بھی) اسم اشارہ برائے واحد مؤنث مبنی بر سکون۔ (قن) اسم اشارہ برائے تثنیہ مؤنث بحالت رفع مبنی بر کسر۔ (تین) اسم اشارہ برائے تثنیہ مؤنث بحالت نصب و جر مبنی بر کسر۔ (اولاء) اسم اشارہ برائے جمع مذکر مؤنث مبنی بر سکون۔ ان اسمائے اشارات کے اول میں کبھی حرف تنبیہ (ہا) لگاتے ہیں تاکہ مخاطب اُس مضمون سے غافل نہ رہے جس کو متکلم بیان کرتا ہے جیسے هٰذَا، هٰذَانِ، هٰتَيْنِ، هٰتَيْنِ، هٰؤُلَاءِ وغیرہ اور کبھی

اُن کے آخر میں حرف خطاب لگاتے ہیں جس سے بدون لواحق یا مع لواحق مخاطب کا ذکر ہوتا، مؤنث ہوتا، واحد ہوتا، ثنیۃ ہوتا، جمع ہونا معلوم ہوتا ہے جیسے:

ذَاكَ، ذَاكُمَا، ذَاكُمْ، ذَاكَ، ذَاكُمَا، ذَاكُنَّ، تَاكَ،
تَاكُمَا، تَاكُمْ، تَاكَ، تَاكُمَا، تَاكُنَّ
ذَانِكَ، ذَانِكُمَا، ذَانِكُمْ، ذَانِكَ، ذَانِكُمَا، ذَانِكُنَّ، تَانِكَ، تَانِكُمَا
تَانِكُمْ، تَانِكَ، تَانِكُمَا، تَانِكُنَّ.

أُولَئِكَ، أُولَئِكُمَا، أُولَئِكُمْ، أُولَئِكَ، أُولَئِكُمَا، أُولَئِكُنَّ.

اسی طرح باقی میں، ان میں حرف خطاب صرف کاف ہے اور میم حرف عماد، ثنیۃ کے صیغوں میں اور الف علامت ثنیۃ اور میم ساکن علامت جمع مذکر اور نون مشدد علامت جمع مؤنث، کبھی حرف خطاب سے پہلے (لام) مکسور یا ساکن لایا جاتا ہے جس کو حرف جمعید کہتے ہیں یہ مشارالیه کے بعید ہونے پر دلالت کرتا ہے جیسے ذَلِكْ، ذَلِكُمَا، ذَلِكُمْ ذَلِكْ ذَلِكُمَا ذَلِكُنَّ، تَلِكْ۔

تنبیہ ۳۰، ۳۱:

(المصباح المنیر) اور (مہر منیر) دونوں میں اس لام مکسور کے متعلق یہ لکھا ہے کہ (اس سے مراد تنبیہ مقصود ہوا کرتی ہے) اور حرف خطاب (ک) کو ضمیر خطاب قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ دونوں باتیں غلط ہیں ہدایۃ النحوی اور کافیہ پڑھنے والا مبتدی بھی زبان پر نہیں لاسکتا اس لئے کہ ہدایۃ النحوی میں فرمایا (وَيَتَّصِلُ بِأَوَاخِرِهَا حَرْفُ الْخِطَابِ) اور الفوائد الشافیۃ میں عبارت کافیہ (وَقَدْ عَلِمَ بِذَلِكَ حَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهَا) میں واقع (ذَلِكْ) کی ترکیب کرتے ہوئے فرماتے ہیں (وَاللَّامُ

حَرْفُ تَبْعِيْدٍ وَالْكَافُ حَرْفُ خِطَابٍ لَا مَحَلَّ لَهُمَا (اسی مقام پر المصباح
المنیر نے چند قواعد ذکر کئے ہیں اُن میں سے یہ پہلا فائدہ تھا۔ ہم نے قلتِ وقت کے
باعث باقی قواعد پر کلام نہیں کیا۔ ان کو پہلے فائدہ پر قیاس کر لیا جائے۔

جب ان دونوں دیوبندی صاحبان کو نحو کی ابتدائی کتابوں کے مسائل
یاد نہیں تو شارح بننے کا شوق کیوں چرایا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتبہ و ہی مکتبہ
حالِ طغلاں زبوں شدہ است

سوم اسمائے موصولہ

الَّذِي. وَالَّذَانِ. وَالَّذَيْنِ. وَالَّتِي. وَالَّتَانِ. وَالَّتَيْنِ
وَالَّذِي وَالَّذِي

ایک مذکر، دو مذکر، دو مذکر، بہت سے ذی علم، ایک مؤنث، دو مؤنث، دو مؤنث،
بہت سی مؤنث، بہت سی مؤنث، غیر ذی عقل، مذکر و مؤنث۔

وَمَا وَمَنْ وَأَيُّ وَإِيَّاهُ وَالْفِ لَامُ بِمَعْنَى الَّذِي دَرِاسْمُ فَاعِلٍ وَاسْمُ مَفْعُولٍ
چوں الضاربُ وَالْمَضْرُوبُ وَذُو بِمَعْنَى الَّذِي دَرِاسْمُ فَاعِلٍ وَاسْمُ مَفْعُولٍ
ذُو ضَرْبِكَ بِدَانِكِ أَيْ وَإِيَّاهُ مُعْرَبٌ اسْت۔

اور الف لام بمعنی الَّذِي اسم فاعل اور اسم مفعول میں جیسے الضاربُ
اور الْمَضْرُوبُ اور ذُو بمعنی الَّذِي لغت بنی طی میں جیسے جَاءَ بَنِي ذُو ضَرْبِكَ
جان لو کہ اُی اور اِیَّةُ مُعْرَبٌ ہیں۔

(الَّذِي) اسم موصول برائے واحد مذکر مثنیٰ بر سکون۔ (الَّذَانِ) اسم موصول
برائے تثنیہ مذکر (بحالِ رفع) مثنیٰ بر کسر (الَّذَيْنِ) اسم موصول برائے تثنیہ
مذکر (بحالِ نصب وجر) مثنیٰ بر کسر (الَّذَيْنِ) اسم موصول برائے جمع مذکر عاقل مثنیٰ

برفتح۔ (اَلْتَّيْنِ) اسم موصول برائے واحد مؤنث مبنی بر سکون۔ (اَلتَّانِ) اسم موصول برائے ثنئیہ مؤنث (بجالت رفع) مبنی بر کسر۔ (اَلتَّيْنِ) اسم موصول برائے ثنئیہ مؤنث (بجالت نصب وجر) مبنی بر کسر۔ (اَللَّائِيْنِ) اسم موصول برائے جمع مؤنث مبنی بر سکون۔ (اَللَّوَايِيْنِ) اسم موصول برائے جمع مؤنث مبنی بر سکون۔ (مَا) اسم موصول برائے غیر ذی عقل غالباً مبنی بر سکون۔ (مَنْ) اسم موصول برائے ذی عقل مبنی بر سکون۔ یہ دونوں واحد، ثنئیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لئے آتے ہیں (آئے) اسم موصول برائے مذکر و مؤنث۔ (آئے) اسم موصول برائے مؤنث۔ یہ دونوں بھی واحد، ثنئیہ، جمع، تینوں کے لئے آتے ہیں نیز (آئے) مذکر و مؤنث دونوں کے لئے اور (آئے) صرف مؤنث کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ رضی میں ہے (وَإِذَا أَرِيدَ بِهِ الْمُسَوِّتُ جَاَزَ الْحَاقُ التَّاءُ بِهِ مَوْضُوعًا كَانَ أَوْ اسْتَفْهَمًا أَوْ غَيْرَ هُمَا لَقِيْتُ أَيُّهُنَّ لَقِيْتُ وَأَيُّهُنَّ لَقِيْتُ) (اھ) لیکن اس ترکیب میں معرب ہیں کیونکہ جب صلہ جملہ فعلیہ ہو تو بالا جماع معرب ہوتے ہیں کمافی حاشیۃ الصبان جلد اول صفحہ ۱۳۷۔

سوال: جب (آئے) اور (آئے) معرب ہیں تو ان کو مبنیات میں کیوں بیان کیا؟

جواب: ایک صورت میں مبنی ہوتے ہیں اور تین صورتوں میں معرب۔ اُس ایک صورت کے پیش نظر مبنیات میں ذکر کیا اور تین کے پیش نظر تصریح کر دی کہ معرب ہیں وہ ایک صورت یہ ہے کہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ مذکور اور صدر صلہ محذوف ہو جیسے اضربُ ایُّہم قائم اس میں (قائم) سے پہلے صدر صلہ (ہو) محذوف ہے۔ ترکیب یوں کی جائے گی۔ (اضربُ) فعل امر حاضر معروف۔ مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں اُنسٹ پوشیدہ جس میں (اُن) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محل مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (آئے) اسم موصول مبنی بر ضم منصوب محل مضاف (ہم) میں (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محل مبنی بر ضم راجع

بسوئے غالب مثلاً زید و عمرو و خالد۔

(میسم) علامت جمع مذکر تثنیٰ بر سکون (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل مہذوف مبتدا مرفوع محلا تثنیٰ بر فتح راجع بسوئے اسم (قَائِمٌ) اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا تثنیٰ بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ (آئی) اسم موصول اپنے مضاف الیہ اور صلہ سے مل کر مفعول بہ۔

(اضرب) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اور معرب ہونے کی تین صورتیں یہ ہیں۔

اول: یہ کہ (آئی) مضاف ہو اور صدر صلہ مذکور جیسے اضرب ایتھم ہو قَائِمٌ اس کی ترکیب حسب سابق ہوگی صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں (آئی) تثنیٰ نہیں۔

دوم: یہ کہ (آئی) مضاف نہ ہو اور صدر صلہ مذکور جیسے اضرب ایتھو قَائِمٌ۔

سوم: یہ کہ (آئی) نہ مضاف ہو نہ صدر صلہ مذکور جیسے اضرب ایتھ قَائِمٌ اس کی ترکیب یوں کریں گے (اضرب) بترکیب معلوم (ایٹا) اسم موصول مضاف تثنیٰ عوض مضاف الیہ اور (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل مہذوف مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ (ایٹا) اسم موصول اپنے عوض مضاف الیہ اور صلہ سے مل کر مفعول بہ باقی معلوم۔ اور دوم کی یوں کہ (ایٹا) اسم موصول اپنے عوض مضاف الیہ اور صلہ سے مل کر مفعول بہ۔ باقی معلوم۔

الف لام بمعنی (الذی) اسم فاعل اور اسم مفعول پر ہوتا ہے جیسے الضارب

بمعنی الذی ضرب یا الذی یضرب الان یا الذی یضرب

غدا مثلاً اور (المضروب) بمعنی الذی ضرب یا الذی یضرب الان یا الذی

یضرب غدا مثلاً اسم فاعل اور اسم مفعول کا صیغہ واحد مذکر کا ہے تو الف لام

بمعنی (أَلْدِي) اور واحد مؤنث کا ہے تو بمعنی (أَلْتِي) ہوگا اور ثنئیہ مذکر میں بمعنی (أَلْدَانِ) یا (أَلْدَيْنِ) اور مؤنث میں بمعنی (أَلْدَانِ) یا (أَلْدَيْنِ) اور جمع مذکر میں مفعول بمعنی فعل ماضی یا حال یا استقبال ہوتے ہیں اور (ذُو) بمعنی (أَلْدِي) یعنی بمعنی اسم موصول قبیلہ بنی طی کی لغت میں آیا ہے جَاءَ نِي ذُو ضَرَبَكَ۔

ترکیب:

(جَاءَ نِي) ترکیب معلوم (ذُو) اسم موصول مثنی برسکون (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مثنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب اُس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنی برفتح راجع بسوئے اسم موصول (كَاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مثنی برفتح (ضَرَبَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل۔ مرفوع محلا (جَاءَ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میرے پاس وہ آیا جس نے تجھ کو مارا۔

قبیلہ بنی طی کے (اکثر و بیشتر استعمال میں یہ (ذُو) واحد، ثنئیہ، جمع و مؤنث سب کے لئے آتا ہے جیسے جَاءَ نِي ذُو ضَرَبَكَ اور جَاءَ نِي ذُو ضَرَبُوكَ اور جَاءَ نِي ذُو ضَرَبَتَكَ جَاءَ نِي ذُو ضَرَبَتَاكَ جَاءَ نِي ذُو ضَرَبَتِكِ اور تینوں حالت رفع، نصب، جر میں (ذُو) ہی رہتا ہے کدنی ہے۔

اور کبھی (ذُو) کو صرف واحد، ثنئی، مجموعہ مذکر کے لئے استعمال کرتے ہیں اور واحد ثنئیہ، جمع مؤنث کے لئے لفظ (ذات) مضموم اور کبھی اس (ذُو) کو اُس (ذُو) کی طرح معرب استعمال کرتے ہیں جواہر سائے ستہ مکمرہ میں آنے والا ہے جس کے معنی ہیں (صاحب) جیسے:

ذُو مَالِ بمعنی صاحب مَال یعنی واحد مذکر کے لئے (ذُو) اور ثنیہ کے (ذَوَانِ) اور جمع کے لئے (ذَوُؤُنِ) اور اذْوَاءُ اور واحد مؤنث کے لئے (ذَاتِ) اور ثنیہ مؤنث کے لئے (ذَوَاتَانِ) اور جمع کے لئے (ذَوَاتِ) اور حالت رفع میں (ذُو) اور بحالت نصب میں ذَا اور بحالت جر (ذِی)۔

تنبیہ ۳۲ تا ۳۵:

المصباح المنیر اور مہر منیر دونوں میں کہ (الضَّارِبُ) الَّذِیْ هُوَ ضَارِبٌ یَا اَلَّذِیْ ضَرَبَ کے معنی میں ہے اور الْمَضْرُوبُ الَّذِیْ هُوَ مَضْرُوبٌ یَا اَلَّذِیْ ضَرَبَ کے معنی میں ہے۔

اقول:

دونوں میں اول تقدیر غلط ہے کہ (الضَّارِبُ) میں الف لام بمعنی (الَّذِیْ) ہے اور (ضَارِبُ) بمعنی فعل ماضی یا حال یا استقبال۔ کَمَا مَرَّ۔

اسی طرح (الْمَضْرُوبُ) میں پھر یہ (هُوَ) کہاں سے ٹھوس دیا۔ یہ اپنی طرف سے ٹھوس ٹھانس مسائل سے ناواقف ہونے پر مبنی ہے۔

نیز المصباح المنیر میں ہے کہ ای وایہ جہا اسم موصول نہیں بنتے بلکہ ان کا مضاف الیہ ضمیر جمع مذکر غائب نہیں ہوتا۔ صرف (ای) کا ہوتا ہے اور (ایہ) کا ضمیر جمع مؤنث عائشہ (هَسَنٌ)۔ نیز اسی میں ہے کہ (اَیُّ) ندا اور جواب ندا کے درمیان برائے فصل آتا ہے جیسے (یَا اَیُّهَا الرَّجُلُ) یہ بھی غلط بلکہ اغلط ہے۔ جواب ندا کے معنی سمجھ نہیں اور شرح لکھنے بیٹھ گئے۔ اس میں (اَیُّ) حرف ندا (یا) اور (الرَّجُلُ) کے درمیان فاصل ہے اور (الرَّجُلُ) جواب ندا نہیں۔ بلکہ منادی معرف بلام ہے جواب ندا تو جملہ ہوتا ہے اور (الرَّجُلُ) جملہ نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ

یہ ہی مکتب وہی مکتب ☆ حال طفلان زیوں شدہ است

چہارم اسمائے افعال و آں بر دو قسم است اول بمعنی امر حاضر چوں رُوَيْدَ وَبَلَّهَ وَحَيْهَلْ وَهَلَمْ دوم بمعنی فعل ماضی چوں هَيَّهَاتَ وَشَتَّانَ۔

چوتھی قسم اسمائے افعال اور یہ دو قسم پر ہیں اول بمعنی امر حاضر معروف جیسے رُوَيْدَ وَبَلَّهَ وَحَيْهَلْ وَهَلَمْ دوم بمعنی فعل ماضی جیسے هَيَّهَاتَ وَشَتَّانَ۔

(رُوَيْدَ) بمعنی (امہل) امر حاضر معروف متعدی ہے جیسے رُوَيْدَ زَيْدًا زید کو ضرور مہلت دو۔

ترکیب:

(رُوَيْدَ) اسم فعل مبنی بر فتح۔ مبتدا مرفوع محلا اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر۔ مرفوع محلا مبنی بر سکون تا علامت خطاب مبنی بر فتح۔ (زَيْدًا) مفعول بہ (رُوَيْدَ) اسم فعل مبتدا اپنے مفعول بہ اور قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ اور (بَلَّهَ) بمعنی (دَع) امر حاضر معروف یہ بھی متعدی ہے جیسے بَلَّهَ زَيْدًا زید کو ضرور چھوڑ دو۔ اس کی ترکیب بھی اسی طرح ہوگی۔

حَيْهَلْ بمعنی (اَيْت) امر حاضر معروف یہ بھی متعدی ہے جیسے حَيْهَلْ الصَّلٰوةَ نماز کے لئے آؤ جس کی ترکیب بھی حسب سابق۔

(هَلَمْ) بمعنی (اَحْضِرْ) امر حاضر معروف یہ بھی متعدی ہے جیسے (هَلَمْ شَهِدَاءَ کُمْ) اپنے گواہوں کو حاضر کرو۔ واحد، ثنئیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لئے براستعمال (هَلَمْ) ہی آتا ہے۔

اسی طرح مذکورہ اسمائے افعال۔ یہاں پر بقرینہ (شَهِدَاءَ کُمْ) جمع مذکر کے لئے ہے نظر بر آں (هَلَمْ) میں اَنْتُمْ پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون قائم مقام خبر (تا) علامت خطاب مبنی بر ضم (میم) علامت

جمع مذکر مثنیٰ بر سکون اور (هَيْهَاتَ) بمعنی (بَعْدَ) فعل ماضی معروف لازم ہے جیسے
 هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيدِ۔ بلا شک دور ہو گیا عید کا دن
 (هَيْهَاتَ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلا مثنیٰ بر فتح (يَوْمُ) مضاف (الْعِيدِ) مضاف
 الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل قائم مقام خبر (هَيْهَاتَ) اسم فعل
 مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(شَتَانِ) بمعنی (افْتَرَقَ) فعل ماضی معروف لازم ہے اور کم از کم دو فاعل
 کا مقتضی کہ افتراق دو سے کم میں متحقق نہیں ہوتا۔ جیسے شَتَانِ زَيْدٌ وَعَمْرُو۔ بیشک
 زید و عمرو جدا ہو گئے۔ ترکیب حسب سابق اور کبھی (شَتَانِ) بمعنی (بَعْدَ) آتا ہے جیسے
 شَتَانِ مَا بَيْنَهُمَا۔ اس میں (مَا) سے مراد (بَیْنِ) بمعنی (دوری) نظر بر آں معنی یہ
 ہوئے کہ بیشک اُن دونوں میں دوری ہو گئی۔

مخفی نہ رہے کہ تمام اسمائے افعال بمعنی امر ہوں یا بمعنی ماضی، معنی تاکید پر مشتمل
 ہوتے ہیں۔ اسی واسطے ہم نے ہر ایک کے ترجمے میں تاکید کا لحاظ رکھا ہے۔

تنبیہ ۳۶:

المصباح المنیر اور مہر منیر میں قدرے اختلاف لفظی کے ساتھ ہے اور بہت
 سے اسمائے افعال ہیں جو امر حاضر کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً اَتَعَالَ کہ
 اِیْتِ (تو آ کے معنی میں ہے۔)

اقول:

یہ غلط ہے کہ (تَعَالَ) اسم فعل نہیں بلکہ یہ باب تفاعل سے امر حاضر معروف
 کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ جس کو بمعنی (اِیْتِ) استعمال کرتے ہیں۔

یہ اصل میں (تَعَالَى) تھا بروزن (تَقَابُلُ) بوجہ وقف اس کا ضمہ گر کر کلام
 ساکن ہو گیا اور اس کی (یا) گری تو (تَعَالَ) رہ گیا۔ حالت وقف میں (تَعَالَ) سکون

لام کہتے ہیں۔ غلط بیانی دیوبندی صاحبان کے یہاں گاہِ اَعْنُ گاہِ چلی آرہی ہے۔

عقائد کے بیان میں غلط بیانی کرتے رہے۔ اب لغت عرب وغیرہ میں غلط بیانی شروع کر دی۔

اور دونوں صاحبوں کی اُردوئے معلیٰ ملاحظہ ہو کہ فرماتے ہیں (امر حاضر کے معنوں میں) ایسی زبان پر دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علماء دیوبند سے اردو سیکھی۔ لکھنؤ کی نکسالی زبان چھوڑ کر سیکھنے کے لئے دیوبند کی اردو رہ گئی تھی جہاں روٹی کو (رتی) اور گاڑی کو (گڈی) بولتے ہیں۔ تف بدیں مذہب ناپاک و بریں گندہ خیال۔

ارے بے ادب! وہ تو اس سیکھنے سے پاک تھے۔ اُن کو تو سب کچھ اللہ عز و جل نے ہی سکھایا۔

تعلیم جبریل امیں تھی برائے نام

حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

ان دیوبندی شروع کو دیکھ کر طلبہ کے علم میں ترقی ہوگی یا جہل میں۔ سچ ہے کہ

یہ ہی مکتب و ہی مِلّٰ

حال طفلان زبوں شدہ است

پنجم اسمائے اصوات چوں اُخْ اُخْ وَاُفْ وِبَغْ وِنَغْ وِعَاقِ۔

پانچویں قسم اسمائے اصوات جیسے اُخْ اُخْ اور اُفْ اور بَغْ اور نَغْ

اور عَاقِ۔

اسم صوت وہ لفظ ہے جو کسی امر عارض کے وقت انسان کی زبان سے طبعی

طور پر صادر ہو جیسے بروقت شدید کھانسی (اُخْ اُخْ)۔

اور بروقت تکلیف و کراہت (اُف) اور بروقت خوشی (بِخ) اور (بِخِ بَخ) بھی بروقت مبالغہ بولتے ہیں یا وہ لفظ جس سے کسی حیوان کو آواز دی جائے جیسے اونٹ کو بٹھانے کے لئے:

(نُخ) یا (نُخ) یا (نُخ) یا وہ لفظ جو کسی آواز کی حکایت ہو جیسے (عاق) آواز زاغ کی حکایت ہے۔

مخفی نہ رہے کہ (اُف) اسم فعل بھی ہے۔

اس تقدیر پر بمعنی (اَتَضَجُّوْا) یا (اَتَكُوْا) ہوتا ہے جو بمعنی (تَضَجُّوْا) اور (تَكُوْهُنَّ) ہیں تاکہ اسم فعل امر حاضر معروف اور ماضی معروف میں منحصر رہے۔ آیت کریمہ (فَلَا تَقْلُ لَهُمْ اُفًا) میں دونوں ہو سکتا ہے اسی واسطے مفسرین دونوں کے ساتھ تفسیر فرماتے ہیں۔ بہر دو تقدیر حاصل معنی یہ کہ ماں باپ کے ساتھ انتہائی ادب ضروری ہے حتیٰ کہ ایسا کلمہ بھی زبان پر نہ لایا جائے جس سے معلوم ہو کہ اُن کی جانب سے تمہارے دل میں گرانی ہے۔

تنبیہ ۳:

المصباح الممیر اور مہر منیر میں اسمائے اصوات کی تعریف بایں الفاظ بیان فرمائی ہے کہ (اصطلاح میں ان اسموں کو اصوات کہتے ہیں جو کھلی کی آواز نقل کرنے کے لئے یا کسی جانور وغیرہ کو پکارنے کے لئے استعمال کئے جائیں)۔

اقول:

یہ تعریف ناقص ہے کہ (اُخ اُح) اور (اُف) اور (بِخ) پر صادق نہیں۔ کیونکہ یہ تینوں نہ تو کسی آواز کی نقل ہیں نہ کسی جانور وغیرہ کو پکارنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ نیز (جانور وغیرہ) میں (وغیرہ) کیا چیز ہے اور اس (وغیرہ) کو پکارنے کے لئے کون سا اسم استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ دیوبندی اضافہ ہے جس کا لغت عرب

میں پتہ نہ کتب نحو میں نشان۔ اسی واسطے ہے ظاہر البطلان۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

ششم اسمائے ظروف، ظروف زمان چوں اذ و اذّا و متّی و کَیْف و اَیَّان و اَمْس و مُنْذ و مُنْذ و قَط و عَوْض و قَبْل و بَعْد و تَکِیْک مضاف باشد و مضاف الیہ محذوف منوی باشد و ظروف مکان چوں حَیْث و قَدْام و تَحْتَ و فَوْق و تَکِیْک مضاف باشد و مضاف الیہ محذوف منوی باشد۔

چھٹی قسم اسمائے ظروف، ظرف زمان جیسے اذ و اذّا و اذّا و متّی اور کَیْف اور اَیَّان اور اَمْس اور مُنْذ اور مُنْذ و قَط اور عَوْض اور قَبْل اور بَعْد جب کہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف منوی ہو اور ظروف مکان جیسے حَیْث اور قَدْام اور تَحْتَ اور فَوْق جس وقت مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔

اسم ظرف دو قسم پر ہے اول وہ جو کسی خاص فعل کے زمان یا مکان پر دلالت کرے یہ (مَفْعَل) یا (مَفْعِل) کے وزن پر آتا ہے جیسے مَضْرِبُ اس کے معنی ہیں مارنے کا وقت یا مارنے کی جگہ۔ یہی نہیں۔

دوم وہ جو کسی خاص فعل کے زمان یا مکان پر دلالت نہ کرے بلکہ ان کی دلالت مطلقاً زمانہ یا مکان پر ہوتی ہے۔ یہاں پر ایسے ہی اسمائے ظروف کا بیان مقصود ہے جو جہتی ہوتے ہیں۔ یہ دو قسم پر ہیں۔

اول ظروف زمان جیسے (اذ) اسم زمان مبنی بر سکون برائے زمانہ ماضی جیسے قَدِمْ زَیْدٌ اذْ عَمَرُوْنا نَیْمٌ زید سفر سے واپس آیا جب کہ عمر و سوراہا تھا اور (اذّا) اسم زمان مبنی بر سکون برائے زمانہ مستقبل جیسے اَیْنِکَ اِذَا الشَّمْسُ طَالَعَتْ میں تمہارے پاس آؤں گا جب کہ آفتاب طلوع ہوگا اور (متّی) اسم زمان مبنی بر سکون برائے

استفہام جیسے مَتٰی صَلَّیْتَ۔ تم نے کب نماز پڑھی اور مَتٰی قُضِیَ تم کب نماز پڑھو گے۔

اور (کَيْفَ) اسم ظرف (بجائز مبنی بر فتح حالت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے کَيْفَ يَقُومُ زَيْدٌ کیسے کھڑا ہوتا ہے زید یعنی سہارے سے یا بغیر سہارے۔ اس ترکیب میں بتا بر حال منصوب محلا ہوتا ہے اور کَيْفَ زَيْدٌ کیسے ہے یعنی تندرست ہے یا بیمار۔ اس ترکیب میں بتا بر خبریت مرفوع محلا ہوتا ہے اور (اَيَّانَ) اسم ظرف برائے زمانہ مستقبل مبنی بر فتح جیسے اَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ۔ جزا کا دن کب ہوگا اور (اَمْسٍ) اسم ظرف بمعنی کل گذشتہ مبنی بر کسر۔ اور (مُنْذُ) اور (مُنْذُ) دونوں اسم طرف ہیں۔

اسم مبنی بر سکون۔ دوم مبنی بر ضم۔

دونوں کبھی فعل مقدم کی اول مدت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں جیسے مَا رَأَيْتُهُ مُذْ يَأْمُرُكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ میں نے اُس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا یعنی اُس کو نہ دیکھنے کی اول مدت یوم جمعہ ہے۔ اور کبھی جمع مدت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں جیسے مَا رَأَيْتُهُ مُذْ يَأْمُرُكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ میں اُس کو دو دن سے نہیں دیکھا۔ یعنی نہ دیکھنے کی کل مدت دو دن ہے اور (قَطُّ) اسم طرف مبنی بر ضم۔ فعل ماضی متنی کے لئے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لئے کہ فعل ماضی گذشتہ تمام زمانوں میں متنی ہے جیسے مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ میں نے اُس کو کبھی نہیں دیکھا اور (عَوَضُ) اسم طرف ہے فعل مستقبل متنی کے لئے آتا ہے یعنی یہ بیان کرنے کے لئے کہ فعل تمام آنے والے ازمہ میں متنی ہے جیسے لَا أَرَاهُ عَوَضُ میں اُس کو کبھی نہ دیکھوں گا اور (قَبْلُ) اور بَعْدُ اسم طرف ہیں یہ دونوں اور (عَوَضُ) اُس وقت مبنی بر ضم ہوتے ہیں جب کہ ان کا مضاف الیہ عبارت سے حذف کر دیا جائے اور اس کے معنی مراد ہوں۔

دوم ظرف مکان (حَيْثُ) اسم ظرف برائے مکان مبنی بر ضم جیسے اَصَلْتُ حَيْثُ صَلَّيْتُ میں نماز پڑھتا ہوں جہاں تم نے نماز پڑھی تھی۔ اور (قَدْ اَمَّ) اسم ظرف برائے مکان بمعنی (پیش) اور (تَحْتَ) اسم ظرف برائے مکان بمعنی زیر اور (فَرْقُ) اسم ظرف برائے مکان بمعنی بالا۔ یہ چاروں اُس وقت مبنی بر ضم ہوتے ہیں جب کہ ان کا مضاف الیہ حذف کر دیا جائے اور اُس کے معنی مراد ہوں جیسے بروقت قرینہ هَذَا اَقْدَامُ عِنِّي (قَدْ اَمَّكَ) یہ تمہارے سامنے ہے اور هَذَا اَتَحْتَ یعنی (تَحْتُكَ) یہ تمہارے نیچے ہے اور هَذَا اَفَوْقُ یعنی (فَوْقُكَ) یہ تمہارے اوپر ہے۔

تختی نہ رہے کہ (حَيْثُ) مثال مذکورہ میں مبنی بر ضم ہے اور اُس کا مضاف الیہ حقیقۃً عبارت میں مذکور نہیں کہ وہ مصدر ہے جس کو جملہ مابعد متضمن ہوتا ہے اور وہ عبارت میں مذکور نہیں لیکن اُس کے معنی مراد ہیں۔

تنبیہ ۴۶۵۳۸:

المصباح المنیر میں ہے کہ ظرف زمان کی دو قسم ہیں۔

اول ظرف زمان جو معین زمانہ پر دلالت کرتے ہیں جیسے

يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَوَقْتُ الظُّهْرِ السَّاعَةُ الْيَوْمَ وغیرہ یہ بے شمار ہیں اور یہ

سب کے سب معرب ہیں۔ ان کو نحو میر میں بیان نہیں کیا گیا۔

اقول:

یہ دونوں باتیں غلط ہیں کیونکہ (اَمْسَ) معین زمانہ پر دلالت کرتا ہے

اور معرب نہیں بلکہ مبنی ہے اور نحو میر میں مذکور بھی ہے پھر فرمایا:

دوم وہ ظرف زمان ہیں جو مبہم زمانے کو بتاتے ہیں ان میں کوئی تعین

نہیں ہے اور یہ سب کے سب مبنی ہوتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے، وقت زمان، چین یہ

سب کے سب مبہم زمانے پر دلالت کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں کوئی بھی مبنی نہیں پھر فرمایا (اس طرح مساء بمعنی شام بھی اسم ظرف مبنی ہے) یہ بھی غلط ہے کہ (مساء مبنی نہیں بلکہ معرب ہے کما فی الرضی جلد دوم صفحہ ۷۱)۔

پھر المصباح المنیر میں فرمایا کہ (عَوَضٌ) اسم ظرف بمعنی (ہرگز) یہ فعل مضارع کے بعد استعمال ہوتا ہے اور یہ زمانہ مستقبل میں نفی استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔

اور مہر منیر میں ہے کہ عوض عین کے فتح اور ضاد معجمہ کے ضمہ کے ساتھ بمعنی (کبھی) ہرگز دونوں صاحبان کا (عَوَضٌ) کو بمعنی (ہرگز) قرار دینا غلط ہے کیونکہ لفظ (ہرگز) تاکید نفی کے لئے آتا ہے اور (عَوَضٌ) میں تاکید نہیں۔

پھر اول صاحب کا یہ فرمانا بھی غلط ہے کہ (نفی استغراق کا فائدہ دیتا ہے) بلکہ یوں کہنا تھا کہ (استغراق نفی کا فائدہ دیتا ہے)۔

پھر اول صاحب نے فرمایا کہ (دوسرے وہ ظروف مکان جواہام کے ساتھ مکان پر دلالت کرتے ہیں وہ سب کے سب مبنی ہوتے ہیں یہ حکم فی نفسہ بھی غلط ہے کہ لفظ مکان بھی ظرف مکان ہے اور اہام کے ساتھ مکان پر وال۔ پھر بھی مبنی نہیں۔ قرآن کریم میں ہے وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ اور یہ حکم علی الاطلاق بھی غلط کہ (فوق) اور (نحت) اور (قدام) کا مضاف الیہ اگر مذکور ہو تو مبنی نہیں ہوتے بلکہ معرب ہوتے ہیں یہ بات تو اسی نحو میر کے ارشاد (وقتیکہ..... الخ) سے مستفاد ہوتی ہے جس کی شرح فرما رہے ہیں لیکن استفادہ کے لئے جو ہر لطیف درکار اور اس کا یہاں پر فقدان بسیار۔

نیز مہر منیر میں (کیف) کے متعلق فرمایا کہ شیخ رضی نے لکھا ہے کہ ”انفخ کے مذہب پر کیف ظرف ہے۔“ (کیونکہ ان کے نزدیک یہ استفہام کے

ساتھ (علی) کے معنی کو متضمن ہے، اگر یہ نشان زدہ عبارت شیخ رضی کے مقولہ میں داخل ہے تو یہ شیخ رضی پر افتراء ہوا کہ انہوں نے یہ نہیں لکھا ہے۔ انہوں نے تو جلد دوم صفحہ ۱۰۹ پر یہ لکھا ہے کہ (کیف) بمعنی (علی آئی حال) ہے اور اگر یہ عبارت شیخ رضی کے مقولہ میں داخل نہیں تو یہ امام انفس پر افتراء ہے جو دیوبندی صاحبان عادیہ کیا کرتے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

ہفتم اسمائے کنایات چوں کم و کذا کنایت از عدد و کثرت و ذیئت

کنایت از حدیث۔

ساتویں قسم اسمائے کنایات جیسے کم و کذا کنایہ عدد سے اور کثرت

اور ذیئت کنایہ بات سے۔

ساتویں قسم اسمائے کنایات ہیں۔ یہ (کنایہ) کی جمع ہے۔

لغت اور اصطلاح دونوں میں اس کے معنی ہیں معین چیز کو ایسے لفظ سے تعبیر کرنا جو اس پر صراحت و دلالت نہ کرے اور اس سے بھی ہر ایسا اسم مراد نہیں بلکہ مخصوص اسماء جن کا بیان آئندہ آ رہا ہے اور وہ از قبیل مبیات ہیں جیسے (کم) اور (کذا) یہ عدد مبہم پر دلالت کرتے ہیں۔ دونوں مبنی بر سکون۔ (کم) دو قسم پر ہے

اول استفہامیہ جیسے (کم رجلاً عندک) تمہارے پاس کتنے مرد ہیں؟

دوم خبریہ جیسے کم دار بنیٹ۔ کتنے گھر بنا ڈالے میں نے اور عندی

کذا ادرہما میرے پاس اپنے درہم ہیں۔

(کم) استفہامیہ اور (کذا) کا مابعد بنا بر تمیز منصوب ہوتا ہے۔

یہ دونوں مضاف نہیں ہوتے اور (کم) خبریہ کا مابعد مضاف الیہ ہونے کی

بناءً پر مجرور اور (کم) خبریہ مضاف ہوتا ہے اور (کَيْتُ) اور (ذَيْتُ) مبہم بات پر دلالت کرتے ہیں اور مثنیٰ بر فتح اور دونوں واو عطف کے ساتھ مکرر مستعمل ہوتے ہیں جیسے قُلْتُ كَيْتُ وَ كَيْتُ يَاقُلْتُ ذَيْتُ وَ ذَيْتُ۔ دونوں کے معنی میں نے ایسا ایسا کہا (کم) وغیرہ کی طرح ان کی تمیز نہیں آتی۔

تنبیہ ۴۷ تا ۴۹:

المصباح المنیر میں ہے کہ (كَمْ وَ كَذَا) دونوں مضاف واقع ہوا کرتے ہیں اور ان کا مابعد مضاف الیہ واقع ہوتا ہے جیسے كَذَا ذِرْهُمَا عِنْدِي۔ (اتنے اتنے درہم ہیں میرے پاس) كَمْ ذِرْهُمَا عِنْدَكَ (کتنے درہم ہیں تیرے پاس)

اقول:

یہ غلط ہے کہ (كَذَا) اور (كَمْ) استفہامیہ مضاف نہیں ہوتے اور نہ ان کا مابعد مضاف الیہ۔ بصیرت کا فقدان تو ہے ہی بصارت بھی کمزور پڑ گئی۔ دونوں مثالوں میں مابعد کو یعنی (ذِرْهُمَا) کو منصوب ذکر کیا ہے اور فرمایہ چکے کہ مابعد مضاف الیہ واقع ہوتا ہے۔

لا حول و لا قوۃ تم بھی کوئی انساں ہو

تحریر شرح اور تم لا حول و لا قوۃ

پھر مثال اول کے ترجمے میں فرماتے ہیں (اتنے اتنے درہم ہیں میرے پاس) یہ (اتنے) کی تکرار کہاں سے آگئی۔ مثال میں تو (كَذَا) مکرر نہیں ترجمہ بھی صحیح نہیں آتا اور شرح لکھنے بیٹھ گئے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہی ملا ☆ حال طغلاں زبوں شدہ است

ہشتم مرکب بنائی چوں اَحَدَ عَشَرَ۔

آٹھویں قسم مرکب بنائی جیسے اَحَدَ عَشَرَ۔

اس مرکب کو (بنائی) کہتے ہیں جس کا (بنائی) اسم منسوب ہے جس کے معنی ہیں بنا والا اور یہ (بنا) والا بایں معنی ہیں کہ دونوں جز مبنی ہوتے ہیں۔

مرکب بنائی کی تعریف یہ ہے کہ وہ مرکب جس کا جز وثانی حرف عطف کے معنی کو خود متضمن ہو یا اُس کی اصل یا کسی اور حرف کے معنی کو متضمن ہو۔ حرف عطف کے معنی کو خود متضمن ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ کہ اصل میں (اَحَدٌ وَ عَشَرَ) تھا یا اُس کی اصل متضمن ہو جیسے حَادِیْ عَشَرَ کہ اس کا جز وثانی خود تو متضمن نہیں بلکہ اس کی اصل یعنی (اَحَدَ عَشَرَ) متضمن ہے کیونکہ (حَادِیْ عَشَرَ) بنا ہے (اَحَدَ عَشَرَ) سے۔

اسی طرح (ثَانِیْ عَشَرَ) بنا ہے (اِثْنَا عَشَرَ) سے اور (ثَالِثَ عَشَرَ) بنا ہے (ثَلَاثَةَ عَشَرَ) سے (رَابِعَ عَشَرَ) بنا (اَرْبَعَةَ عَشَرَ) سے اسی طرح (تَاسِعَ عَشَرَ) تک اور کسی دوسرے حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے یَئِثْ یَئِثْ کہ اصل میں (یَئِثْ یَئِثْ) تھا اور یہ اصل میں (یَئِثْ یَئِثْ) ملاصق لَیْثِکَ ہے تو (یَئِثْ) ثانی لام حرف جار کے معنی کو متضمن ہے۔

جس مرکب بنائی کا جز وثانی حرف عطف کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اُس کو مرکب عددی کہتے ہیں اور یہ باختلاف صیغہائے مذکر و مؤنث (اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ) تک اور (حَادِیْ عَشَرَ) سے (تَاسِعَ عَشَرَ) تک ہے۔ یعنی کل اٹھارہ صیغے ہیں۔ ان کے دونوں جز مبنی بر فتح ہوتے ہیں بجز (اِثْنَا عَشَرَ) کہ اُس کا جز و اول معرب ہے۔ بحالت رفع (اِثْنَا عَشَرَ) اور بحالت نصب و جر (اِثْنِیْ عَشَرَ) اور جز وثانی مبنی بر فتح۔ الحاصل مرکب بنائی دو قسم پر ہے۔

اول وہ جو خود یا باعتبار اصل حرف عطف کے معنی پر مشتمل ہو اور یہ اٹھارہ صیغے ہیں۔

دوم وہ جو کسی دوسرے حرف کے معنی کو متضمن ہو۔

تنبیہ ۵۰ تا ۵۳:

المصباح المنیر میں ہے کہ مرکب بنائی کا تعلق صرف اُن اعداد سے ہے جن میں حرف عطف واو پوشیدہ ہوتا ہے اور اس حرف کے معنی کی وجہ سے اس مرکب کا نام مرکب بنائی ہے۔ اعداد میں اَحَدَ عَشَرَ سے لے کر تِسْعَةَ عَشَرَ تک مرکب بنائی کہلاتا ہے۔

اقول:

مندرجہ بالا چاروں باتیں غلط ہیں۔

اول اس لئے کہ مرکب بنائی غیر اعداد میں بھی ہوتا ہے۔ جیسے بَيْتٌ بَيْتٌ كَمَا مَرَّ۔
دوم اس لئے کہ جن اعداد میں (واو) حرف عطف پوشیدہ نہیں ہوتا وہ بھی مرکب بنائی ہیں جیسے خَادِي عَشَرَ وغیرہ۔

سوم اس لئے کہ مرکب بنائی کی وجہ تسمیہ اُس حرف عطف کے معنی نہیں بلکہ اُس کے اجزاء کا مثنی ہونا کَمَا مَرَّ۔

چہارم اس لئے کہ اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک میں مرکب بنائی منحصر نہیں بلکہ (خَادِي عَشَرَ سے تَابِعَ عَشَرَ) تک بھی مرکب بنائی ہے۔ یہ ہے ان فاضل دیوبند کی خود انی جو خَوْ غِیْلَات سے ہے مرکب لاثانی۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی مٹلا
حال طفلان زبوں شدہ است

نصل:

بدانکہ اسم برد و ضرب است معرفہ و نکرہ۔ معرفہ آن است کہ موضوع

اشد برائے چیزے معین و آل برہفت نوع ست۔ اول مضمورات۔ دوم اعلام

چوں زَیْد و عمرو و سوم اسمائے اشارات چہارم اسمائے موصولہ و اس دو قسم را مہمات گویند پنجم معرفہ بہ ندا چوں یَا رَجُلُ ششم معرفہ بالف لام چوں الرَّجُلُ ہفتم مضاف بہ یکے ازینہا چوں غَلامُہ و غَلامُ زَیْد و غَلامُ الَّذِی عِنْدِی و غَلامُ الرَّجُلِ و کمرہ آں است کہ موضوع باشد برائے چیزے غیر معین چوں رَجُلٌ و فَرَسٌ۔

جان لو کہ اسم دو قسم پر ہے معرفہ اور کمرہ۔ معرفہ وہ اسم ہے جو خاص کیا گیا ہو معین چیز کے ساتھ اور وہ سات قسم پر ہے۔

پہلی قسم مضمورات دوسری قسم اعلام جیسے زید اور عمرو۔ تیسری قسم اسمائے اشارات۔ چوتھی قسم اسمائے موصولہ اور ان دونوں قسموں کو مہمات کہتے ہیں۔

پانچویں قسم معرفہ بہ ندا جیسے یَا رَجُلُ چھٹی قسم معرفہ بالف و لام جیسے الرَّجُلِ ساتویں قسم مضاف ان میں سے کسی ایک کی طرف جیسے غَلامُہ اور غَلامُ زَیْد اور غَلامُ الَّذِی عِنْدِی اور غَلامُ الرَّجُلِ اور کمرہ وہ اسم ہے جو خاص ہو غیر معین چیز کے ساتھ جیسے رَجُلٌ اور فَرَسٌ۔

(مہمات) یہ جمع ہے (مُبْہَم) کی نہ (مُبْہَمَہ) کی۔ کیونکہ موصوف اسم ہے (اسْمٌ مُبْہَم) نہ (اسْمٌ مُبْہَمَہ)۔

اسمائے اشارہ اور اسمائے موصولہ کو (مہمات) اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے معنی میں (ابہام) یعنی خفا ہوتا ہے جو اسم اشارہ میں بذریعہ صفت یا اشارہ حسیہ زائل کیا جاتا ہے اور اسم موصول میں بذریعہ صلہ۔

اول جیسے کسی متکلم نے کہا هَذَا اَتَا جَرَّیْہَا پر (هَذَا) کے معنی میں (خفا) یعنی پوشیدگی بایں معنی ہے کہ (هَذَا) کے معنی ہیں مفرد مذکر جس کی طرف کسی عضو سے اشارہ کیا جائے۔ یہ زید، عمرو، خالد وغیرہ سے ہر ایک ہو سکتا ہے کسی ایک کو معین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ (هَذَا) کہنے کے ساتھ ساتھ متکلم مثلاً ہاتھ

سے بھی اشارہ کرے۔

اب اگر ہاتھ سے اشارہ زید کی طرف کیا تو وہ مشارالیه قرار پایا اور مذکورہ بالا (خفاء) دور ہو گیا اور اگر عمرو کی جانب تو وہ حکذا۔ اور اگر یوں کیا (هَذَا الَّذِي سَلَّمَ عَلَيَّ الْآنَ تَاجِرٌ) تو (هَذَا) کی صفت ہے۔

دوم جیسے الَّذِي جَاءَ نِي الْآنَ تَاجِرٌ جو میرے پاس ابھی آیا تھا تاجر ہے۔

(الَّذِي) کے معنی میں بھی ابہام ہے کہ اس کے معنی ہیں مفرد مذکر جو زید، عمرو

بکر، خالد میں سے ہر ایک پر صادق آتا ہے۔

جَاءَ نِي الْآنَ کہنے سے وہ (خفا) دور ہوا اور متعین ہو گیا کہ (الَّذِي) کا

مصدق (متکلم کے پاس ابھی آنے والا ہے)۔

غرض کہ اسمائے اشارہ اپنے معنی یعنی مشارالیه کے ابہام کو دور کرنے

میں صفت کے محتاج ہیں یا اشارہ حسیہ کے۔ اور اسمائے موصولہ اپنے صلہ کے۔

(غُلَامُهُ) یہ مضاف بسوئے ضمیر کی مثال ہے (غُلَامٌ زَيْدٌ) یہ مضاف بسوئے علم

کی مثال ہے (غُلَامٌ هَذَا) یہ مضاف بسوئے اسم اشارہ کی مثال ہے (غُلَامُ الَّذِي

عِنْدِي) یہ مضاف بسوئے اسم موصول کی مثال ہے۔ اس میں (عِنْدِي) مضاف

مضاف الیہ سے مل کر (كَيْتٌ) فعل مقدر کا مفعول فیہ ہے (غُلَامُ الرَّجُلِ) یہ مضاف

بسوئے معرفہ بالف ولام کی مثال ہے اور (مضاف بہ یکے ازہنہا) سے مراد وہ

جو معرفہ بہ ندا کے ماسوا کی طرف مضاف ہو کیونکہ معرفہ بہ ندا کی طرف کوئی اسم مضاف

نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ معرفہ بہ ندا منادی ہوتا ہے۔ جب کوئی اسم اُس کی طرف

مضاف ہوگا تو معرفہ بہ ندا منادی نہ رہے گا وہ اسم منادی ہو جائے گا۔

تنبیہ ۵۲ تا ۵۷:

المصباح المنیر اور مہر منیر دونوں میں بالفاظ مختلفہ ہے کہ (اسمائے اشارات

بغیر مشارالیه کے اور اسمائے موصولہ بدوں صلہ کے سننے والے کی نظر میں مبہم ہوتے ہیں اور اول میں اتنا اور ہے کہ (مشارالیه سے اسمائے اشارہ کی وضاحت ہوتی ہے)۔

اقول:

یہ غلط ہے دونوں صاحبان (مشارالیه) کو نہیں سمجھے۔ سنو اور یاد رکھو، اسم اشارہ کے معنی کو مشارالیه کہتے ہیں۔

کافیہ میں ہے (أَسْمَاءُ الْإِشَارَةِ قَعَاوُضٌ لِّلْمُشَارِإِلِيهِ)

نظر برآں آپ کی اول عبارت کے معنی یہ ہوئے کہ اسمائے اشارات بغیر مشارالیه کے یعنی بغیر اپنے معنی کے سننے والے کی نظر میں مبہم ہوتے ہیں۔

اور دوم یہ کہ اسم اشارہ کی مشارالیه سے یعنی اپنے معنی سے وضاحت ہوتی ہے یہ دونوں باتیں لغو ہیں کسی ذی عقل سلیم سے ان کا صدور ممکن نہیں۔

یہ دونوں فاضل دیوبند اسم اشارہ کی صفت کو مشارالیه سمجھ بیٹھے ہیں جو مشارالیه میں واقع (خفا) کو دور کرتی ہے جیسے ہماری پیش کردہ مثال میں (الَّذِي مَلَمَ عَلِيُّ الْأَنَّى) پھر دونوں نے فرمایا کہ (مبہمات) جمع ہے (مُبْهَمَةٌ) کی یہ غلط ہے کیونکہ یہ (مبہمات) اسماء کی صفات سے ہے تو (مبہم) کی جمع ہوئی جیسے مرفوعات جمع (مرفوع) ہے نہ (مرفوعة) اور منصوبات جمع (منصوب) ہے نہ (منصوبة) اور (مجرورات) جمع (مجرور) ہے نہ (مجرورة)۔

پھر دوسرے صاحب نے غلامُ الَّذِي عِنْدِي کی ترکیب میں فرمایا کہ (عِنْدِي) مضاف (ی) ضمیر متکلم مضاف الیه مضاف اپنے مضاف الیه سے مل کر ثابت مقدر کے متعلق ہو کر صلہ) یہ غلط ہے کیونکہ ظرف جب مقام صلہ میں واقع ہو تو تقدیر فعل واجب ہے تاکہ صلہ جملہ ہو اور (ثابت) جملہ نہیں بلکہ شبہ جملہ ہے۔ کمافی الاشمونی شرح الالفیہ جلد اول صفحہ ۱۶۶۔

پھر اول صاحب نے فرمایا کہ (کبھی قرینہ کی وجہ سے نکرہ شی معین پر دلالت کیا کرتا ہے جیسے عِنْدِي رَجُلٌ۔ یہاں پر ظاہر ہے کہ خاص مرد ہی مراد ہے تو ایسے نکرہ کو نحوی نکرہ حصصہ کہتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے اور نحویوں پر افتراء خالص کسی نحوی نے شی پر دلالت کرنے والے کو نکرہ حصصہ نہیں کہا کہ یہ کھلا ہوا تاقص ہے۔ شی معین پر دلالت ہے اور پھر بھی نکرہ حصصہ دونوں کا اجتماع محال ذاتی جیسے اجتماع سنی و دیوبندی۔ یہاں پر تخصیص کے معنی تقلیل اشتراک جس کو بقائے اشتراک لازم اور تعین کے معنی نفی اشتراک جو عدم بقا کو مستلزم۔

مثال مذکور میں (رَجُلٌ) نکرہ حصصہ بایں معنی نہیں کہ وہ شی معین پر دلالت کرتا ہے اور اگر بایں معنی ہو تو نکرہ نہ رہے گا معرفہ ہو جائے گا بلکہ اس کے حصصہ ہونے کے معنی یہ کما فی الجامی کہ جب (عِنْدِي) کہا تو معلوم ہوا کہ اُس کے بعد وہ چیز مذکور ہوگی جو (صححة الاستقرار عند المتکلم) کے ساتھ موصوف ہو۔

نظر بر آں (عِنْدِي رَجُلٌ) میں واقع (رَجُلٌ) قوت میں رَجُلٌ مَوْصُوفٌ بِصَحَّةِ الْاِسْتِقْرَارِ عِنْدَ الْمُتَكَلِّمِ ہوا۔

یہ نکرہ حصصہ معین پر دلالت نہیں کہ اس میں احتمالات کثیرہ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ زید ہو یا عمرو یا خالد و هَلْ لَمْ جَسْرًا۔ ان فاضلان دیوبندی یہ شروع ہیں یا باطیل و افتراء کا ذخیرہ۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

بدانکہ اسم برد و صنف است مذکر و مؤنث مذکر آں است کہ در و علامت تانیث نباشد چوں رَجُلٌ۔

و مؤنث آں است کہ در و علامت تانیث نباشد چوں اَمْرَاةٌ و علامت تانیث

چار راست (تا) چوں طَلْحَةُ والفق مقصورہ چوں حُبْلَى والفق ممدودہ چوں حَمْرَاءُ
وتائے مقدرہ چوں اَرْضُ کہ دراصل اَرْضَةٌ بودہ است بدلیل اَرْضَةٌ زیراکہ
تصغیر اسماء باصل خود بردو اس را مؤنث سماعی گویند۔

جان لو اسم (متمکن) دو قسم پر ہے مذکر اور مؤنث۔

مذکر وہ اسم (متمکن) ہے جس میں تانیث کی علامت نہ ہو جیسے رجل اور مؤنث
وہ اسم (متمکن) ہے جس میں تانیث کی علامت ہو جیسے امرأۃ اور تانیث کی علامت
چار ہیں (تا) جیسے طَلْحَةُ (میں) اور الف مقصورہ جیسے حُبْلَى (میں) اور الف ممدودہ
جیسے حَمْرَاءُ (میں) اور تائے مقدرہ جیسے اَرْضُ (میں)۔

جو اصل میں اَرْضَةٌ تھا بدلیل اَرْضَةٌ اس لئے کہ تصغیر اسموں کو ان کی اصل کی
طرف پھیر دیتی ہے اور اس کو مؤنث سماعی کہتے ہیں۔

سوال: مؤنث کی تعریف مذکور جامع نہیں کہ:

یہ (ہی) اور (ہذہ) اور (الشی) وغیرہ پر صادق نہیں آتی کیونکہ ان کے
آخر میں مصنف علیہ الرحمۃ کی بیان کردہ تینوں علامات تانیث میں سے کوئی بھی
نہیں اور نہ ان میں (تا) مقدر ہوتی ہے۔

جواب: مذکر و مؤنث اسم متمکن کی قسمیں ہیں جس کی طرف ہم نے ترجمہ میں اشارہ
کر دیا اور یہ تینوں اسم متمکن نہیں بلکہ اسم غیر متمکن ہیں تو ان پر تعریف کا نہ صادق
آنا ضروری ہے۔ جس اسم میں (تا) مقدر ہوتی ہے مؤنث سماعی کی طرح اس کو مؤنث
معنوی بھی کہا جاتا ہے۔ (تا) کا مقدر ہونا یوں معلوم ہوتا ہے کہ عربی کلام میں اُس اسم
کی جانب ضمیر مؤنث راجع کریں جیسے (النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا) اس
میں (ہَا) ضمیر مؤنث (النَّارِ) کی طرف راجع کی گئی ہے جس سے معلوم
ہوا کہ (نار) بوجہ تقدیر (تا) مؤنث ہے۔ (حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا) اس

میں (ہا) ضمیر مؤنث (حرب) کی جانب راجع کی گئی جس سے معلوم ہوا کہ (حرب) بوجہ تقدیر (تا) مؤنث ہے یا اُس کی جانب فعل مؤنث کی اسناد ہو جیسے وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعَبْرُ اس میں (عبر) کی جانب (فَصَلَّتْ) فعل مؤنث کی اسناد ہو جیسے وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعَبْرُ اس میں (عبر) بوجہ تقدیر (تا) مؤنث ہے یا اُس کے لئے اسم اشارہ مؤنث استعمال کیا جائے جیسے هَذِهِ جَهَنَّمُ۔ اس سے معلوم ہوا کہ (جَهَنَّمُ) بوجہ تقدیر (تا) مؤنث ہے یا تصغیر میں (تا)۔ ظاہر ہو کہ تصغیر اسم کو اصل کی جانب پھیر دیتی ہے جیسے (هِنْدٌ) کی تصغیر (هِنْدِيَّةٌ) اس سے معلوم ہوا کہ (هِنْدٌ) میں (تا) مقدر ہے اور اسی واسطے وہ مؤنث یا اس کی صفت یا خبر مؤنث لائی جائے جیسے الْكَثِيفُ الْمَشْوِيَّةُ لِذِيئِنَّةٍ اس سے معلوم ہوا کہ (كَثِيفٌ) بوجہ تقدیر (تا) مؤنث ہے وغیرہ علامات جو مطولات میں مذکور ہیں۔

مؤنث معنوی کے اسماء دو قسم پر ہیں۔

اول وہ جن کو اہل عرب تقدیر (تا) کا التزام کرنے کی بنا پر ہمیشہ مؤنث استعمال کرتے ہیں جیسے مذکورہ بالا اور مندرجہ ذیل:

(أُذُنٌ) بمعنی (گوش) اور (أَصْبَغٌ) بمعنی (انگشت) اور (دَارٌ) بمعنی (خانہ) اور (مَسَاقٌ) بمعنی (پنڈلی) اور (نَعْلٌ) بمعنی (پاپوش) اور (يَدٌ) بمعنی (دست) اور (قَدَمٌ) بمعنی (پاؤں) اور (كَأْسٌ) بمعنی (پیالہ) اور (رَجُلٌ) بمعنی (پیر) اور (رَيْحٌ) بمعنی (ہوا) اور (فَيْحٌ) بمعنی (ران) اور (ذِرَاعٌ) بمعنی (کلائی) وغیرہ جن کی تفصیل لغت کی کتب منتھی الادب وغیرہ میں موجود ہے۔
دوم وہ جن کو مؤنث مذکر دونوں طرح استعمال کرتے ہیں۔

باعتبار تقدیر (تا) مؤنث اور باعتبار عدم تقدیر (تا) مذکر جیسے (حال) بمعنی (حالت) اور (طریق) بمعنی (راستہ) اور اس طرح سبیل اور (سوق) بمعنی (بازار) اور

(قمیص) بمعنی (پیراہن) اور (قدر) بمعنی (ہانڈی) اور (سماء) بمعنی (آسمان) اور (مِسْکِین) بمعنی (چھری) اور (عنق) بمعنی گردن وغیرہ۔

تنبیہ ۵۸ تا ۵۹:

مہر منیر صفحہ ۵۳ میں کہ (قُدْی) بمعنی پستان اور (ذهب) اور (تبر) بمعنی (زر) اور (ینبوع) بمعنی (چشمہ آب) کو مؤنث پڑھنا واجب ہے۔

اقول :

یہ غلط ہے بلکہ ان میں آخری تین مذکر ہیں اور اول کی تذکیر اور تانیث دونوں جائز۔ کما فی المنجد اور المصباح المنیر صفحہ ۵۵ میں ہے کہ ہر جاندار کی مادہ کو اُنٹی اور مؤنث کہتے ہیں جمع اناث (مؤنثون) یہ بھی غلط کہ مؤنث بمعنی مادہ کی جمع (مؤنثون) نہیں آتی کیونکہ او اور نون کے ساتھ جمع مذکر عاقل کے علم یا اُس کی صفت آتی ہے مؤنث کی نہیں آتی اسی واسطے اُس کو جمع مذکر کہتے ہیں۔

یہ دونوں دیوبندی صاحبان طلبہ کو گمراہ کرنے کی قسم کھا چکے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زیوں شدہ است

بدانکہ مؤنث بردو قسم است حقیقی و لفظی۔ حقیقی آں است کہ بازائے

او حیوان مذکر باشد چوں اِمْرَأة کے بازائے اور جمل است و نفاقہ کہ بازائے

او جمل است و لفظی آں است کہ بازائے او حیوان مذکر باشد چوں ظَلَمَة و قُوَّة۔

جان لو کہ مؤنث دو قسم پر ہے حقیقی اور لفظی۔ حقیقی وہ مؤنث ہے کہ اُس کے

مقابل حیوان مذکر ہو جیسے اِمْرَأة کہ اس کے مقابل رجل ہے اور نفاقہ کہ اُس کے

مقابل جمل ہے اور لفظ وہ مؤنث ہے کہ اُس کے مقابل حیوان مذکر نہ ہو جیسے

ظَلَمَة اور قُوَّة۔

سوال: (امْرَأَة) کو مؤنث حقیقی بتایا اور اس کے مقابل حیوان مذکر کی مثال میں (رجل) پیش کیا اسی طرح (نَاقَة) کے مقابل حیوان مذکر کی مثال میں (جمل) بیان کیا یہ صحیح نہیں کیونکہ (رجل) اور (جمل) اسم ہیں جو از قبیل لفظ ہے۔ حیوان نہیں۔

جواب: مراد یہ ہے کہ مؤنث حقیقی وہ اسم ہے جس کے مدلول کے مقابل حیوان مذکر ہو جیسے (رجل) کا مدلول مقابل ہے (امْرَأَة) کے مدلول کے اور (جمل) کا مدلول (نَاقَة) کے مدلول کے اور شک نہیں کہ (رجل) اور (جمل) کا مدلول حیوان مذکر ہے۔ خود (رجل) اور (جمل) مقابل نہیں بلکہ ان کے مدلول کا مقابل ہونا مراد ہے۔

سوال: اس سے لازم آتا ہے کہ (نخله) بھی مؤنث حقیقی ہو کہ اس کے مدلول کے مقابل (نخل) کا مدلول مذکر ہے کیونکہ کھجور میں بھی نر اور مادہ ہوتے ہیں۔

جواب: مقابلے میں فقط مذکر ہونا معتبر نہیں بلکہ حیوان مذکر اور (نخل) کا مدلول مذکر ہے۔ حیوان مذکر نہیں لہذا (نخله) مؤنث حقیقی نہیں بلکہ مؤنث لفظی ہے اور (امْرَأَة) اور (نَاقَة) مؤنث حقیقی بھی ہیں اور مؤنث لفظی بھی کہ ان کے آخر میں علامت تانیث (نا) لفظاً ہے۔

سوال: ان دونوں کو مؤنث لفظی کہنا درست نہیں کیونکہ مؤنث لفظ کی تعریف میں یہ معتبر ہے کہ اُس کے مقابل حیوان مذکر نہ ہو اور ان کے مقابل حیوان مذکر ہے۔

جواب: مؤنث لفظ کے دو معنی ہیں

اول وہ اسم جس میں علامت تانیث لفظاً ہو خواہ اُس کے مقابل حیوان مذکر ہو جیسے یہی دونوں یا نہ ہو جیسے ظلماء و رقوة۔ یہ دونوں بایں معنی مؤنث لفظ ہیں۔

دوم وہ اسم جس کے مقابل حیوان مذکر نہ ہو۔ یہ دونوں بایں معنی مؤنث لفظ

نہیں کیونکہ ان کے مقابل حیوان مذکر ہے۔

فائدہ:

(اِمْرَاةٌ) اور (رَجُلٌ) اور (نَاقَةٌ) اور (جمل) پر رفع، نصب، جر نہ پڑھائیے کیونکہ ترکیب میں واقع نہیں۔ از قبیل محدودات ہیں۔ اسی طرح گزشتہ اور آئندہ مثالیں ہیں۔

بدانکہ اسم بر سہ صنف است۔ واحد وثنیٰ و مجموع۔ واحد آں است کہ دلالت کند بر یکے چوں رَجُلٌ وثنیٰ آں است کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یایائے ماقبل مفتوح و نون مکسورہ بآخرش پیوند چوں رَجُلَانِ و رَجُلَيْنِ۔

و مجموع آنست کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب آنکہ تغیرے در واحد کردہ باشند لفظاً چوں رَجَالٌ یا تقدیراً چوں فُلک کہ واحدش نیز فُلک بروزن قُفْلٌ و جمعش ہم فُلک بروزن اُسْدٌ۔

جان لو کہ اسم (متمکن) تین قسم پر ہے واحد وثنیٰ اور مجموع۔ واحد وہ اسم ہے کہ دلالت کرے ایک پر جیسے رجل اور وثنیٰ وہ اسم ہے جو دلالت کرے دو پر بدیں سبب کے الف یایائے ماقبل مفتوح اور نون مکسور اس کے آخر میں لگے جیسے رَجُلَانِ اور رَجُلَيْنِ اور مجموع وہ اسم ہے جو دلالت کرے دو سے زیادہ پر بایں سبب کہ کوئی تغیر واحد میں کی ہے لفظاً جیسے رجال یا تقدیراً جیسے فُلک کہ اُس کا واحد بھی فُلک بروزن قفل اور جمع بھی فُلک جو بروزن اسد۔

سوال: (هُمَا) اور (انتما) وثنیٰ ہیں حالانکہ تعریف مذکور ان پر صادق نہیں آتی کیونکہ ان کے آخر نہ الف اور نون مکسورہ ہے نہ یائے ماقبل مفتوح اور نون مکسور۔

جواب: یہ اسم غیر متمکن ہیں اور تعریف مذکور اُس وثنیٰ کی ہے جو اسم متمکن ہو۔ اسی واسطے ہم ترجمہ (متمکن) ظاہر کر دیا ہے۔

سوال: ثنی کی تعریف مذکور سے ظاہر ہے کہ الف نون اور (یا) نون ثنی کے آخر لگتا ہے۔

تو جس کے آخر لگیں وہ ثنی ہوا اور یہ (رجل) کے آخر لگے ہیں تو (رجل) ہوانہ (رجلان) یا (رجلین)۔

جواب: (بآخرش) سے مراد ہے (بآخر مفردش) اب تعریف یہ ہوئی کہ ثنی وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے بایں وجہ کہ اُس کے مفرد کے آخر میں الف نون یا (یا) نون لاحق ہوتے ہیں۔

سوال: ثنی کے نون کو کسرہ کیوں دیا گیا؟

جواب: ثنی متوسط ہے واحد اور جمع میں اور کسرہ متوسط ہے فتح اور ضمہ میں اس لئے متوسط کو متوسط دے دیا گیا۔

تنبیہ ۶۰:

المصباح المنیر صفحہ ۵۹ اور مہر منیر صفحہ ۵۴ میں بالفاظ مختلف ہے کہ (ثنیہ کا نون مکسور اس لئے ہوتا ہے کہ جمع مذکر سالم سے التباس واقع نہ ہو)

اقول:

یہ غلط ہے کیونکہ اگر نون مفتوح ہو تب بھی التباس نہ ہوگا کہ ثنیہ میں (یا) کا ما قبل مفتوح ہوتا ہے اور جمع مذکر سالم میں مکسور۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

بدانکہ جمع باعتبار لفظ بردو قسم است، جمع تکسیر و جمع تصحیح۔ جمع تکسیر آں است کہ

بنائے واحد و سلامت نہ باشد چوں رجال و مساجد و ابنتہ جمع تکسیر و ثلاثی بسما ع تعلق دارد و قیاس زارد و مجالے نیست اما در رباعی و خماسی بروزن فعائل

آید است چون جَعْفَرٌ وَجَعْفَرٌ وَجَحْمَرٌ وَجَحْمَرٌ بحذف حرف خاس و جمع
 تصحیح آں است کہ بنائے واحد در سلامت ماند و آں بر دو قسم است جمع مذکر و جمع
 مؤنث۔ جمع مذکر آں است کہ دادے ماقبل مضموم یایائے ماقبل مکسور و نون مفتوح
 در آخرش پیوند چوں مُسْلِمُونَ و مُسْلِمِينَ و جمع مؤنث آں است کہ الف
 باتا آخرش پیوند چوں مُسْلِمَات۔ بدانکہ جمع باعتبار معنی بر دو نوع است جمع قلت
 و جمع کثرت۔ جمع قلت آں است کہ بر کم از دو اطلاق کنند و آں را چار بنا است أَفْعَلٌ
 مثل اَکَلْتُ و أَفْعَالٌ چوں أَقْوَالٌ و أَفْعَلَةٌ مثل أَغْوَنَتْ و فَعْلَةٌ چوں غِلْمَةٌ و در جمع تصحیح
 بے الف و لام یعنی مُسْلِمُونَ و مُسْلِمَات و جمع کثرت آں است کہ برده
 و بیشتر از ده اطلاق کنند و بنیہ آں ہر چہ غیر از یں شش بنا است۔

جان لو کہ جمع لفظ کے اعتبار سے دو قسم پر ہے جمع تکسیر و جمع تصحیح۔ جمع تکسیر وہ جمع
 ہے کہ واحد کا وزن اُس میں سلامت نہ ہو جیسے رَجُلَانِ اور مَسَاجِدُ اور اوزان جمع
 تکسیر کے ثلاثی میں اہل عرب سے سننے کے ساتھ منطبق ہیں اور قیاس کو اُس میں کوئی
 دخل نہیں، البتہ رُبَاعِی اور خَمَاسِی میں فعلیل کے وزن پر آتی ہے جیسے
 جَعْفَرٌ اور جَعْفَرٌ اور جَحْمَرٌ اور جَحْمَرٌ حرف خاس کو حذف کر کے۔ اور جمع
 تصحیح وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت رہے اور وہ دو قسم پر ہے جمع مذکر اور جمع
 مؤنث۔ جمع مذکر وہ جمع تصحیح ہے کہ داد ماقبل مضموم یایائے ماقبل مکسور و نون مفتوح اُس
 کے آخر میں لگا ہو جیسے مسلمون اور مسلمین اور جمع مؤنث وہ جمع تصحیح ہے جس
 کے آخر میں الف مع تالکا ہو جیسے مسلمات۔ جان لو کہ جمع معنی کے اعتبار سے دو قسم
 پر ہے۔ جمع قلت اور جمع کثرت۔ جمع قلت وہ جمع ہے جس کو دس سے کم
 پر بولیں اور اُس کے چار وزن ہیں أَفْعَلٌ جیسے اَکَلْتُ اور أَفْعَالٌ جیسے أَقْوَالٌ
 اور أَفْعَلَةٌ جیسے أَغْوَنَتْ اور فَعْلَةٌ جیسے غِلْمَةٌ اور دو جمع تصحیح بغیر الف و لام یعنی

مُسْلِمُونَ اور مُسْلِمَات اور جمع کثرت وہ جمع ہے کہ دس پر اور دس سے زیادہ پر بولیں اور اُس کے اوزان ان چھ وزن کے ماسوا ہیں۔

(رِجَالٌ) جمع (رَجُلٌ) یعنی (مرد) اور (مَسَاجِدُ) جمع (مَسْجِدٌ) جس کے معنی ہیں (نماز کا مقام معروف) (جَعْفَرُ) جمع (جَعْفَرٌ) بمعنی (نہر) اور یہ اہل بیت کرام میں سے ایک امام کا اسم گرامی ہے جن کو امام جعفر صادق کہتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲۲ ماہ رجب کو انہیں کی فاتحہ ہوتی ہے جس کو ہندوستان میں (کوٹلے) کہتے ہیں اس فاتحہ سے دینی اور دنیوی برکتوں کا حصول ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ بتاریخ ۷ ربیع الاول ۸۰ھ مدینہ منورہ میں ہوئی اور وصال ۱۵ رجب ۸۴ھ بروز دوشنبہ مدینہ منورہ میں ہوا جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

آپ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِيْ بِطَاعَتِكَ وَلَا تُخْزِنِيْ بِمَعْصِيَّتِكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ مُوَاسَاةً مِّنْ فَتْرَتٍ عَلَيْهِ رِزْقُهُ بِمَا وَشَعْتَ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ.

یعنی اے اللہ! مجھے عزت عطا فرما اپنی فرمانبرداری کے ساتھ اور مجھے رُسوانہ کر معصیت کے ساتھ۔ اے اللہ جس پر تو نے رزق تک فرما دیا ہے مجھے اس کی عنقراری کی توفیق عطا فرما اپنے اُس فضل کے ساتھ جو تو نے مجھ پر وسیع فرمایا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس دعا کو اپنے معمولات میں داخل کر لیں۔

اور آپ کے اقوال زریں سے ایک قابل عمل اور واجب الحفظ یہ ہے:

لَا زَاذَ اَفْضَلُ مِنَ الْعَفْوِ وَلَا شَيْءٌ اَحْسَنُ مِنَ الصُّمْتِ وَلَا عَدُوٌّ اَضَرُّ مِنَ الْجَهْلِ وَلَا دَاءٌ اَذْوٰى مِنَ الْكُذْبِ.

یعنی کوئی توشہ پرہیزگاری سے افضل نہیں اور کوئی چیز خاموشی سے احسن نہیں اور کوئی دشمن جہل سے زیادہ مضر نہیں اور جھوٹ سے زیادہ تخریب کرنے والی کوئی

بیاری نہیں۔

اور (جَحَامِرُ) جمع (جَحْمَرِشْ) بمعنی (زیادہ عمر والی بوڑھی عورت) اس کی جمع میں پانچواں حرف ساقط کر دیا کیونکہ خماسی کی جمع میں پانچواں حرف ساقط کر دیتے ہیں۔

اور (اَكْلَبُ) جمع (كَلْبُ) بمعنی (سگ) اور (اَقْوَالُ) جمع (قَوْلُ) بمعنی (گفتن) اور (اَعْوَانُ) جمع (اَعْوَانُ) بمعنی (میانہ سال) یعنی نہ بوڑھا نہ جوان۔ دونوں کے بیچ میں اور گذشتہ اور آئندہ لفظ (اَبْنِيَّةُ) بھی اسی وزن پر ہے (بِنَاءُ) بمعنی (وزن) کی جمع ہے اور (غَلِمَةُ) جمع (غَلَامُ) بمعنی (عبد) یعنی بندہ اور اس لڑکے کو بھی کہتے ہیں جس کی مونچھیں لٹکنا شروع ہو گئی ہوں۔

یاد رہے کہ عند التحقیق باعتبار وضع ہر جمع کا ادنیٰ مرتبہ تین ہے اور کبھی مجازاً مافوق الواحد پر اطلاق کرتے ہیں جیسے اَلْحُجَّ اَشْهُرُ مَعْلُومَاتُ۔ میں (اَشْهُرُ) جمع قلت ہے (شَهْرُ) کی جس کے معنی ہیں (مہینہ) یہاں پر اس سے مراد دو مہینے دس دن ہیں یعنی شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن اور بعض شرعی امور میں دو پر اطلاق حقیقی ہے۔

جیسے جماعت نماز میں کہ امام کے ساتھ اگر ایک مقتدی ہو تو ان دونوں پر جماعت کا اطلاق حقیقی ہے اسی طرح احکام میراث میں دو کو جمع قرار دیا گیا ہے کہ سہام تین یا اُس سے زائد کے ہوتے ہیں وہی دو کے۔

فصل:

بدانکہ اعراب اسم نہ است رفع ونصب وجر۔ اسم متمکن باعتبار وجہ اعراب بر شانزدہ قسم است اول مفرد منصرف صحیح چوں زائد دوم مفرد منصرف جاری مجرای صحیح چوں ذلوم سوم جمع مکسر منصرف چوں و بحال رفع شان بضمہ باشد ونصب بفتح وجر مکسرہ

چوں جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ وَذَلُّوا وَرَجَالٌ زَيْدٌ اَوْ ذَلُّوا وَرَجَالًا وَمَرَرْتُ
بِزَيْدٍ وَذَلُّوا وَرَجَالٍ۔

جان لو کہ اسم کے اعراب تین ہیں رفع اور نصب اور جر۔ اسم متمکن اقسام
اعراب کے اعتبار سے سولہ قسم پر ہے۔ اول قسم مفرد منصرف صحیح جیسے زَيْدٌ۔
دوسری قسم مفرد منصرف قائم مقام صحیح جیسے ذَلُّوا۔

تیسری قسم جمع مکسر منصرف جیسے رَجَالٌ ان کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے
اور نصب فتح کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ اور جَاءَ نَبِيٌّ
ذَلُّوا اور (جَاءَ نَبِيٌّ) رَجَالٌ اور رَأَيْتُ زَيْدًا اور (رَأَيْتُ) ذَلُّوا اور رَأَيْتُ
رَجَالًا اور مَرَرْتُ بِزَيْدٍ اور (مَرَرْتُ) بِذَلُّوا اور (مَرَرْتُ) بِرَجَالٍ۔

(مفرد) کے معنی یہاں پر وہ اسم جو مثبتہ اور جمع نہ ہو (منصرف) کے معنی وہ
اسم جو غیر منصرف نہ ہو اور اسم (صحیح) وہ اسم جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو (جاری
بجرائے صحیح) وہ اسم جس کے آخر میں حرف علت (واو) ہو یا (یا) جن کا ما قبل ساکن
اور (جمع مکسر منصرف) وہ جمع جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے اور غیر منصرف نہ
ہو۔

ان تینوں کا اعراب بحالت رفع (ضمہ) ہوتا ہے اور بحالت نصب (فتح) اور بحالت
جر (کسرہ)۔

جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ یہ بحالت رفع مفرد منصرف صحیح کی مثال ہے۔

ترکیب:

(جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے
وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون۔

(زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ

سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس زید آیا

(وَدُلُوْا) یعنی (وَجَاءَ نَبِيٌّ دَلُّوْا) یہ بحالت رفع جاری مجرائے صحیح کی مثال ہوئی۔ اس میں (جَاءَ نَبِيٌّ) بترکیب سابق (دَلُّوْا) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ڈول آیا

(وَرَجَاوْا) یعنی (وَجَاءَ نَبِيٌّ رَجَاوْا) یہ بحالت رفع جمع مکسر منصرف کی مثال ہے اس میں بھی (جَاءَ نَبِيٌّ) بترکیب سابق (رَجَاوْا) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس کچھ مرد آئے

(رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر سکون صیغہ واحد متکلم (نا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر ضم (رَأَيْتُ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

یہ بحالت نصب مفرد منصرف صحیح کی مثال ہے۔

ترجمہ: میں نے زید کو دیکھا۔

(وَدَلُّوْا) یعنی (رَأَيْتُ دَلُّوْا) یہ بحالت نصب جاری مجرائے صحیح کی مثال ہے۔ اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب سابق (دَلُّوْا) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح منصوب لفظاً۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے ڈول دیکھا۔

(وَرَجَاوْا) یعنی (وَرَجَاوْا رَجَاوْا) یہ بحالت نصب جمع مکسر منصرف کی مثال ہے۔ اس میں بھی (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (رَجَاوْا) جمع مکسر منصوب

لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے کچھ مرد دیکھے۔

(مَرُوْثُ بِزَيْدٍ) میں (مَرُوْثُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (بَا) حرف جار مبنی بر کسر (زَيْدٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ بحالت جر مفرد منصرف صحیح کی مثال ہے۔
ترجمہ: میں زید کے پاس سے گزرا۔

مخفی نہ رہے کہ جس جار مجرور کا متعلق عبارت میں مذکور ہو اُس کو ظرف لغو کہتے ہیں اور جس کا متعلق مذکور نہ ہو اُس کو ظرف مستقر (وَدَلُوْ) یعنی (مَرُوْثُ بِدَلُوْ) یہ بحالت جر جاری مجرائے صحیح کی مثال ہے اس میں مَرُوْثُ بترکیب سابق (بَا) حرف جار مبنی بر کسر (دَلُوْ) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں ڈول کے پاس سے گزرا۔

(وَرَجَا) یعنی (مَرُوْثُ بِوَجَا) یہ بحالت جمع مکسر منصرف کی مثال ہے اس میں بھی (مَرُوْثُ) بترکیب معلوم (بَا) حرف جار مبنی بر کسر (وَجَا) جمع مکسر منصرف مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں کچھ مردوں کے پاس سے گزرا۔

یاد رہے کہ ان تینوں مثالوں میں (جاری مجرائے صحیح) اور (جمع مکسر منصرف) سے پیشتر (جَاءَ نِيْ) اور (رَأَيْتُ) اور (مَرُوْثُ) بنظر اختصار محذوف ہیں۔

تنبیہ ۶۱ تا ۶۳:

المصباح المنیر صفحہ ۶۳ اور مہر منیر صفحہ ۵۹ میں ہے کہ (نحو یوں کی اصطلاح میں صحیح اس اسم کو کہتے ہیں جو معتل باللام نہ ہوں)۔

اقول:

اگر قطع نظر از لفظ اسم مطلقاً صحیح کی تعریف قرار دی جائے تو یہ تعریف غلط ہے کہ فعل مضارع کو شامل نہیں حالانکہ وہ بھی صحیح ہوتا ہے۔ اسی نحو میں آرہا ہے کہ فعل مضارع معرب کی پہلی قسم (صحیح مجرد از مضائر بارزہ) ہے اور اگر اسم صحیح کی تعریف قرار دیں جیسے کہ لفظ (اسم) سے ظاہر تب بھی غلط ہے اور نحو یوں پر افتراء۔ غلط اس لئے کہ (خُصْلَی) پر صادق ہے کہ اس کا لام کلمہ حرف علت نہیں بلکہ لام کلمہ لام ہے حالانکہ یہ اسم صحیح نہیں۔ اور افتراء اس لئے کہ انہوں نے تعریف یوں کی ہے کہ وہ اسم جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو اس تعریف پر (خُصْلَی) سے اعتراض وارد نہ ہوگا اور یہ (معتل باللام) دیوبندی بولی ہے۔ نحو یوں کی بولی نہیں وہ تو معتل باللام کہتے ہیں اور ان دونوں کے صفحہ مذکورہ میں ہے کہ (جاری مجرائے صحیح نحو یوں کی اصطلاح میں اُس اسم کو کہتے ہیں جو معتل باللام تو ہو یعنی اُس کے لام کلمہ میں حرف علت تو ہو مگر اُس سے پہلا حرف ساکن ہو) یہ بھی غلط ہے اور نحو یوں پر افتراء۔

غلط اس لئے کہ (ہِنْدِی) پر یہ تعریف صادق نہیں کہ اُس کے لام کی جگہ حرف علت نہیں بلکہ (دال) ہے تو یہ آپ کی بیان کردہ تعریف سے خارج ہو گیا حالانکہ یہ جاری مجرائے صحیح ہے اور افتراء اس لئے کہ انہوں نے یہ تعریف نہیں کی بلکہ یوں کی ہے کہ جس اسم کے آخر میں حرف علت ہو اور ماقبل ساکن اس سے (ہندی) خارج نہیں ہوتا ہے اور نحو یوں کی تعریف اس پر صادق ہے پھر اول نے صفحہ ۶۳ پر اور دوم نے ۶۳ پر وزن (فَعَالِلْ اور فَعَالِلْ) کی مثال

میں (مَسَاجِدُ) اور (مَصَابِيحُ) کو پیش کیا ہے یہ بھی غلط کہ ان دونوں کا یہ وزن نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ (مَسَاجِدُ) اور مَصَابِيحُ کی میم (فا) کلمہ کے مقابل ہونے کی بنا پر اصلی ہو۔ حالانکہ زائد ہے۔ ان کا وزن (مَفَاعِلُ اور مَفَاعِيلُ) ہے اور اول کے صفحہ ۶۵ اور صفحہ ۶۰ پر بالفاظ مختلف ہے (یاد رکھو کہ مبنی کی حرکات کے نام یہ ہیں۔ ضمہ، فتح، کسرہ، ضم، فتح، کسرہ..... الخ) یہ بھی غلط ہے کہ ضمہ، فتح، کسرہ مبنی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہ دونوں میں مشترک ہیں۔ کما فی جامع النحوص۔ لہذا ان کا استعمال معرب کی حرکات میں مجاز نہیں البتہ ضم، فتح، کسرہ مبنی کی حرکات کے ساتھ مخصوص ہیں جیسے رفع، نصب، جر معرب کے ساتھ۔

اور ان دونوں صاحبان نے (جَاءَ بِي زَيْدٌ وَذَلُّوْا جَسَالًا) وغیرہ تینوں مثالوں میں (ذَلُّوْا) اور قسم مثالوں میں ایسی ترکیب کرنے والے کو الفوائد الشافیہ میں یہ خطاب دیا کہ وہ فن نحو سے عاقل ہیں یعنی (کورے) اور قول بالعطف کو غلط ظاہر اور باطل فرمایا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی کتب و ہی مِلّٰ

حال طفلان زبوں شدہ است

چہارم جمع مؤنث سالم رفعتش بضمہ باشد و نصب و جر بکسرہ چوں هُنَّ مُسْلِمَاتٍ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَوْرَثٌ بِمُسْلِمَاتٍ.

چوتھی قسم جمع مؤنث سالم اس کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب و جر کسرہ کے ساتھ جیسے هُنَّ مُسْلِمَاتٍ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَوْرَثٌ بِمُسْلِمَاتٍ.

(جمع مؤنث سالم) وہی ہے جس کو مصنف علیہ الرحمۃ نے جمع تصحیح کی دوسری قسم قرار دیا تھا اور اس کی تشریف باین طور فرمائی تھی کہ وہ جمع تصحیح جس کے آخر میں الف مع (تا) لگا ہو۔

ترکیب:

(هُنَّ) میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل مبتداء مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوائے غائب مثلاً زَيْنَبٌ وَسَلْمَىٰ وَخَالِدَةُ نُونٍ مُّشَدَّدَةٌ علامت جمع مَوْنُثٌ مبنی بر فتح (مُسْلِمَاتٌ) جمع مَوْنُثٌ سالم مرفوع لفظاً خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ مسلمان عورتیں ہیں۔

(رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ) میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون۔ صیغہ واحد متکلم (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (مُسْلِمَاتٍ) جمع مَوْنُثٌ سالم منصوب لفظاً بکسرہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے مسلمان عورتوں کو دیکھا۔

(مَرَوْتُ بِمُسْلِمَاتٍ) میں (مَرَوْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون۔ صیغہ واحد متکلم (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (با) حرف جار مبنی بر کسر (مُسْلِمَاتٍ) جمع مَوْنُثٌ سالم مجرور لفظاً بکسرہ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں مسلمان عورتوں کے پاس سے گزرا۔

تنبیہ ۶۵ تا ۶۶:

المصباح المنیر صفحہ ۶۵ میں ہے کہ قولہ چہارم جمع مَوْنُثٌ سالم۔ اسم متکلم کی چوتھی قسم کا بیان ہے کہ جو اسم مفرد مَوْنُثٌ کی جمع سالم الف اور ت کے ساتھ بتائی جائے اُس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ کے ساتھ اور حالت نصبی میں کسرۃ ت کے ساتھ ہوگا اور اسی طرح حالت جری میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔

اقول:

یہ غلط ہے اور افتراء بھی۔ غلط اس لئے کہ بیان مذکور سے اعراب مذکور اس جمع مونث سالم میں منحصر ہو گیا جو (اسم مفرد مونث) کی بنائی جائے۔ اور جو جمع مونث سالم اسم مفرد کی نہ ہو جیسے بیوسات۔ جمع مونث سالم ہے (بیوسٹ) کی اور (بیوسٹ) جمع مکسر منصرف ہے (بیسٹ) کی۔ یا اسم مفرد مونث کی نہ ہو جیسے مرفوعات اسم مفرد مذکر (مرفوع) کی جمع ہے۔ ان دونوں کے لئے اعراب مذکور نہ ہوا حالانکہ ان دونوں کا اعراب بھی وہی ہے اور (افتراء) اس لئے کہ اپنے بیان باطل کو متین کی مراد قرار دے دیا۔ نیز اسی صفحہ میں ہے کہ (یہ مونث سالم صیغہ اسم فاعل اور صیغہ اسم مفعول کی بنائی جاتی ہے) یہ بھی غلط ہے کہ غیر اسم فاعل اور غیر اسم مفعول سے بھی بنائی جاتی ہے جیسے (بیونات) (بیوٹ) سے اور (بیوٹ) نہ اسم فاعل ہے نہ اسم مفعول۔ سچ ہے کہ

یہ ہی کتب و ہی مآلا

حال طفلان زبوں شدہ است

پنجم قسم غیر منصرف وآں اسمیت کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد و اسباب منع صرف نہ است عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل و الف و نون زائدتان چون غَمَرُوا و أَحْمَرُوا و طَلَحُوا و زَيْنَبُ و ابْرَاهِيمُ و مَسَاجِدُ و مَعْدِي كَرُبُ و أَحْمَلُوا و عَمْرَانُ رَفْعُش بضمہ باشد و نصب و جر و فتح چون جَاءَ غَمَرُوا و زَيْنَبُ غَمَرُوا و مَرَزَتْ بِغَمَرٍ۔

پانچویں قسم غیر منصرف اور وہ ایسا اسم ہے جس میں دو سبب اسباب منع صرف سے ہوں اور اسباب منع صرف تو ہیں عدل اور وصف اور تانیث اور معرفہ اور عجمہ اور جمع اور ترکیب اور وزن فعل اور الف و نون زائدتان جیسے

عَمْرُ اور أَحْمَرُ اور طَلْحَةُ اور زَيْنَبُ اور ابْنُ رَافِعٍ اور مَسْجِدُ اور مَعْدِي
كَرْبُ اور أَحْمَدُ اور عَمْرَانُ اُس کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب و جر فتح
کے ساتھ جیسے جَاءَ عَمْرُ اور رَأَيْتُ عَمْرًا اور مَرُوثُ بِعَمْرٍ۔

(غیر منصرف) کی تعریف مصنف علیہ الرحمۃ نے بایں طور فرمائی کہ وہ
ایسا اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب پائے جائیں اس
میں (دوسبب) عام ہیں کہ وہ دونوں حقیقۃً ہوں جیسے (عَمْرُ) میں ایک عدل
اور دوسرا علمیت۔ یا ایک حقیقۃً دوسرا حکماً جیسے (حُبْلَى) میں ایک سبب الف مقصورہ
برائے تانیث جو حقیقۃً سبب ہے اور دوسرا اُس کا کلمہ کو وضعاً لازم ہونا جو بمنزلہ تانیث
دیگر ہے، یہ لزوم سبب حکماً ہے۔

اس کو دوسرے حضرات نے یوں بیان فرمایا ہے کہ غیر منصرف وہ اسم ہے
جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب پائے جائیں یا ایک سبب جو دو کے قائم
مقام ہو۔ نظر برآں مصنف علیہ الرحمۃ کی تعریف دونوں قسم کے سبب کو شامل ہے
اسباب منع صرف کی تعریف اور شرائط وغیرہ اگلی کتابوں میں بالتفصیل آئیں گے۔

یہاں پر اجمالی بیان کافی ہے اور وہ یہ کہ عدل کے معنی ہیں، اسم کے مادہ
کا صورت اصلی سے نکالا جانا بایں طور کہ کسی قاعدہ صرنی پر مبنی نہ ہو جیسے (عَمْرُ) کے
مادہ عین، میم، را، کا اپنی صورت اصلی (عَامِرُ) سے بدوں قاعدہ صرف (عَمْرُ) کی
طرف نکالا جانا اور (وصف) کے معنی ہیں اسم کا ایسی ذات پر دلالت
کرنا جو صفت (حُمْرَة) یعنی سُرخ کی ساتھ موصوف ہو اور (تانیث) کے معنی
ہیں (اسم کا مؤنث ہونا)

خواہ بایں طور کہ اُس کے آخر (تا) لگے جو بحالت وقف (ہا) ہو جاتی ہے
یا بایں طور کہ وہ کسی مادہ کا علم ہو جیسے (طَلْحَةُ) کا بالحق (تا) مؤنث ہونا اس کو تانیث

لفظ کہتے ہیں۔ اور (زَيْنَب) کا عورت کے لئے علم ہونا اس کو تانیث معنوی کہتے ہیں اور (معرفة) کے معنی مراد ہیں (اسم کا علم ہونا) جیسے ان دونوں کا علم ہونا کہ اول ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ہے جو عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ جمادی الاولیٰ ۳۲ھ عمر ۶۳ سال جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ مزار مبارک بصرہ میں ہے اور دوم نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام المؤمنین کا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ جن کا نکاح خود اللہ عزوجل نے آسمان پر پڑھایا تھا بعد فاروقی ۲۰ھ میں وصال فرمایا۔ جنازہ کی چار پائی سب سے پہلے ان کے لئے بنائی گئی۔

اور (عجمہ) کے معنی ہی (لغت غیر عرب میں اسم کا کسی معنی کے لئے موضوع ہونا) جیسے اسم (اَبْرَاهِيْمُ) کا سریانی زبان میں ایک پیغمبر کے لئے موضوع ہونا جو سید انبیاء حبیب کبریا ﷺ کے جد امجد ہیں۔ دو سو یا ایک سو پچھتر سال کی عمر میں وصال فرمایا اور (جمع) سے مراد (اسم کا جمعیت کے ساتھ متصف ہونا) جیسے (مساجد) کا جمعیت کے ساتھ متصف ہو جانا بایں طور کہ اس کا کوئی جز و حرف نہ ہو (مَعْدِي كَرْبُ) کا (مَعْدِي) اور (كَرْبُ) دو کلموں سے ایک ہو جانا بایں طور کہ اس کا کوئی جز و حرف نہیں۔ دونوں جز و اسم ہیں۔ اول بکسر وال خلاف قیاس ہے مقتضائے قیاس فتح ہے کما فی ہمع الھوامع۔ کیونکہ یہ مصدر میسی ہے بمعنی تجاوز یا اسم ظرف اور دونوں کا وزن ہے (مَفْعَلُ) یا (مَعْدِي) اسم مفعول ہے کما فی حاشیۃ الصبان جو خلاف قیاس مخفف ہے۔ تو کسرہ دال خلاف قیاس نہیں بریں تقدیر اس کے معنی ہیں (عَدَاهُ الْكَرْبُ) اَنْی تَجَاوَزَ یعنی جس سے غم دور ہو گیا۔ کما فی تلک الحاشیۃ منتهی الارب وغیرہ لغات میں (مَعْدِي كَرْبُ) بکسر (راء) ہے لیکن (كَرْبُ) بکسر (راء) موجودہ لغات میں دستیاب نہیں ہوا۔ مذکورہ معنی سے مستفاد ہوتا ہے کہ بسکون (راء) ہے جس کے معنی

ہیں (غم) یا بکسر (راء بمعنی سکون) (راء) کے ہے اور مذکورہ معنی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصدر میمی اور اسم ظرف ہونے کی تقدیر پر بمعنی اسم مفعول ہے جیسے لفظ (معنی) واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال یہ جلیل القدر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ہے جو (ہدائی) تھے اور اس حدیث کے راوی ہیں کہ سید عالم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی کہ جب اپنے مکان میں داخل ہوتا ہوں تو وحشت ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک جوڑا کبوتر پال لو۔ انہوں نے ارشاد والا کی تمیل کی وحشت جاتی رہی (اصابہ) اور (وزن فعل) کے معنی ہیں کہ اسم کا ایسے وزن پر ہونا جو اوزان فعل سے شمار کیا جاتا ہو جیسے (أَحْمَدُ) کا (أَفْعَلُ) کے وزن پر ہونا اور (الفنون زائدتان) سے مراد (الفنون) کا اسم کے آخر میں زائد ہونا جیسے (عَمْرَانُ) کے آخر میں زائد ہیں۔

پس (عَمْرُ) میں دو سبب عدل اور علمیت ہیں اور (أَحْمَرُ) میں وصف اور وزن فعل اور (طَلْحَةُ) میں تانیث لفظ اور علمیت اور (زَيْنَبُ) میں تانیث معنوی اور علمیت اور (إِسْرَاهِيْمُ) میں عجمہ اور علمیت اور (مساجد) میں جمع سبب حقیقہ اور تکرار جمع سبب حکماً تکرار جمع کبھی حقیقہ ہوتی ہے جیسے (أَسَاوِرَةٌ) جمع ہے (اسورة) اور (أَسْوَدَةٌ) جمع ہے (مستور) بمعنی نگن کی تو اساور جمع الجمع ہوئی اور کبھی حکماً جیسے (مساجد) کہ خود جمع الجمع نہیں بلکہ جمع الجمع (أَسَاوِرُ) کے وزن پر ہے۔

بہر کیف (تکرار) حقیقہ ہو یا حکماً سبب حکمی ہے (معدی کرب) میں ترکیب اور علمیت اور (احمد) میں وزن فعل اور علمیت اور (عمران) میں الفنون زائدتان اور علمیت، یہ قبیلہ خزاعہ کے ایک جلیل القدر صحابی کا علم ہے یعنی عمران ابن حصین۔

ان کی کنیت (ابونجیدہ) تھی فرشتے ان سے مصافحہ کرتے تھے اور یہ کرأما کاتین کو دیکھتے

اور ان کی ان سے گفتگو ہوتی تھی۔ ۵۳ھ میں وصال فرمایا۔

ترکیب:

(جاء) فعل ماضی مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب (عَمَرُو) غیر منصرف مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: آئے عمر۔

(رَأَيْتُ) بت ترکیب سابق (عَمَرُو) غیر منصرف منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے عمر کو دیکھا

(مَرَدْتُ) بت ترکیب سابق (بِعَمَرُو) میں (با) حرف جار مبنی بر کسر (عَمَرُو) غیر منصرف مجرور و مفتوح۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں عمر کے پاس سے گذرا۔

تنبیہ ۶۷ تا ۷۱:

المصباح المیر صفحہ ۶۶ اور مہر منیر صفحہ ۶۱ میں بالفاظ مختلف بیان کیا ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے غیر منصرف کی تعریف میں صرف اُس کو بیان کیا ہے جس میں دو سبب پائے جائیں اور جس میں ایک سبب قائم مقام دو سبب پایا جائے اس کو بوجہ قلت وقوع چھوڑ دیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے اور قصور فہم پر مبنی۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے دو سبب کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں تعیم ہے کہ

دونوں حقیقہ ہوں یا ایک حقیقہ اور دوسرا حکما۔ جس کی تفصیل گزر گئی۔

نظر برآں تعریف دونوں کو شامل ہے پھر اول میں صفحہ ۶۷ پر سبب وصف کی تعریف میں کہا کہ (غیر منصرف کا دوسرا سبب وصف ہے۔ اصطلاح نحو میں وصف کہتے ہیں ایسے اسم کو جو علامہ اُس کے ذات پر دلالت کرے وضع کے لحاظ سے وصفی معنی کو بھی شامل ہو) یہ بھی غلط ہے اور علم نحو پر افتراء اور عبارت دیوبندی سانچے میں ڈھلی بھونڈی۔

غلط اس لئے کہ جو وصف سبب غیر منصرف ہے وہ از قبیل ذات نہیں بلکہ از قبیل معنی ہے اور اسم از قبیل ذات پھر اسم کے ساتھ اُس کی تفسیر کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ اس کی تفسیر وہی ہے جو ہم نے بیان کی۔

اور (افتراء) اس لئے کہ کتب نحو میں یہ تفسیر مذکور نہیں بلکہ وہی ہے جو ہم نے بیان کی۔ کمانی شرح الجامی قدس سرہ السامی۔

پھر بالفاظ مختلف اول کے صفحہ ۶۸ پر اور دوم کے صفحہ ۶۳ پر لکھا کہ ترکیب سے جو مرکب حاصل ہو (اُس کو نحوی مرکب منع صرف کہتے ہیں۔ اس مرکب منع صرف کے لئے شرط یہ ہے کہ علم ہو اور ایک کلمہ دوسرے کلمہ کا جزو واقع نہ ہو) یہ بھی غلط ہے اور دیوبندی اضافہ جو معنی ترکیب نہ سمجھنے پر مبنی۔ مرکب منع صرف میں یہ معتبر ہے کہ اُس کا کوئی جزو حرف نہ ہو جیسے ترکیب کی تعریف میں گذرا۔

یہ کسی نحوی نے نہیں لکھا کہ ایک کلمہ دوسرے کلمہ کا جزو واقع نہ ہو پھر دوم کے صفحہ ۶۳ پر ہے (غیر منصرف چونکہ اپنے وجود میں دوسببوں کو ساتھ لئے ہوتا ہے اسی لئے یہ فعل متعدی سے مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی دو چیزوں فاعل اور مفعول بہ کو ساتھ لئے ہوتا ہے اور فعل متعدی پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے اس لئے غیر منصرف پر بھی یہ دونوں حرکتیں نہیں آتیں۔ یہ بھی غلط اور دیوبندی تک بندی ہے۔ اور اس پر مبنی

کہ شرح جامی پڑھی نہیں یا پڑھی تو سمجھی نہیں یا سمجھی تو محفوظ نہیں۔

غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہ آنے کی وجہ شرح جامی میں یوں بیان فرمائی کہ ہر سبب کسی اصل کی فرع ہے تو ہر سبب کے لئے اُس اصل کے اعتبار سے (فرعیت) ہوئی۔ جب غیر منصرف میں دو سبب پائے گئے تو اُس میں دو فروعیات حاصل ہوئی۔

نظر برآں وہ فعل کے مشابہ ہو گیا کہ اُس میں بھی دو فروعیات ہوتی ہیں اور مشبہ بہ یعنی فعل پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتے تو مشبہ یعنی غیر منصرف پر بھی ان کا دخول ممنوع قرار پایا۔ رہی یہ بات کہ ہر سبب کسی اصل کی فرع ہے وہ یوں کہ عدل فرع ہے (معدول عنہ) کی اور وصف (موصوف) کی اور تانیث (تذکیر) کی اور تعریف (تکلیف) کی اور عجمہ (عربیت) کی اور وزن فعل (وزن اسم) کی اور فعل میں دو فرعیت بہ نسبت اسم بایں معنی کہ فعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے اور مصدر اسم تو فعل اشتقاق میں اس کی طرف محتاج ہوا ایک فرعیت تو یہ ہوئی۔

دوسری یہ کہ فعل رکن کلام بننے میں فاعل کی طرف محتاج اور فاعل اسم ہوتا ہے تو فعل رکن کلام بننے میں اسم کی طرف محتاج ہوا۔ نظر برآں فعل میں دو فرعیت حاصل ہو گئیں۔ ہم نے دیو بندی تک بندی اس لئے کہا کہ اس کے پیش نظر لازم آتا ہے کہ ہر غیر منصرف مبنی ہو جائے کیونکہ اس دیو بندی تک بندی میں (مشبہ بہ) فعل متعدی کو قرار دیا ہے تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ (غیر منصرف) چونکہ اپنے وجود میں دو سببوں کو ساتھ لئے ہوتا ہے اس لئے یہ فعل امر حاضر معروف متعدی سے مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی دو چیزوں فاعل اور مفعول بہ کو ساتھ لئے ہوتا ہے اور امر حاضر معروف متعدی مبنی ہوتا ہے۔ تو غیر منصرف بھی مبنی ہوا) یہ فساد اس بنا پر لازم آیا کہ فعل متعدی کو (مشبہ بہ) قرار دیا اور نجات نے مطلق فعل کو (مشبہ

بہ) قرار دیا تھا اور مطلق فعل کو (مشبہ بہ) قرار دینے کی تقدیر پر دیو بندی تک بندی جاری نہ ہوگی نہ فساد مذکور لازم آئے گا۔ نیز لازم آئے گا کہ ہر منصرف پر کسرہ اور تنوین ممنوع قرار پائیں کہ اس دیو بندی تک بندی میں وجہ شبہہ (اشمئیت) ہے اگرچہ اس کے موصوف مشبہ اور مشبہ بہ میں مختلف ہوں کہ غیر منصرف میں اس کے موصوف دو سبب ہیں اور فعل متعدی میں فاعل اور مفعول بہ۔

نظر برآں یہ دیو بندی تک بندی ہر منصرف میں جاری ہو جائے گی مثلاً زید میں یوں کہ زید اپنے وجود میں دو امر ساتھ لئے ہوئے ہے ایک ثلاثی ہونا، دوم اجوف یائی ہونا، اس لئے یہ فعل متعدی سے مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی دو چیزوں فاعل اور مفعول بہ کو ساتھ لئے ہوتا ہے اور فعل متعدی پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے اس لئے (زید) پر بھی کسرہ اور تنوین نہیں آتے۔

لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم

بخلاف نجات کی بیان کردہ وجہ شبہہ کہ وہ ہر غیر منصرف اور ہر فعل میں مشترک ہے۔ پھر اول کہ صفحہ ۶۹ پر اور دوم کے صفحہ ۶۴ پر (مَرَزْتُ بِغَمْرٍ) کا ترجمہ تحریر کیا ہے، میں عمر کے ساتھ گزرا یہ بھی غلط ہے اس کا ترجمہ ہے (میں عمر کے پاس سے گزرا)

دونوں میں فرق یہ ہے کہ اُس ترجمہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ متکلم اور عمر دونوں گزرنے والے ہیں اور فعل مرور، دونوں سے صادر ہوا۔ حالانکہ اس جملہ کا یہ مفہوم نہیں اس کا مفہوم تو یہ ہے کہ گزرنے والا صرف متکلم ہے فعل مرور صرف متکلم سے وقوع میں آیا اور اس کا گزرا عمر کے پاس سے ہوا۔

شرح مائتہ بھی یاد نہیں اُس میں (مَرَزْتُ بِزَيْدٍ) کا ترجمہ بتایا ہے (ای التصق مروی بمكان يقرب منه زيد) سچ ہے کہ

بہ ہی کتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

ششم اسمائے ستہ مکمرہ در وقتیکہ مضاف باشند بغیر یائے متکلم چون آب

وَاخْ وَحَمَّ وَهَنْ وَفَمَّ وَذُو مَالٍ رَفَعَ شَانَ بَوَاوِا بَاشَد وَنَصَبَ بِالْفِ وَجَرَّ بِیَا چوں جَاءَ
أَبُوکَ وَرَأَيْتُ أَبَاکَ وَمَرَزْتُ بِأَبْنِیکَ۔

چھٹی قسم اسمائے ستہ مکمرہ جس وقت کہ مضاف ہوں بغیر یائے متکلم کی
طرف جیسے آب وَاخْ وَحَمَّ وَهَنْ وَفَمَّ اور ذُو مال ان کا رفع واو کے ساتھ ہوتا ہے
اور نصب الف کے ساتھ اور جریا کے ساتھ جیسے جَاءَ أَبُوکَ وَرَأَيْتُ أَبَاکَ
وَمَرَزْتُ بِأَبْنِیکَ۔

ان چھ اسموں کا اعراب مذکورہ تین شرطوں کے ساتھ مشروط ہے۔

اول یہ کہ (مکمرہ) ہوں کہ ان میں یائے تغیر نہ ہو جیسے (قریش) میں تھی
اور جس میں یائے تغیر ہوتی ہے اُس کو (مصرغ) کہتے ہیں۔

ان چھ میں بجز (ذو) سب کی تغیر ہوتی ہے اُس وقت یہ مفرد منصرف جاری
مجرائے صحیح ہو جاتے ہیں اور وہی اعراب ہوتا ہے جیسے (أَب) کی تغیر (أَبْنُو) بروزن
فُعِلَ اس میں (واو) اور (یا) جمع ہوئے اول ساکن تھا واو کو یا کر کے (یا) میں ادغام
کر دیا (أَبْنُو) ہو گیا۔ اسی طرح باقی کی جیسے جَاءَ أُنْبُو۔ رَأَيْتُ أُنْبُو۔ مَرَزْتُ بِأَبْنُو۔

خوب یاد رہے کہ (أَب) کے معنی ہیں (باپ) لیکن کبھی (چچا) پر بھی بولا جاتا ہے
جیسے وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبْنَيْهِ أَذَرُ مِی (أَذَرُ) پر (أَب) کا اطلاق فرمایا۔ حالانکہ وہ
چچا تھا باپ نہیں کیونکہ (أَذَرُ) بہت پرست تھا اور بہت پرستی شرک ہے اور انبیاء کرام علیہم
الصلوة والسلام کے باپ، دادا، پردادا وغیرہ اصول شرک سے محفوظ ہوتے ہیں۔

دوم یہ کہ (مَوْخَذَه) ہوں یعنی حثنیہ اور جمع نہ ہوں کہ اس صورت میں ان

کا اعراب حثنیہ اور جمع کا اعراب ہوگا جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

سوم یہ کہ غیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں۔ غیر یائے متکلم عام ہے کہ اسم ظاہر ہو جیسے جَاءَ أَبُو زَيْدٍ. رَأَيْتُ أَبَا زَيْدٍ. مَرَرْتُ بِأَبِي زَيْدٍ۔ اسی طرح باقی۔ بجز (ذُو) کہ وہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے نہ معرفہ کی طرف اور بغیر اضافت بھی مستعمل نہیں ہوتا۔

اسی طرف اشارہ کرنے کے لئے مصنف علیہ الرحمۃ نے (ذُو مَالٍ) فرمایا فقط (ذُو) نہ فرمایا۔ بخلاف باقی کہ وہ بغیر اضافت بھی مستعمل ہوتے ہیں اور اس وقت ان کا اعراب مفرد منصرف صحیح کا ہوتا ہے جیسے جَاءَ نِسَى أَبٍ. رَأَيْتُ أَبَا مَرُورٍ بِابٍ۔ اسی طرح باقی یا ضمیر ہو جیسے جَاءَ أَبُوكَ۔
ترکیب:

(جَاءَ) ترکیب معلوم (أَبُو) اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواو، مضاف (ک) ضمیر مجرور متصل مبنی بر فتح مضاف الیہ مجرور محلا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ آیا تیرا باپ۔

(رَأَيْتُ أَبَاكَ) اس میں (رَأَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم (فَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (أَبَا) اسمائے ستہ مکبرہ سے منصوب بالف مضاف (ک) ضمیر مجرور متصل مبنی بر فتح مضاف الیہ مجرور محلا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ میں نے تیرے باپ کو دیکھا۔

(مَرَرْتُ بِأَبِيكَ) میں (مَرَرْتُ) ترکیب سابق (بَا) حرف جار مبنی

برکسر (ایسی) اسمائے ستہ مکبرہ سے مجرور یا مضاف (ک) ضمیر مجرور متصل مبنی بر فتح مضاف الیہ مجرور محلا مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں تیرے باپ کے پاس سے گذرا۔

(فم) اصل میں (فوه) تھا اس کی (ها) خلاف قیاس حذف ہوگئی تو (فو) رہ گیا جب مضاف نہ ہو تو واو کو (میم) سے بدل کر (فم) کہتے ہیں اور جب غیر یائے محکم کی طرف مضاف ہو تو واو (واو) لوٹ آتا ہے جیسے انفتح فوک۔ تمہارا منہ کھل گیا۔ فتحت فاک۔ تمہارا منہ میں نے کھول دیا۔ وضعت علی فیک یدى۔ میں نے اپنا ہاتھ تمہارے منہ پر رکھ دیا۔ ہفتم ثنی چوں رجلان۔ ہشتم کلاو کلتا مضاف بمضمونیم انسان و الثنان رفع آل بالف باشد و نصب و جریائے ماقبل مفتوح۔

چوں جاء رجلان و کلاهما و انسان و رأیت رجلیین و کلیہما و الثنین و مررت برجلین و کلیہما و الثنین۔ ساتویں قسم ثنی جیسے رجلان۔ آٹھویں قسم کلاو کلتا جو مضاف بسوئے ضمیر۔ نویں قسم الثنان اور الثنان ان کا رفع الف کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب و جریائے ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے جاء رجلان و کلاهما و انسان و رأیت رجلیین و کلیہما و الثنین و مررت برجلین و کلیہما و الثنین۔

(کلا) دراصل (کلتو) تھا۔ واو متحرک ماقبل مفتوح واو کو الف سے بدل دیا (کلا) ہو گیا اور (کلتا) دراصل (کلتوی) تھا (واو) کو خلاف قیاس (تا) سے بدلاتو (کلتا) ہو گیا۔ اس میں (تا) خالص تانیث کے لئے نہیں بلکہ لام کلمہ سے بدلی ہوئی ہے۔ اگر خالص تانیث کے لئے ہوتی تو لام کلمہ کے بعد آتی۔ اسی طرح الف بھی

خالص تانیث کے لئے نہیں کہ وہ حالت نصب و جر میں (یا) سے بدل جاتا ہے۔ اور خالص تانیث کا الف بوجہ اعراب بدلتا نہیں بلکہ دونوں میں بوئے تانیث ہے اسی واسطے دونوں کا اجتماع جائز قرار پایا ورنہ جائز نہ ہوتا۔

تو گویا تانیث دونوں کے مجموعے سے حاصل ہوئی کہ دو علامت تانیث کا اجتماع جائز نہیں اور (اُنَّان) میں (تا) خلاف قیاس (یا) سے بدلی ہوئی ہے اور یہ بھی خالص تانیث کے لئے نہیں کیونکہ یہ وسط میں واقع ہے اور خالص تانیث کی (تا) وسط میں نہیں واقع ہوتی (کِلا) اور (کِلْتا) اور (اُنَّان اور اُنَّتَان) ثنی نہیں کیونکہ ان کا مفرد نہیں آتا اسی واسطے ثنی مذکور کی تعریف ان پر صادق نہیں آتی بلکہ ثنی کے ہم معنی ہیں کہ ثنی کی طرح یہ بھی دو پر دلالت کرتے ہیں۔ حسب سابق ان مثالوں میں بھی بقرینہ سابق اختصار اُفعل اور حرف جار محذوف ہے۔

ترکیب:

(جَاءَ) فعل ماضی معروف ثنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (رَجُلَانِ) ثنی مرفوع بالذات فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: دو مرد آئے۔

(کِلاهُمَا) یعنی (جَاءَ کِلَاهُمَا) اس میں (جَاءَ) ترکیب سابق (کِلا) مرفوع بالذات مضاف (هُمَا) میں (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً اُنَّان (میم) حرف عوا مبنی بر فتح (الف) علامت ثنی مبنی بر سکون مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ دونوں زید آئے۔

(اُنَّانِ) یعنی (جَاءَ اُنَّانِ) اس میں (جَاءَ) ترکیب سابق (اُنَّانِ) مرفوع

بالف فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: دو آئے

(رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (رَجُلَيْنِ) مثنیٰ منصوب بیائے ماقبل مفتوح، مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے دو مرد دیکھے۔

(كَلِمَتُهُمَا) یعنی (رَأَيْتُ كَلِمَتَهُمَا) اس میں رَأَيْتُ بترکیب معلوم اور (كَلِمَتُهُمَا) منصوب بیائے ماقبل مفتوح مضاف (هُمَا) میں (هَـ) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ یعنی برکسر راجع بسوئے غائب مثلاً زیدان۔
(مِیم) حرف عدا مثنیٰ بر فتح (الف) علامت تثنیہ یعنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے ان دونوں کو دیکھا۔
(اِثْنَيْنِ) یعنی (رَأَيْتُ اِثْنَيْنِ) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (اِثْنَيْنِ) منصوب بیائے ماقبل مفتوح مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے دو دیکھے۔
(مَرَرْتُ) بترکیب معلوم (بَا) حرف جار مثنیٰ برکسر (رَجُلَيْنِ) مثنیٰ مجرور بیائے ماقبل مفتوح۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں دو مردوں کے پاس سے گزرا۔
(كَلِمَتُهُمَا) یعنی (مَرَرْتُ بِكَلِمَتِهِمَا) اس میں (مَرَرْتُ) بترکیب معلوم (بَا) حرف جار مثنیٰ برکسر (كَلِمَتُهُمَا) مجرور بیائے ماقبل مفتوح مضاف (هَـ) ضمیر مجرور متصل مضاف

الیہ مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے غائب مثلاً زُذَّان (میسیم) حرف عما مبنی
بر فتح (الف) علامت تشبیہ مبنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل
کر مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ
خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں ان دونوں کے پاس سے گذرا۔

(اثنین) یعنی مَرَوْتُ بِاِثْنَيْنِ اس میں (مَرَوْتُ) بترکیب معلوم (با) حرف
جا مبنی بر کسر (اِثْنَيْنِ) مجرور بیائے ماقبل مفتوح۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے
فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں دو کے پاس سے گذرا۔

تنبیہ ۷۲ تا ۷۳:

مہر منیر صفحہ ۶۲ میں (اثنان) کا ترجمہ (دو مرد) اور (اثنان) کا (دو عورت) کیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے کہ یہ دونوں لفظ مرد اور عورت کے لئے وضع نہیں کئے گئے بلکہ
مذکر و مؤنث اصطلاحی کے لئے خواہ وہ دو مرد اور دو عورت ہوں یا غیر مرد اور عورت جیسے
قرآن کریم میں ہے

(مِنَ الصَّانِ اِثْنَيْنِ) اور (فَاَتَبَجَسْتُ مِنْهُ اِثْنَا عَشَرَ عَيْنًا) (ضَانٌ) کے
لئے (اِثْنَيْنِ) استعمال فرمایا جو مرد نہیں اور (عَيْنٌ) بمعنی (چشمہ) کے
لئے (اِثْنَانِ) جو عورت نہیں۔ اس کا نون آیت کریمہ میں بوجہ ترکیب ساقط
ہو گیا ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا
حال طفلان زبوں شدہ است

دہم جمع مذکر سالم چوں مُسْلِمُونَ۔ یازدہم اَوَّلُو۔ دوازدہم عَشْرُونَ۔
 تاسِعُونَ رفع شاں بواو ماقبل مضموم باشد و نصب و جر یائے ماقبل مکسور چوں جَاءَ
 مُسْلِمُونَ وَاَوَّلُو مَالٍ وَعَشْرُونَ رَجُلًا وَاَيْتُ مُسْلِمِينَ وَاَوَّلِي مَالٍ
 وَعَشْرِينَ رَجُلًا وَاَمَرْتُ بِمُسْلِمِينَ وَاَوَّلِي مَالٍ وَعَشْرِينَ رَجُلًا وَاَمَرْتُ
 بِمُسْلِمِينَ وَاَوَّلِي مَالٍ وَعَشْرِينَ رَجُلًا۔

دسویں قسم جمع مذکر سالم جیسے مُسْلِمُونَ۔ گیارہویں قسم اَوَّلُو۔ بارہویں قسم
 عَشْرُونَ سے تِسْعُونَ تک۔ ان رفع کا وادما قبل مضموم کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب
 و جر یائے ماقبل مکسور کے ساتھ جیسے جَاءَ مُسْلِمُونَ اور اَوَّلُو مَالٍ وَعَشْرُونَ
 رَجُلًا وَاَيْتُ مُسْلِمِينَ وَاَوَّلِي مَالٍ وَعَشْرِينَ رَجُلًا وَاَمَرْتُ بِمُسْلِمِينَ
 وَاَوَّلِي مَالٍ وَعَشْرِينَ رَجُلًا وَاَمَرْتُ بِمُسْلِمِينَ وَاَوَّلِي مَالٍ وَعَشْرِينَ
 رَجُلًا۔

(جمع مذکر سالم) کی تعریف گذر گئی (اَوَّلُو) جمع مِنْ غَيْرِ لَفْظِہ
 ہے (ذُو) کی۔ اسی واسطے جمع مذکر سالم میں داخل نہیں کیونکہ اس میں مفرد کی بقا واجب
 ہے جیسے (مُسْلِمُونَ) میں (مسلم) باقی ہے اور (عَشْرُونَ) تا (تِسْعُونَ) سے
 مراد آٹھ دہائیاں یعنی:

عَشْرُونَ۔ ثَلَاثُونَ۔ اَرْبَعُونَ۔ خَمْسُونَ۔ سِتُونَ۔ سَبْعُونَ۔ ثَمَانُونَ۔ تِسْعُونَ۔
 ترکیب:

(جاءَ) ترکیب سابق (مُسْلِمُونَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم
 فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
 ترجمہ: آئے مسلمان۔

یہاں پر بھی تینوں مثالوں میں فعل اور حرف جار اختصاراً محذوف

ہیں جیسے (أُولُو مَالٍ) یعنی (جَاءَ أُولُو مَالٍ) اس میں (جَاءَ) بترکیب معلوم اور (أُولُو) مرفوع بواو ماقبل مضموم مضاف (مال) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: آئے مال والے۔

(عِشْرُونَ رَجُلًا) یعنی (جَاءَ عِشْرُونَ رَجُلًا) اس میں (جَاءَ) بترکیب معلوم (عِشْرُونَ) مرفوع بواو ماقبل مضموم تمیز (رَجُلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز۔ تمیز اپنی تمیز سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: آئے بیس مرد۔

(رَأَيْتُ مُسْلِمِينَ) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (مُسْلِمِينَ) جمع مذکر سالم منصوب بیائے ماقبل مکسور مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے مسلمانوں کو دیکھا۔

(أُولَى مَالٍ) یعنی (رَأَيْتُ أُولَى مَالٍ) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (أُولَى) منصوب بیائے ماقبل مکسور۔ مضاف (مَالٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے مال والوں کو دیکھا۔

(عِشْرِينَ رَجُلًا) یعنی (رَأَيْتُ عِشْرِينَ رَجُلًا) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (عِشْرِينَ) منصوب بیائے ماقبل مکسور تمیز۔ (رَجُلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز۔ تمیز اپنی تمیز سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ

فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے میں مرد دیکھے۔

(مَرَوْتُ بِمُسْلِمَيْنِ) اس میں (مَرَوْتُ) بترکیب معلوم (با) حرف جارینی برکسر (مُسْلِمَيْنِ) جمع مذکر سالم مجرور بیائے ماقبل مکسور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں مسلمانوں کے پاس سے گذرا۔

(أُولَئِی مَالٍ) یعنی (مَرَوْتُ بِأُولَئِی مَالٍ) اس میں (مَرَوْتُ) بترکیب معلوم (با) حرف جارینی برکسر۔

(أُولَئِی) مجرور بیائے ماقبل مکسور مضاف (مَالٍ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں مال والوں کے پاس سے گذرا۔

(عِشْرَیْنَ رَجُلًا) یعنی (مَرَوْتُ بِعِشْرَیْنَ رَجُلًا) اس میں (رَایْتُ) بترکیب معلوم (با) حرف جارینی برکسر (عِشْرَیْنَ) مجرور بیائے ماقبل مکسور متیز (رَجُلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز۔

تمیز اپنی تمیز سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں بیس مردوں کے پاس سے گذرا۔

تنبیہ ۷۴:

مہر منیر صفحہ ۶۷ اور المصباح المنیر صفحہ ۷۳ میں بالفاظ مختلف ہے کہ (عرب میں اعراب بالحرف کے لئے تین حرف مقرر ہیں الف، واو، یا۔ الف حالت رفی

میں تثنیہ کو دے دیا گیا اور واد جمع کو باقی رہ گئی یا تو ماقبل مفتوح کر کے حالت نصی اور جری میں تثنیہ کو دے دی گئی اور ماقبل مکسور کر کے جمع کو

اقول:

اس داد و دہش کو ثنی اور مجموع میں محصور کرنا غلط ہے کہ اسمائے ستہ مکمرہ بھی تو اس میں شریک ہیں۔ ان کا اعراب بھی انہیں حرف کے ساتھ ہوتا ہے کما سبق۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

سبز دہم اسم مقصورہ و آل اسمیت کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چون مؤسسی۔ چہار دہم غیر جمع مذکر سالم مضاف یائے متکلم چون غلامی رفع شاں بتقدیر ضمه باشد و نصب بتقدیر فتح و جر بتقدیر کسرہ و در لفظ ہمیشہ یکساں باشد چون جَاءَ مُوسَىٰ وَغُلَامِي وَرَأَيْتُ مُوسَىٰ وَغُلَامِي وَمَرَرْتُ بِمُوسَىٰ وَغُلَامِي۔

تیسرے ہوں قسم اسم مقصورہ اور وہ ایسا اسم ہے جس کے آخر الف مقصورہ ہو جیسے مؤسسی چودھویں قسم غیر جمع مذکر سالم جو مضاف بسوئے یائے متکلم جیسے غلامی ان کا رفع ضمه مقدرہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب فتح مقدرہ کے ساتھ اور جر کسرہ مقدرہ کے ساتھ اور لفظ میں ہمیشہ یکساں رہتے ہیں جیسے جَاءَ مُوسَىٰ اور غُلَامِي اور رَأَيْتُ مُوسَىٰ اور غُلَامِي اور مَرَرْتُ بِمُوسَىٰ اور غُلَامِي۔

مخفی نہ رہے کہ یہاں پر اسم مقصور سے مراد وہ اسم نہیں جس کے آخر میں الف مقصورہ زائد ہو کیونکہ ایسا اسم غیر منصرف ہوتا ہے بایں سبب کہ الف مقصورہ زائد علامت تانیث ہے اور دو سبب کے قائم مقام اور غیر منصرف کا اعراب

حالت جر میں بفتح لفظی ہوتا ہے جیسے مَرَزْتُ بِعُمَرَ یا بفتح تقدیری جیسے مَرَزْتُ بِعُجْلَى میں۔ بلکہ مراد وہ اسم مقصورہ ہے جس کے آخر الف مقصورہ غیر زائدہ ہو یعنی حرف اصلی لام کلمہ سے بدلا ہو جیسے:

المصطفیٰ میں الف مقصورہ لفظاً ہے۔ اور (مصطفیٰ) تقدیراً کہ بوجہ اجتماع ساکنین ساقط ہو گیا۔

نظر برآں (مُوسَى) باتوین پڑھا جائے کہ اصل میں (مُوسَى) بروزن (مُفْعَل) اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی (مَخْلُوق) مصدر (اِنْسَاء) سے جس کے معنی ہیں (حَلَق)۔ اس میں یہ تعلیل ہوئی کہ (یا) متحرک ماقبل مفتوح، اُس کو الف سے بدل لیا۔ الف اور توین میں اجتماع ساکنین ہوا۔ الف گر گیا (مُوسَى) رہ گیا جو تینوں حالتوں میں اسی طرح رہے گا۔

یہ (مُوسَى) وہ نہیں جو ایک جلیل القدر پیغمبر کا اسم گرامی ہے جو بنی اسرائیل کی طرف فرعون کے زمانے میں مبعوث ہوئے تھے کہ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے تو بوجہ عجمہ اور علمیت غیر منصرف ہوا۔ علیٰ نینا وعلیہ الصلاۃ والسلام۔

اور جب اس پر الف لام داخل کریں جیسے (اَلْمُوسَى) تو الف مقصورہ لفظاً ہوگا کہ اب اصل میں اجتماع ساکنین نہیں جس کی وجہ سے گر گیا تھا۔

ترکیب:

(جَاءَ) ترکیب معلوم (مُوسَى) اسم مقصورہ مرفوع تقدیراً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: آیا ایک مونث اہوا۔ (لفظ موسیٰ کا عربی لغت میں معنی ہے)

(عُجْلَى) یعنی (جَاءَ عُجْلَى) اس میں (جَاءَ) ترکیب معلوم (عُجْلَى) غیر جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یائے مکمل مرفوع تقدیراً۔

کسرہ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: آیا میر اعلام۔

(رَأَيْتُ مُوسَى) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (مُوسَى) اسم مقصورہ منصوب تقدیراً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے ایک مونڈے ہوئے کو دیکھا۔ (لفظ مُوسَى کا عربی لغت میں معنی ہے)۔

(غَلَامِي) یعنی (رَأَيْتُ غَلَامِي) اس میں (رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (غَلَام) غیر جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یائے متکلم منصوب تقدیراً کسرہ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں نے اپنے غلام کو دیکھا۔

(مَرَدْتُ بِمُوسَى) اس میں (مَرَدْتُ) بترکیب معلوم (بِ) حرف جار مبنی بر کسر (مُوسَى) اسم مقصور مجرور تقدیراً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں ایک مونڈے ہوئے کے پاس سے گذرا۔

(غَلَامِي) یعنی مَرَدْتُ بِغَلَامِي اس میں (مَرَدْتُ) بترکیب معلوم اور (بِ) حرف جار مبنی بر کسر (غَلَام) غیر جمع مذکر سالم مضاف بسوئے یائے متکلم مجرور تقدیراً کسرہ موجودہ حرکت مناسبت۔

(یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون مضاف اپنے مضاف

الیہ سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں اپنے غلام کے پاس سے گذرا۔

پانزدہم اسم منقوص و آن اسمیت کہ آخرش یائے ماقبل کسور باشد چون قاضی رفعتش تقدیر ضمہ باشد و نصبش بفتح لفظی و جرش تقدیر کسرہ چون جاء القاضی و رأیت القاضی و مررت بالقاضی۔

پندرھویں قسم اسم منقوص اور وہ ایسا اسم ہے جس کے آخریائے ماقبل کسور ہو جیسے قاضی اس کا رفع ضمہ مقدر کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کا نصب بفتح لفظی اور اس کا جر کسرہ مقدر کے ساتھ۔

جیسے جاء القاضی اور رأیت القاضی اور مررت بالقاضی۔

ترکیب:

(جاء) ترکیب معلوم (القاضی) اسم منقوص مرفوع تقدیر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: قاضی آیا۔

(رأیت) ترکیب معلوم (القاضی) اسم منقوص مجرور تقدیر منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے قاضی کو دیکھا۔

(مررت) ترکیب معلوم (با) حرف جار مینی بر کسر (القاضی) اسم منقوص مجرور تقدیر، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں قاضی کے پاس سے گذرا۔

تنبیہ ۷۵:

مہر منیر صفحہ ۶۸ میں اسم منقوص کی تعریف یوں کی ہے کہ (اصطلاح میں اُس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں یا ء ساکن ماقبل مکسور ہو)۔

اقول:

یہ غلط ہے اور اصطلاح پر افتراء۔ غلط اس لئے کہ بحالت نصب جیسے رَأَيْتُ الْقَاضِيَّ میں (الْقَاضِيَّ) اسم منقوص ہونے سے نکل گیا کہ (یا) ساکن نہیں حالانکہ اسم منقوص ہے۔

اور افتراء اس لئے کہ نحو یوں کی اصطلاح نہیں۔ یہ اُن پر افتراء ہے۔ ان کے نزدیک وہی تعریف ہے جو متن میں مذکور ہوئی (ساکن) کی قید ایجاد بندہ ہے یا بندی اور بالفاظ دیگر اضافہ دیو بندی۔ یہی موجب فساد ہوا جیسے فس بندی۔ سچ ہے کہ یہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں مُسْلِمِي رَفْعُش بِتَقْدِيرِ اَوَ اَبَاشْدُو نَصْب و جَرش بیائے ماقبل مکسور چوں هُوْلَاءِ مُسْلِمِي کہ دراصل مُسْلِمُوْنَ ی بود۔ نون باضافت ساقط شد و او یا جمع شدن سابق ساکن بود و او را بیا بدل کردن و رَأَيْتُ مُسْلِمِي و مَرَرْتُ بِمُسْلِمِي۔

سولہویں قسم جمع مذکر سالم جو مضاف بسوئے یائے متکلم جیسے مُسْلِمِي اس کا رفع و اومقدّر کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب و جراس کا یائے ماقبل مکسور کے ساتھ جیسے هُوْلَاءِ مُسْلِمِي کہ اصل میں مُسْلِمُوْنَ ی ہی تھا۔ نون بوجہ اضافت ساقط ہو گیا و او را جمع ہوئے اور پہلا ساکن تھا تو او کو یاء سے بدل لیا اور رَأَيْتُ مُسْلِمِي مَرَرْتُ بِمُسْلِمِي۔

ترکیب:

(هُوَ لَاءِ) میں (ہا) حرف تنبیہ مبنی بر سکون (أُولَاءِ) اسم اشارہ مبتداء مرفوع محلا مبنی بر کسر (مُسْلِمِي) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مرفوع بواو مقدر مضاف (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ محلا مبنی بر فتح۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: یہ میرے مسلمان ہیں۔

(رَأَيْتُ) بترکیب معلوم (مُسْلِمِي) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب بیائے ماقبل مکسور (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مجرور محلا مبنی بر فتح۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے اپنے مسلمانوں کو دیکھا۔

(مَرَزْتُ) بترکیب معلوم (یا) حرف جار مبنی بر کسر (مُسْلِمِي) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور بیائے ماقبل مکسور (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مجرور محلا مبنی بر فتح۔

مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں اپنے مسلمانوں کے پاس سے گذرا۔

فصل:

بدانکہ اعراب مضارع سہ است رفع ونصب وجزم فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب بر چہار قسم است اول صحیح مجرور از ضمیر بارز مرفوع برائے تشبیہ وجمع مذکر و برائے واحد مؤنث مخاطبہ رفعش بضمہ باشد ونصب بفتح وجزم سکون چوں هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ

يُضْرَبُ وَلَمْ يُضْرَبْ.

جان لو کہ اعراب مضارع کے تثنیٰ ہیں رفع اور نصب اور جزم۔ فعل مضارع باعتبار اقسام اعراب چار قسم پر ہے۔ اول قسم صحیح خالی ضمیر بارز مرفوع سے جو تثنیہ اور جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے لئے ہوتی۔ اس کا مضارع کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب فتح کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ جیسے هُوَ يُضْرَبُ اور لَنْ يُضْرَبَ اور لَمْ يُضْرَبْ۔

فعل (صحیح) نحو یوں کی اصطلاح میں اُس فعل کو کہتے ہیں جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو اور (مجرد از ضمیر بارز مرفوع) پانچ صیغے ہوتے ہیں واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم۔

ترکیب:

(هَوُ) ضمیر مرفوع متصل مبتدا۔ مرفوع محلا جنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید (يُضْرَبُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً۔ صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هَوُ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا جنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ مارتا ہے یا مارے گا۔

(لَنْ يُضْرَبَ)۔ یعنی (هَوُ لَنْ يُضْرَبَ) اس میں (هَوُ) بترکیب سابق مبتدا (لَنْ) حرف ناصب جنی بر سکون (يُضْرَبُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً۔ صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هَوُ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا جنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل

کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ ہرگز نہیں مارے گا۔

(لَمْ يَضْرِبْ) یعنی (هُوَ لَمْ يَضْرِبْ) اس میں (هُوَ) بترکیب سابق مبتدا (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَضْرِبْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم لفظاً۔ صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: اُس نے نہیں مارا۔

تنبیہ ۷۶ تا ۷۹:

المصباح المہیر صفحہ ۷۶ اور مہر منیر صفحہ ۶۹ میں ہے کہ جزم کے معنی سکون کے ہیں۔

اقول:

یہ غلط ہے، جزم عام ہے اور سکون خاص۔ کہ جزم کبھی بصورت سکون ہوتا ہے اور کبھی بصورت حذف لام جیسے دوسری اور تیسری قسم میں آ رہا ہے اور کبھی بصورت حذف نون جیسے چوتھی قسم میں آ رہا ہے۔

مولانا ہادی علی علیہ الرحمۃ کا اس مقام پر ایک حاشیہ ہے جو مصنف علیہ الرحمۃ کے قول (جزم بسکون) میں (سکون) پر تھا۔ کسی کی غلطی سے مصنف علیہ الرحمۃ کی قول سابق (اعراب مضارع) سے است رفع ونصب وجزم) میں واقع (جزم) پر نقل ہو گیا۔ غالباً اسی سے یہ دونوں فاضلان دیوبند خود بھی گمراہ ہوئے اور بہت سے طلبہ کو گمراہ کر ڈالا۔ خود میں اتنی سمجھ بوجھ کہاں کہ نقل کی غلطی پر آگاہ ہو سکیں۔

خیر ہم وہ حاشیہ نقل کرتے ہیں جس کو پڑھ کر ہر ذی عقل سمجھ لے گا کہ یہ (سکون) پر ہے (جزم) پر نہیں وہ یہ ہے (یعنی سکونیکہ بسبب عامل پدید آید پس

سکونیکہ برائے غرض وقف باشد خارج خواهد بود چہ آں در ماضی ہم جائز است)۔
 اس سے ظاہر ہے کہ مولانا موصوف یہ بیان فرماتے ہیں کہ بحالت جزم (سکون) سے
 مراد مصنف علیہ الرحمۃ کی وہ سکون ہے جو عامل کا اثر ہوتا ہے نہ سکون وقف کہ وہ عامل
 کا اثر نہیں ہوتا۔ اور دونوں فاضلان دیوبند یہ سمجھ بیٹھے کہ جزم کے معنی بیان کر رہے
 ہیں۔ اس لئے بے سمجھے بوجھ بول پڑے کہ (جزم کے معنی سکون کے ہیں)۔
 لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم

یاعالبان! ان دونوں فاضلان دیوبند نے مصدر فیوض پڑھا تھا۔ اُس میں لکھا ہے
 کہ جزم سکون کو کہتے ہیں۔ وہی یہاں پر بیان کر دیا اور یہ نہ سمجھا کہ یہاں پر نحوی
 اصطلاح میں کلام ہو رہا ہے لیکن تعجب ہے کہ مصدر فیوض کی بات یاد رہی اور نحو میر کے
 مسائل یاد نہیں جس کی شرح لکھ رہے ہیں۔

پھر دوم کے صفحہ ۶۹ پر ہے کہ (نحویوں کی اصطلاح میں صرف معتل بلام یعنی
 جس کے لام کلمہ میں حرف علت ہو معتل شمار ہوتا ہے لہذا یہاں صحیح سے مراد وہ مضارع
 ہے جس کے لام کلمہ میں حرف علت ہو نہ ہو) یہ دونوں باتیں غلط
 ہیں اور نحویوں پر افتراء خالص۔

غلط اس لئے کہ (یَذْلُونِی) معتل کی تعریف مذکور سے نکل گیا کیونکہ اس کے
 لام کلمہ میں حرف علت نہیں اس لئے کہ یہ بر وزن (یَفْعُولِی) ہے اس سے ظاہر ہوا کہ
 لام کلمہ کی جگہ حرف علت نہیں بلکہ لام ہے۔

حالانکہ نحویوں کے نزدیک یہ معتل ہے اور صحیح کی تعریف مذکور اس پر صادق
 آتی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں بلکہ معتل ہے۔ یہ باب (اَفْعُولَاءُ) سے ہے جس کو ثلاثی
 مزید باہرہ وصل کے ابواب سے کرتے ہیں مگر نو مشہور ابواب سے نہیں۔

کمافی نوادر الاصول (با) اس کے آخر زائد ہے اور (فا) کلمہ (ذال) اور عین

کلمہ (لام) اور لام کلمہ بھی (لام) اس کا مصدر ہے (اذْلُ — وُلَاءُ) جس کے معنی ہیں (انقیاد) کذا فی المنجد الکبیر۔ نظر بر آں ظاہر ہوا کہ معتل اور صحیح دونوں کی تعریف مذکور غلط ہے۔ افتراء اس لئے کہ نحو یوں کی طرف یہ نسبت مطابق واقع نہیں انہوں نے تو یوں تعریف کی ہے کہ صحیح وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو نہ اصلی نہ زائد۔ اور معتل وہ ہے جس کے آخر حرف علت ہو خواہ اصلی جیسے یَدْْعُوْ خواہ زائد جیسے (یَدْْلُوْی)۔

چنانچہ شرح جامی صفحہ ۳۲۱ میں صحیح کی تعریف یوں فرمائی وَهُوَ عِنْدَ النُّحَاةِ مَا لَمْ يَكُنْ حَرْفُهُ الْآخِیْرُ حَرْفَ عَلَیْهِ اس پر کلمہ میں صفحہ ۵۰۰ پر فرمایا (سَوَاءٌ كَانَ أَصْلًا أَوْ زَائِدًا فَلِذَا لَمْ يَقُلْ لَامَةً) اور صفحہ ۳۲۲ میں (المعتل) متن سے قبل (المضارع) اور بعد (الآخر) ذکر فرما کر بتایا کہ اصطلاح نحاۃ میں مضارع معتل اُس کو کہتے ہیں جس کے آخر حرف علت ہو (آخر) میں تعیم ہے خواہ وہ لام کلمہ ہو یا زائد۔

پھر صفحہ ۷۰ پر (لَمْ يَضْرِبْ) کا ترجمہ کیا ہے (اُس نے ہرگز نہیں مارا)۔ یہ بھی غلط ہے کہ (لَمْ) تاکید نفی کے لئے نہیں آتا۔

اس لئے ترجمہ میں (ہرگز) ہرگز نہیں لاسکتے۔ مگر دیوبندی مت کا کیا علاج۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملاء

حال طفلان زبوں شدہ است

دوم مفرد معتل واوی چوں یَغْزُوْ وِیائی چوں یَرْمِیْ رَفْعُشْ بتقدیر ضمہ باشد و نصب بفتح لفظی و جزم بحذف لام (یعنی بحذف آخر) چوں هُو یَغْزُوْ وِیائی و یَرْمِیْ وَلَنْ یَغْزُوْ وَلَنْ یَرْمِیْ وَلَمْ یَغْزُوْ وَلَمْ یَرْمِیْ۔

دوسری قسم مفرد معتل واوی جیسے یَغْزُوْ وِیائی جیسے یَرْمِیْ اس دوسری قسم

کارِ فتح ضمہ مقدر کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب فتح لفظی کے ساتھ اور جزم بحذف لام جیسے **هُوَ يَغْزُو وَيُزِمِي وَلَنْ يَغْزُو وَلَنْ يُزِمِي وَلَمْ يَغْزُو وَلَمْ يُزِمِ**۔
(مفرد) سے مراد جو ثنیہ اور جمع نہ ہو اور (معتل واوی) سے مراد جس کے آخر میں (واو) ہو اور (معتل یائی) سے مراد جس کے آخر میں (یا) ہو۔

ترکیب:

(هُوَ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا۔ مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید (لَغَزُوْ) مفرد معتل واوی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ غزوہ کرتا ہے یا کرے گا۔

(یہاں پر بھی مثالوں میں اختصاراً (هُوَ) مبتدا محذوف ہے (یُزِمِي) یعنی (هُوَ يُزِمِي) اس میں (هُوَ) ترکیب سابق مبتدا (یُزِمِي) مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً۔ صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ تیر پھینکتا ہے یا تیر پھینکے گا۔

(لَنْ يَغْزُوْ) یعنی (هُوَ لَنْ يَغْزُوْ) اس میں (هُوَ) ترکیب معلوم مبتدا (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَغْزُوْ) مفرد معتل واوی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح

راجع بسوئے مبتدا۔

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ ہرگز غزوہ نہیں کرے گا۔

(لَنْ يُؤْمِيَ) یعنی (هُوَ لَنْ يُؤْمِيَ) اس میں (هُوَ) بترکیب سابق مبتدا (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يُؤْمِيَ) مفرد معتل یائی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ تیر ہرگز نہیں پھینکے گا۔

(لَمْ يَغْزُ) یعنی (هُوَ لَمْ يَغْزُ) اس میں (هُوَ) بترکیب سابق مبتدا (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَغْزُ) مفرد معتل واوی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: اُس نے غزوہ نہیں کیا۔

(لَمْ يَزُمْ) یعنی (هُوَ لَمْ يَزُمْ) اس میں (هُوَ) بترکیب معلوم مبتدا (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَزُمْ) مفرد معتل یائی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اُس نے تیر نہیں پھینکا۔

تنبیہ ۸۲ تا ۸۰:

المضباح المنیر صفحہ ۷۷ اور مہر منیر صفحہ ۷۰ میں مفرد معتل واوی اور مفرد معتل یائی کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ (مضارع کے ایسے صیغے جو کہ مفرد ہوں مگر معتل ہوں خواہ معتل واوی ہوں یعنی ان کے لام کلمہ پر واو آ رہا ہو جیسے یَذْغُو یا معتل یائی کہ ان کے لام کلمہ پر (یا) آ رہی ہو جیسے (یُرْمِی)۔

اقول:

یہ غلط ہے اور مصنف علیہ الرحمۃ پر افتراء۔ غلط اس لئے کہ معتل واوی کے معنی یہ ہیں جس کے آخر میں (واو) ہو اور معتل یائی کے یہ کہ اس کے آخر میں (یا) ہو کیونکہ نحوی معتل میں اخیر حرف کا اعتبار کرتے ہیں خواہ لام کلمہ ہو یا زائد کما سبق۔ اور افتراء اس لئے کہ اس باطل معنی کو مصنف علیہ الرحمۃ کی مراد قرار دے دیا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

سوم مفرد معتل الفی چوں یُرَضِّی وَلَنْ یُرَضِّی وَلَمْ یُرَضِّ
و جزم بخذف لام چوں هُوَ یُرَضِّی وَلَنْ یُرَضِّی وَلَمْ یُرَضِّ
تیسری قسم مفرد معتل الفی جیسے یُرَضِّی اس کا رفع ضمہ مقدر کے ساتھ
ہوتا ہے اور نصب فتح مقدر کے ساتھ اور جزم بخذف لام جیسے هُوَ یُرَضِّی وَلَنْ
یُرَضِّی وَلَمْ یُرَضِّی۔

(مفرو) کے معنی وہی کہ تنبیہ و جمع نہ ہو اور (معتل الفی) کے معنی یہ کہ جس کے آخر میں الف ہو۔

ترکیب:

(هُوَ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا۔ مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید (یَرْضَى) مفرد معتل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ راضی ہوتا ہے یا ہوگا۔

یہاں پر بھی بقرینہ سابق دونوں مثالوں میں اختصاراً مبتدا مخذوف ہے۔
(لَنْ يَرْضَى) یعنی (هُوَ لَنْ يَرْضَى) اس میں (هُوَ) ترکیب سابق مبتدا (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَرْضَى) مفرد معتل الفی منصوب تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ ہرگز راضی نہ ہوگا۔

(لَمْ يَرْضَ) یعنی (هُوَ لَمْ يَرْضَ) اس میں (هُوَ) ترکیب سابق مبتدا (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَرْضَ) مفرد معتل الفی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ راضی نہ ہوا۔

تنبیہ ۸۳ تا ۸۴:

مہر منیر صفحہ ۷۷ میں مفرد معتل الفی کے معنی بیان کئے ہیں (یعنی مضارع کے مفرد کے صیغے جس کے لام کلمہ میں الف ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ الف اصلی ہو کیونکہ عموماً یہ الف واو اور یاء ہی سے بدلا ہوا ہوتا ہے)۔

اقول:

اس سے دو باتیں مفہوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ معتل الفی وہ جس کے لام کلمہ میں الف ہو۔

دوم یہ کہ الف حرف اصلی بھی ہوتا ہے اگرچہ نقلت۔

اور المصباح المنیر صفحہ ۷۷ میں الف کے اصلی ہونے کی بایں الفاظ تصریح کی (اور خواہ اصلی ہو) یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور (یعنی) کہہ کر مصنف علیہ الرحمۃ پر افتراء کیا۔

اول اس لئے معتل الفی وہ ہے جس کے آخر میں الف ہو کمافی شرح الجامی قدس سرہ السامی۔

یہ ضروری نہیں کہ لام کلمہ کی جگہ ہو۔ کیونکہ کبھی لام کلمہ کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے (یَذْلُوْنِی) مجھول میں لام کلمہ کے بعد ہے۔

دوم اس لئے کہ الف حرف اصلی نہیں ہوتا اسی واسطے صرفی مثال اجوف، ناقص کی دو قسم کرتے ہیں۔ واوی اور یائی۔ مثال الفی، اجوف الفی، ناقص الفی کوئی نہیں کہتا اگر الف اصلی ہوتا تو بجز مثال اجوف اور ناقص کی تقسیم الفی کی جانب واجب تھی۔ مثال کی تقسیم الفی کی طرف نہیں ہو سکتی کہ ابتداء بال سکون مانع ہے ہاں الف کسی دوسرے حرف اصلی سے بدل کر اصلی کی جگہ واقع ہو جاتا ہے۔

لیکن ان فاضلان دیوبند کو اتنی سمجھ کہاں۔ سچ ہے کہ

یہ ہی کتب وہی ملا ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

چهارم صحیح یا معتل باضائر و نونہائے مذکورہ رفع شاں باثبات نون باشد چنانچہ
 در تثنیہ گوئی هُمَا يَضْرِبَانِ وَيَغْزَوَانِ وَيَرْمِيَانِ وَيَرْضَيَانِ وَدَر جَمْعِ مَذْكَرِ گوئی هُمْ
 يَضْرِبُونَ وَيَغْزَوُونَ وَيَرْمُونَ وَيَرْضَوْنَ وَدَر مَفْرَدِ مَوْثِ حَاضِرِ گوئی اَنْتَ تَضْرِبُ بَيْنَ
 وَتَغْزِيْنِ وَتَرْمِيْنِ وَتَرْضِيْنِ وَنَصْبِ وَجَزْمِ بِحَذْفِ نُونِ چنانکہ در تثنیہ گوئی لَنْ
 يَضْرِبَاوَلَنْ يَغْزُواوَلَنْ يَرْمِيَاوَلَنْ يَرْضَيَاوَلَمْ يَضْرِبَاوَلَمْ يَغْزُواوَلَمْ يَرْمِيَاوَلَمْ
 يَرْضَيَا وَدَر جَمْعِ مَذْكَرِ گوئی لَنْ يَضْرِبُواوَلَنْ يَغْزُواوَلَنْ يَرْمُواوَلَنْ يَرْضُواوَلَمْ
 يَضْرِبُواوَلَمْ يَغْزُواوَلَمْ يَرْمُواوَلَمْ يَرْضُوا وَدَر مَفْرَدِ مَوْثِ حَاضِرِ گوئی لَنْ
 تَضْرِبِي وَلَنْ تَغْزِي وَلَنْ تَرْمِي وَلَنْ تَرْضِي وَلَمْ تَضْرِبِي وَلَمْ تَغْزِي وَلَمْ
 تَرْمِي وَلَمْ تَرْضِي.

چوتھی قسم صحیح یا معتل مذکورہ ضمیروں اور مذکورہ نون کے ساتھ ان کا رفع باثبات
 نون ہوتا ہے چنانچہ تثنیہ میں کہو گے هُمَا يَضْرِبَانِ وَيَغْزَوَانِ وَيَرْمِيَانِ وَيَرْضَيَانِ
 اور جمع مذکر میں کہو گے هُمْ يَضْرِبُونَ وَيَغْزَوُونَ وَيَرْمُونَ وَيَرْضَوْنَ
 اور واحد مؤنث حاضر میں کہو گے اَنْتَ تَضْرِبُ بَيْنَ وَتَغْزِيْنِ وَتَرْمِيْنِ وَتَرْضِيْنِ
 اور نصب و جزم بِحَذْفِ نُونِ چنانچہ تثنیہ میں کہو گے لَنْ يَضْرِبَاوَلَنْ يَغْزُواوَلَنْ
 يَرْمِيَاوَلَنْ يَرْضَيَاوَلَمْ يَضْرِبَاوَلَمْ يَغْزُواوَلَمْ يَرْمِيَاوَلَمْ يَرْضَيَا اور جمع
 مذکر میں کہو گے لَنْ يَضْرِبُواوَلَنْ يَغْزُواوَلَنْ يَرْمُواوَلَنْ يَرْضُواوَلَمْ
 يَضْرِبُواوَلَمْ يَغْزُواوَلَمْ يَرْمُواوَلَمْ يَرْضُوا اور واحد مؤنث حاضر میں کہو گے لَنْ
 تَضْرِبِي وَلَنْ تَغْزِي وَلَنْ تَرْمِي وَلَنْ تَرْضِي وَلَمْ تَضْرِبِي وَلَمْ تَغْزِي وَلَمْ
 تَرْمِي وَلَمْ تَرْضِي.

(مضارع معرب) کے بارہ صیغے ہیں۔

پانچ وہ جن میں بارز ضمیریں اور نون اعرابی نہیں ہوتے یہ وہی ہیں جن

کو ماقبل میں بیان کر دیا۔ یہ پانچ صحیح ہوں یا معتل اور معتل واوی ہوں یا یائی، یا الفی ان کے اعراب کا بیان ہو چکا۔ اب مصنف علیہ الرحمۃ باقی ماندہ سات صیغوں کا اعراب بیان فرماتے ہیں جن میں مذکورہ ضمیروں اور مذکورہ اعرابی نونات کا الحاق ہوتا ہے۔

سوال: بارز ضمیروں کو (مذکورہ) کہنا درست ہے کہ ان کا ذکر ہو چکا۔ اعرابی نونات کو مذکورہ کہنا درست نہیں کہ ماقبل میں اُن کا ذکر نہیں آیا؟

جواب: ماقبل میں اُن صیغوں کا ذکر آیا ہے جن میں اعرابی نونات لگتے ہیں۔ لہذا اُن صیغوں کے مذکور ہونے سے ضمناً ان کا ذکر بھی ہو گیا۔ نظر برآں ان کو (مذکورہ) کہنا صحیح ہے۔

(هُمَا يَضْرِبَانِ) (هُمَا) میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو (مِیَم) حرف عما مبنی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون (يَضْرِبَانِ) صحیح با ضمیر بارز مرفوع با ثبات نون صیغہ تشنیہ مذکر غائب اس میں الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلاً۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ وہ دونوں مارتے ہیں یا ماریں گے۔

(يَغْزُوَانِ) یعنی (هُمَا يَغْزُوَانِ) اس میں (هُمَا) ترکیب سابق مبتدا (يَغْزُوَانِ) معتل واوی با ضمیر بارز۔ مرفوع با ثبات نون، صیغہ تشنیہ مذکر غائب۔ اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلاً۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ وہ دونوں کرتے ہیں یا کریں گے۔

(نَرْمِيَان) یعنی (هُمَا يَرْمِيَان) اس میں (هُمَا) بترکیب سابق مبتدا (نَرْمِيَان) مفعول یاائی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون، صیغہ ثنویہ مذکر غائب۔ اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ دونوں تیر پھینکتے ہیں یا پھینکیں گے۔

(يَرْمِيَان) یعنی (هُمَا يَرْمِيَان) اس میں (هُمَا) بترکیب سابق مبتدا (يَرْمِيَان) مفعول الکی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون، صیغہ ثنویہ مذکر غائب۔ اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ دونوں خوش ہوتے ہیں یا ہوں گے۔

(هُم يَضْرِبُونَ) (هُم) میں (ها) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مشا زید و عمر و دیگر (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (يَضْرِبُونَ) صحیح باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب مارتے ہیں یا ماریں گے۔

(يَغْزُونَ) یعنی (هُم يَغْزُونَ) اس میں (هُم) بترکیب معلوم مبتدا (يَغْزُونَ) مفعول واوی باضمیر بارز۔ مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل

اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب غزوہ کرتے ہیں یا کریں گے۔

(يَسْرُمُونَ) یعنی (هُمْ يَسْرُمُونَ) اس میں (هُمْ) بترکیب معلوم مبتدا (يَسْرُمُونَ) معتل یائی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب تیر پھینکتے ہیں یا پھینکیں گے۔

(يَسْرَضُونَ) یعنی (هُمْ يَسْرَضُونَ) اس میں (هُمْ) بترکیب معلوم مبتدا (يَسْرَضُونَ) معتل الفی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب خوش ہوتے ہیں یا ہوں گے۔

(اَنْتَ قَضِرْبَيْنِ) اَنْتَ میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا، مرفوع محلا مبنی بر سکون (قا) علامت خطاب مبنی بر کسر (قَضِرْبَيْنِ) صحیح باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو مارتی ہے یا مارے گی۔

(تَغْزِيْنَ) یعنی (اَنْتِ تَغْزِيْنَ) اس میں (اَنْتِ) بترکیب معلوم مبتدا (تَغْزِيْنَ) معتل واوی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو غزوہ کرتی ہے یا کرے گی۔

(تَوَمِّیْن) یعنی (اَنْتِ تَوَمِّیْن) اس میں (اَنْتِ) بترکیب معلوم مبتدا (تَوَمِّیْن) معتل یائی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو تیر پھینکتی ہے یا پھینکے گی۔

(تَرَضَّیْن) یعنی (اَنْتِ تَرَضَّیْن) اس میں (اَنْتِ) بترکیب معلوم مبتدا (تَرَضَّیْن) معتل الفی باضمیر بارز مرفوع باثبات نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو خوش ہوتی ہے یا ہوگی۔

(لَنْ یُضْرِبَا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (یُضْرِبَا) صحیح باضمیر بارز منصوب بخذف نون صیغہ ثنئیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ دونوں ہرگز نہیں ماریں گے۔

(لَنْ يَغْزُوا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَغْزُوا) معتل
واوی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ ثنیہ مذکر عائب۔

اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز قاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع
بسوئے عائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے قاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ دونوں ہرگز غزوہ نہ کریں گے۔

(لَنْ يُؤْهِبَا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يُؤْهِبَا) معتل یاوی
باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ ثنیہ مذکر عائب۔ اس میں (الف) ضمیر مرفوع
متصل بارز قاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے عائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے
قاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ دونوں ہرگز تیر نہ پھینکیں گے۔

(لَنْ يُؤْضِيَا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يُؤْضِيَا) معتل الفی
باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ ثنیہ مذکر عائب۔ اس میں (الف) ضمیر مرفوع
متصل بارز قاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے عائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے
قاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ دونوں ہرگز خوش نہ ہوں گے۔

(لَمْ يَضْرِبَا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَضْرِبَا) صحیح
باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ ثنیہ مذکر عائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل
بارز قاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے عائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے قاعل
سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اُن دونوں نے نہیں مارا۔

(لَمْ يَغْزُوا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَغْزُوا) معتل واوی
 باضمیر بارز مجزوم بخذف نون صیغہ ثنئیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل
 بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے فاعل
 سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اُن دونوں نے غزوہ نہیں کیا۔

(لَمْ يَسْمِوْا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَسْمِوْا) معتل یائی
 باضمیر بارز مجزوم بخذف نون صیغہ ثنئیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل
 بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے فاعل
 سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اُن دونوں نے تیر نہیں پھینکا۔

(لَمْ يَوْضَيَا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَوْضَيَا) معتل الفی
 باضمیر بارز مجزوم بخذف نون صیغہ ثنئیہ مذکر غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل
 بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو۔ فعل اپنے فاعل
 سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ دونوں خوش نہیں ہوئے۔

(لَنْ يَضْرِبُوْا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَضْرِبُوْا) صحیح
 باضمیر بارز منصوب بخذف نون۔ صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع
 متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید، عمرو، بکر۔ فعل
 اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب ہرگز نہیں ماریں گے۔

(لَنْ يَغْزُوا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَغْزُوا) معتل واوی

باضمیر بارز منصوب بحذف نون۔ صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید، عمرو، خالد۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ سب ہرگز غزوہ نہیں کریں گے۔

(لَنْ يَوْمُوا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَوْمُوا) معتل یا ئی باضمیر بارز منصوب بحذف نون۔ صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید، عمرو، بکر۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ سب ہرگز تیر نہ بھیجیں گے۔

(لَنْ يَرْضَوْا) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَرْضَوْا) معتل الفی باضمیر بارز منصوب بحذف نون۔ صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید، عمرو، بکر۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: وہ سب ہرگز خوش نہ ہوں گے۔

(لَمْ يَضُرُّوْا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَضُرُّوْا) صحیح باضمیر بارز۔ مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو و بکر۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: اُن سب نے نہیں مارا۔

(لَمْ يَغْزُوا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَغْزُوا) معتل واوی باضمیر بارز۔ مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل

بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو و کبر۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اُن سب نے غزوہ نہیں کیا۔

(لَمْ يَرْمُوا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَرْمُوا) معتل یا لی باضمیر بارز۔ مجزوم بخذف نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو و خالد۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: ان سب نے تیر نہیں پھینکے۔

(لَمْ يَرْضُوا) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَرْضُوا) معتل واوی باضمیر بارز۔ مجزوم بخذف نون صیغہ جمع مذکر غائب۔ اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمرو و خالد۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہ سب خوش نہ ہوئے۔

(لَنْ تَضْرِبُنِي) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (تَضْرِبُنِي) معتل واوی باضمیر بارز منصوب بخذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو ہرگز نہ مارے گی۔

(لَنْ تَغْزِيَنِي) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (تَغْزِيَنِي) معتل واوی باضمیر بارز منصوب بخذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ہوا۔

ترجمہ: تو ہرگز غزوہ نہ کرے گی۔

(لَنْ تَرُمِي) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (تَرُمِي) معتل یائی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (ا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو ہرگز تیر نہ پھینکے گی۔

(لَنْ تَرُضِي) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (تَرُضِي) معتل یائی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو ہرگز خوش نہ ہوگی۔

(لَمْ تَضْرِبِي) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (تَضْرِبِي) معتل واوی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو نے نہیں مارا۔

(لَمْ تَغْزِي) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (تَغْزِي) معتل واوی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تو نے غزوہ نہیں کیا۔

(لَمْ تَرُمِي) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (تَرُمِي) معتل یائی

باضمیر بارز مجزوم بخذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل
 بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
 ترجمہ: تو نے تیر نہیں پھینکا۔

(لَمْ تَرَضِیْ) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (تَرَضِیْ) متصل الفی
 باضمیر بارز مجزوم بخذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل
 بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
 ترجمہ: تو خوش نہ ہوئی۔



فصل :

بدانکہ عوائل اعراب بردو قسم است لفظی و معنوی لفظی بر سه قسم است حروف و افعال و اسماء و این را در رسہ باب یاد کنیم اِنْشَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔
جان لو کہ اعراب کے عوائل دو قسم پر ہیں، لفظی اور معنوی۔ لفظی تین قسم پر ہیں حروف اور افعال اور اسماء اور ان کو تین باب میں ذکر کریں گے اگر اللہ نے چاہا۔

باب اول

در حروف عالمہ و در دو فصل است

پہلا باب حرف عالمہ کے بیان میں اور اس میں دو فصل ہیں

فصل اول در حروف عالمہ در اسم و آن پنج قسم است قسم اول حروف جر و آن ہنجدہ
است با و من والی و حتی و فی و لام و زُب و واو قسم و تائے قسم و عن
و علی و کاف تشبیہ و مذ و مند و حاشا و خلا و عدا این حروف در اسم
روند و آخرش را بحر کنند چون اَلْمَالُ لِذَیْد۔

پہلی فصل اسم میں عمل کرنے والے حروف کے بیان میں اور یہ پانچ قسم
پر ہیں پہلی قسم حروف جر اور وہ سترہ ہیں:

با اور مِنْ اور اِلٰی اور حَتّٰی اور فِی اور لَام اور زُبّ اور وَاو قسم اور تائے قسم
اور عَنْ اور عَلٰی اور کاف تشبیہ اور مُذّٰو اور مُنْذٰو اور حَاشَا اور خَلَا اور عَدَا یہ حروف اسم
پر داخل ہوتے ہیں اور اُس کے آخر کو جر کرتے ہیں جیسے اَلْمَالُ لِذَیْد۔

(اسم متمکن) اور (فعل مضارع معرب) کے اقسام اعراب اور محال (محل
کی جمع) اعراب کے بیان سے فارغ ہو کر مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں سے عوائل
اعراب کا بیان شروع فرمایا (عوائل) جمع ہے (عائل) کی۔ اصطلاح میں اُس کو کہتے

ہیں جس کے سبب معرب کے آخر اثر مخصوص پیدا ہو۔

جیسے (جَاءَ زَيْدٌ) میں (جَاءَ) عامل ہے کہ اُس کی وجہ سے (زَيْدٌ) کے آخر ضمہ آگیا اور (زَأَيْثٌ زَيْدًا) میں (زَأَيْثٌ) عامل ہے جس کی وجہ سے (زَيْدًا) کے آخر فتح آگیا۔ اور (مَرَزَتْ بَزَيْدٌ) میں (بَا) عامل ہے اس کی وجہ سے (زَيْدٌ) کے آخر کسرہ آگیا (عامل) کی دو قسم ہیں اول لفظی جس کے معنی ہیں وہ عامل جو خود ملفوظ ہو جیسے مذکورہ مثالوں میں (جَاءَ) اور (زَأَيْثٌ) اور (بَا) ملفوظ ہے یا اُس پر دلالت کرنے والا جیسے (أَنْ) ناصبہ جو لام جارہ کے بعد مقدر ہوتا ہے

جیسے أَسْلَمْتُ لِأَذْخَلَ الْجَنَّةِ میں لام کے بعد اُن مقدر ہے وہ خود ملفوظ نہیں۔ اُس پر دلالت کرنے والا لام جارہ ملفوظ ہے۔

دوم معنوی جس کے معنی ہیں وہ عامل جو ملفوظ نہ ہو جیسے (ابتداء) یعنی اسم کا لفظی عامل سے خالی ہوتا۔ یا فعل مضارع کا ناصب و جازم سے خالی ہونا جس کا بیان آئندہ آ رہا ہے ان حروف جر کے معانی شرح مائتہ عامل میں آ رہے ہیں۔ یہاں پر ان کا بیان کرنا مناسب نہیں کہ آج کل کے پڑھنے والے متحمل نہ ہو سکیں گے اس کتاب میں خود مصنف علیہ الرحمۃ نے مسائل پر قناعت فرمائی ہے اور وہ بھی اختصار کے ساتھ بایں خیال کہ یہ ابتدائی کتاب ہے جو علم نحو میں سب سے پہلے پڑھاتے ہیں اسی چیز کے پیش نظر مصنف علیہ الرحمۃ نے صرف ایک حرف جار کے مثال پیش فرمائی یعنی أَلَمَالُ لِزَيْدٍ۔

ترکیب:

(أَلَمَالُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتداً (لام) حرف جار مثنیٰ پر کسر
(زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتٌ) مقدر کا
(ثَابِتٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع بلفظاً۔ اسم فاعل صیغہ واحد مذکر۔ اس

البشیر شرح نحو میر

میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: مال زید کے لئے ہے۔

تنبیہ ۸۵، ۸۶:

المصباح المنیر صفحہ ۷۹ اور مہر منیر صفحہ ۷۲ میں بالفاظ مختلف ہے کہ (مطلب یہ ہے کہ عامل دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو الفاظ میں موجود ہوتے ہیں اور انہیں لفظی کہتے ہیں)

اقول:

یہ غلط ہے ورنہ جو عامل مقدر ہوتے ہیں جیسے (أَنْ) ناصبہ وغیرہ وہ عامل لفظی ہونے سے نکل جائیں گے حالانکہ وہ عامل لفظی ہیں۔ پھر اول میں صفحہ ۸۰ پر (الْمَالُ لِزَيْدٍ) کی ترکیب یوں کی ہے (الْمَالُ) مبتدا۔ ل حرف جر زید مجرور جار مجرور مل کر متعلق ثابت مقدر کے۔ ثابت مقدر اپنے متعلق سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اقول:

یہ بھی غلط ہے کہ نحوی صفات کے صیغوں کو مرفوع کے ساتھ ملائے بغیر خبر وغیرہ قرار نہیں دیتے کما فی الفوائد الشافیہ صفحہ ۱۶۔ وراں ترکیب میں (ثابت) کو مرفوع کے ساتھ ملائے بغیر خبر قرار دے دیا اور اسی مقام پر نہیں بلکہ کتاب میں اکثر مقامات پر۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

دوم حروف مشبہ بہ فعل وآں شش است اِنَّ وَاَنْ كَاَنْ وَلَكِنْ وَلَيْتَ
وَلَعَلَّ ایں حروف را اسے باید منصوب و خبرے مرفوع چوں اِنَّ زَيْدًا قَاتِمٌ - زید را اسم
اِنَّ گویند و قاتم را خبر اِنَّ۔

بدانکہ اِنَّ وَاَنْ حروف تحقیق است و کَاَنْ حرف تشبیہ وَلَكِنْ حرف
استدراک وَلَيْتَ حرف تمنی وَلَعَلَّ حرف ترجی۔

دوسری قسم حروف مشبہ بہ فعل اور وہ چھ ہیں اِنَّ وَاَنْ و کَاَنْ وَلَكِنْ
اور لَيْتَ اور لَعَلَّ ان حروف کے لئے ایک منصوب اسم چاہیے اور ایک مرفوع خبر جیسے
اِنَّ زَيْدًا قَاتِمٌ۔ زید کو اسم اِنَّ کہتے ہیں اور قاتم کو خبر اِنَّ۔

جان لو کہ اِنَّ اور اَنْ تحقیق پر دلالت کرنے والے حروف ہیں اور کَاَنْ تشبیہ
پر دلالت کرنے والا حرف اور لَكِنْ استدراک پر دلالت کرنے والا حرف اور لَيْتَ تمنی
پر دلالت کرنے والا حرف اور لَعَلَّ ترجی پر دلالت کرنے والا حرف ہے۔

(حروف مشبہ بہ فعل) یعنی فعل کے ساتھ مشابہت رکھنے والے حروف۔ ان
کی مشابہت فعل کے ساتھ دو طرح ہے۔

اول لفظی بایں طور کہ بعض ان میں فعل کی طرح سہ حرفی ہیں جیسے اِنَّ، اَنْ،
لَيْتَ بعض فعل کی طرح چار حرفی ہیں جیسے کَاَنْ لَعَلَّ اور بعض فعل کی طرح پنج حرفی
ہیں جیسے لَكِنْ اور سب کے سب فعل ماضی کی طرح فتح پڑتی ہیں۔

دوم معنوی بایں طور کہ اِنَّ، اَنْ معنی تحقیق پر دلالت کرنے میں فعل (حَقَّقْتُ) کے
مشابہ ہیں۔

اور (کَاَنْ) معنی تشبیہ پر دلالت کرنے میں فعل (شَبَّهْتُ) اور (لَكِنْ) معنی
استدراک پر دلالت کرنے میں فعل (اِسْتَدْرَکْتُ) کے اور (لَيْتَ) معنی تمنی پر دلالت
کرنے میں فعل (تَمَنَّیْتُ) کے اور (لَعَلَّ) معنی ترجی پر دلالت کرنے

میں فعل (تَرْجِيْثُ) کے (تحقیق) کے معنی ہیں (تثبیت) یعنی کسی چیز کو ثابت کرنا۔
 اور (تشبیہ) کے معنی ہیں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی وصف
 میں شریک کرنا) اور (استدراک) کے معنی ہیں (کلام سابق سے پیدا شدہ وہم
 دور کرنا) اور (تمنی) کے معنی ہیں (کسی چیز کے حصول کی محبت خواہ حصول کی
 اُمید ہو یا نہ ہو) اور (ترجی) کے معنی ہیں (ایسے امر محبوب یا مکروہ کی اُمید کرنا جس
 کے حصول پر وثوق نہ ہو)۔ اس تعریف میں (حصول پر وثوق نہ ہونے کی قید) سے یہ
 مفہوم ہوتا ہے کہ وہ امر محبوب یا مکروہ ممکن ہو اور اُس کے حصول میں تردد۔

نظر بر آں محال نکل گیا کہ (ترجی) اُس سے متعلق نہیں ہوتی۔ لہذا (لَعَلَّ
 الشَّبَابَ يَعْوُذُ) کہنا درست نہ ہوگا کہ جوانی کی واپسی عادت محال ہے بخلاف
 (تمنی) کہ وہ متعلق ہوتی ہے لہذا (لَيْتَ الشَّبَابَ يَعْوُذُ) کہنا درست ہے
 اور (تردد) سے وہ امر نکل گیا جو واجب الحصول ہو کر ایسے امر سے بھی (ترجی) متعلق
 نہیں ہوتی جیسے کہ (تمنی) بھی۔ لہذا (لَعَلَّ الشَّمْسُ تَغْرُبُ) اور (لَيْتَ الشَّمْسُ
 تَغْرُبُ) دونوں درست نہیں کہ آفتاب کے غروب کا حصول واجب ہے۔

دونوں میں حاصل فرق یہ ہے کہ (تمنی) صرف امر محبوب سے متعلق ہوتی
 ہے بخلاف (ترجی) کہ وہ محبوب اور مکروہ دونوں سے اور (تمنی) ممکن اور محال
 دونوں سے متعلق ہوتی ہے بخلاف (ترجی) کہ وہ صرف ممکن سے۔ نظر بر آں امر ممکن
 محبوب میں دونوں کا اجتماع ہو جائے گا تَوَلَّيْتُ السُّلْطَانَ يُكْرِمُنِي۔ بھی درست
 اور لَعَلَّ السُّلْطَانَ يُكْرِمُنِي بھی اور امر محال میں (تمنی) مستعمل ہوگی
 بخلاف (ترجی) کہ وہ مستعمل نہ ہوگی۔ لہذا (لَيْتَ الشَّبَابَ يَعْوُذُ) درست
 اور (لَعَلَّ الشَّبَابَ يَعْوُذُ) درست نہیں اور امر مکروہ میں (ترجی) مستعمل ہوگی
 نہ (تمنی) لہذا (لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ) درست ہے۔

اور (لَيْسَتْ السَّاعَةُ قَرِيبًا) درست نہیں۔ یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں نہ فعلیہ پر۔ اپنے اسم کو نصب دیتے ہیں اور اپنی خبر کو رفع۔ جیسے اِنْ زَيْدًا قَاتِلًا۔
ترکیب:

(اِنْ) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح (زَيْدًا) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظاً اسم (قَاتِلًا) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم اِنْ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ اِنْ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: بیشک زید کھڑا ہے یا ہوگا۔

تنبیہ ۸۷ تا ۹۱:

المصباح المنیر صفحہ ۸۴ اور مہر منیر صفحہ ۷۶ میں (لِکِنْ) کو چار حرفی شمار کیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے بلکہ یہ پنج حرفی ہے۔

پھر اول نے اسی صفحہ اور دوم نے صفحہ ۷۶ پر (اِنْ زَيْدًا قَاتِلًا) کی ترکیب میں (قَاتِلًا) کو مرفوع کے ساتھ ملائے بغیر (اِنْ) کی خبر قرار دیا ہے، یہ بھی غلط ہے کما سبق (اِنْ زَيْدًا قَاتِلًا) میں (اِنْ) مضمون جملہ کی تحقیق کرتا ہے یہاں پر (مضمون جملہ) کے معنی ہیں۔ خبر کا مصدر جو اسم کی طرف مضاف ہو یعنی (قَاتِلًا زَيْدًا)۔

اول نے اسی صفحہ میں اور دوم نے بھی اسی صفحہ پر (مضمون جملہ) کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ (مضمون جملہ) سے مراد خبر کے مصدری معنی ہیں جو اسم کی طرف مضاف ہوں) یہ بھی غلط ہے کہ معنی مضاف نہیں بلکہ معنی پر دلالت کرنے والا اسم مضاف ہوا کرتا ہے۔ شروع کتاب میں گذر گیا کہ مضاف ہونا اسم کا خاصہ ہے اور اسم

از قبیل لفظ ہے۔ اور اول کے صفحہ ۸۵ پر ہے (حروف مشبہ بالفعل ہمیشہ فعل کے شروع میں آتے ہیں) چنانچہ (لَکِنَّ) کی مثال یہ پیش کی ہے (زَيْدٌ جَاءَ وَلَکِنَّ مَا جَاءَ خَالِدٌ) یہ دونوں غلط ہیں۔ یہ حروف ہمیشہ اسم پر داخل ہوتے ہیں اور مثال صحیح ہے (زَيْدٌ جَاءَ لَکِنَّ خَالِدًا لَمْ يَجِئْ) سچ ہے کہ

بہ ہی کتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

سوم ما و لا المُمَشَّبَهَتَانِ بَلَيْسَ وَاَلْ عَمَلِ لَيْسَ می کنند چنانچہ گوئی
مَا زَيْدٌ قَانِئًا زَيْدَ اسْمَ مَاسْت وَقَانِئًا خَبْرًا۔

تیسری قسم ما اور لا ہیں جو لَیْسَ کے ساتھ مشابہت رکھنے والے اور یہ لَیْسَ کا عمل کرتے ہیں چنانچہ تم کہو گے مَا زَيْدٌ قَانِئًا۔ زَيْدٌ مَاسْم ہے اور قَانِئًا اُس کی خبر۔ (ما) اور (لا) کو (لَیْسَ) کے ساتھ دو باتوں میں مشابہت ہے اول (نقی) میں کہ (لَیْسَ) کی طرح یہ بھی (نقی) پر دلالت کرتے ہیں۔

دوم مبتدا اور خبر پر داخل ہونے میں کہ (لَیْسَ) کی طرح یہ بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔

اس مشابہت کی بناء پر اُن کو (لَیْسَ) کا عمل دیا گیا کہ اسم کو رفع کریں اور خبر کو نصب جیسے (لَیْسَ) کرتا ہے لیکن (ما) اور (لا) کی مشابہت بلیس میں قدرے فرق ہے کہ (ما) کی مشابہت تام ہے بایں معنی کہ جس طرح (لَیْسَ) حال کی نفی کا افادہ کرتا ہے اسی طرح (ما) بھی۔

بخلاف (لا) کہ اُس کی مشابہت ناقصہ ہے۔ بایں معنی کہ وہ مطلق نفی پر دلالت کرتا ہے یا نفی استقبال پر (علی اختلاف القولین)۔ اسی فرق کی بناء پر (ما) معرفہ اور مکرمہ دونوں پر داخل ہو کر عمل کرتا ہے جیسے (لَیْسَ) بخلاف (لا) کہ وہ

معرفہ پر داخل ہو کر عمل نہیں کرتا۔

ترکیب:

اس میں (مَا) مشابہ بلیس مبنی بر سکون (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع
لفظاً اسم۔ (قَائِمًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً۔ اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس
میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل۔ مرفوع محلاً مبنی بر فتح۔ راجع بسوئے
اسم۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ (مَا) اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ
ہوا۔

ترجمہ: زید کھڑا نہیں ہے۔

تنبیہ ۹۲:

المصباح المنیر صفحہ ۸۶ اور مہر منیر صفحہ ۷۸ میں باختلاف الفاظ ہے کہ (حروف) کی
تیسری قسم ما اور لا ہیں جو اپنے عمل اور معنی میں لیس کے مشابہ ہیں۔ یہ غلط ہے کہ
مشابہت عمل میں نہیں بلکہ ان کا عمل مشابہت کی بنا پر ہے۔

مشابہت تو مبتدا و خبر پر داخل ہونے اور نفی کا افادہ کرنے میں ہے۔

نظر بر آں عمل وجہ شبہہ نہیں وجہ شبہہ مذکورہ بالا دونوں چیزیں ہیں۔

افسوس کہ ان دونوں فاضلان دیوبند کو شرح مائتہ عامل بھی یاد نہیں اس میں ہے
مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَانِ بَلَيْسَ فِي النَّفْيِ وَالْذُّخُولِ عَلَى الْمُبْتَدَأِ وَالْخَبَرِ۔
سچ ہے کہ

یہ ہی مکتب و ہی مٹلا

حال طفلان زبوں شدہ است

چہارم لائی نفی جنس اسم ایں لا اکثر مضاف باشد منصوب و خبرش مرفوع چوں

لَا رَجُلٌ فِي الدَّارِ و اگر بعد معرفہ باشد تکرار لا با معرفہ و دیگر لازم باشد ولا ملغی

باشد یعنی عمل نکلند و آن معرفہ مرفوع باشد ابتداء چون لَا زَيْدٌ عِنْدِي وَلَا عَمْرُو.

و اگر بعد آن لاکرہ مفرد باشد مکرر با ککرہ دیگر در پنج وجہ رواست۔

چون لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

چوتھی قسم لائے نفی جنس۔ اس لاکا اسم اکثر مضاف ہوتا ہے منصوب جیسے

لَا غَلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٍ فِي الدَّارِ اور اگر ککرہ مفرد ہو تو مثنیٰ بر فتح جیسے لَا رَجُلَ فِي

الدَّارِ اور اگر بعد لا معرفہ ہو تو تکرار لا معرفہ دیگر کے ساتھ لازم ہوتی ہے اور لا ملغیٰ

ہوتا ہے یعنی عمل نہیں کرتا ہے اور وہ معرفہ بسبب ابتدا مرفوع ہوتا ہے جیسے

لَا زَيْدٌ عِنْدِي وَلَا عَمْرُو اور اگر بعد اس لاکرہ مفرد ہو در آنحالیکہ لاکرہ ہو یا ککرہ

دیگر تو اس ترکیب میں پانچ وجہ درست ہیں جیسے

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور لَا حَوْلَ

وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

(لائے نفی جنس) سے مراد (لائے نفی از جنس) یعنی جنس سے نفی کرنے

والا (لا) جنس سے کسی چیز کی نفی کرنے والا خبر کی۔ اب معنی یہ ہوئے کہ جنس سے خبر کی

نفی کرنے والا (لا) کا اسم اکثر مضاف ہوتا ہے جیسے کتاب کی مثال اور کبھی مشابہ

بمضاف جیسے لَا عِشْرَيْنَ دِرْهَمًا لَكَ۔

مشابہ بمضاف اُس اسم کو کہتے ہیں جس کے معنی بدوں امر دیگر تمام نہ ہوں جیسے

مضاف کے معنی بغیر مضاف الیہ تمام نہیں ہوتے چنانچہ مثال هَذَا امِينٌ (عِشْرَيْنَ) کے

معنی بدوں (دِرْهَمًا) تمام نہیں (عِشْرَيْنَ) کے معنی ہیں (بیس) یہ باعتبار معدود مبہم

ہیں۔ کیا بیس؟

جب (دِرْهَمًا) کہا تو ابہام جاتا رہا اور معلوم ہو گیا کہ بیس روپے۔ جس

طرح (لا) کا اسم مضاف لفظاً منصوب ہوتا ہے اسی طرح اُس کا اسم مشابہ بمضاف بھی منصوب لفظاً ہوتا ہے۔ بلکہ جب مضاف اور مشابہ بمضاف نہ ہوتے ہیں تو بھی منصوب ہوتا ہے مگر محلاً جیسے نکرہ مفرد (نکرہ) کے معنی ماقبل میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

(مفرد) کے معنی اسم متمکن کی باعتبار وجہ اعراب کی سولہ قسموں میں سے پہلی قسم (مفرد منصرف صحیح) میں یہ تھے کہ جو تثنیہ اور جمع نہ ہو یہاں پر (مفرد) کے معنی ہیں کہ مضاف اور مشابہ بمضاف نہ ہو۔ جس کی مثال کتاب میں مذکور ہے۔

(لا) کا اسم انہی تین میں سے کوئی ایک ہوا کرتا ہے۔ اگر اس کے بعد معرفہ واقع ہو تو (لا) کی تکرار معرفہ دیگر کے ساتھ واجب ہوتی ہے جس کی مثال کتاب میں مذکور ہے۔

یہ معرفہ (لا) کا اسم نہیں ہوتا کیونکہ (لا) اس صورت میں عمل نہیں کرتا اور اسم وہی کہلائے گا جس میں (لا) عمل کرے گا اور اگر (لا) کے بعد نکرہ مفرد ہو اور (لا) نکرہ مفرد دیگر کے ساتھ تکرار تو اس ترکیب میں پانچ وجوہ روا ہیں۔

اول یہ دونوں (لا) برائے نفی جنس اور دونوں نکرے مثنی بر فتح۔
دوم یہ کہ اول (لا) برائے نفی جنس اور دوم زائد برائے تاکید نفی۔ اول نکرہ مثنی بر فتح اور دوم منصوب لفظاً۔

سوم یہ کہ اول (لا) برائے نفی جنس اور دوم برائے تاکید نفی اول نکرہ مثنی بر فتح اور دوم مرفوع۔

چہارم یہ کہ اول (لا) برائے نفی جنس ملغی عن العمل اور دوم زائد برائے تاکید نفی اور دونوں نکرے مرفوع۔

پنجم یہ کہ اول (لا) مشابہ بلیس اور دوم برائے نفی جنس۔ اول نکرہ مرفوع اور دوم مثنی بر فتح۔ ان نکرات کے منصوب اور مرفوع ہونے کی وجہ ترکیب میں آتی ہے۔

ترکیب:

(لَا غُلَامَ وَجُلٍ ظَرِيفٌ فِي الدَّارِ) اس میں (لا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (غُلَامَ) مفرد منصوب صحیح مضاف (وَجُلٍ) مفرد منصوب صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ مضاف الیہ سے مل کر اسم (ظَرِيفٌ) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا۔ صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر خبر اول۔

(فی) حرف جار مبنی بر سکون (الدار) مفرد منصوب صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور سے مل ظرف مستقر ہوا (ثَابِتٌ) مقدّر کا (ثَابِتٌ) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر ثانی لائے نفی جنس اپنے اسم اور دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: کوئی غلام کسی مرد کا ایسا نہیں جو زیرک بھی ہو اور میرے گھر میں بھی یعنی جامع الوصفین۔

یہ ترجمہ اس تقدیر پر کہ (الدار) پر الف لام برائے عہد خارجی کہ (دار) سے مراد (دار) مخصوص مثلاً دار متکلم۔ اور اگر برائے عہد ذہنی ہو جس کے مدخول سے مراد (دار) غیر معین یعنی کوئی بھی (دار) تو اس نفی کا کذب لازم آئے گا کیونکہ کسی نہ کسی مرد کا کوئی نہ کوئی غلام زیرک کسی نہ کسی گھر میں ہوتا بشرطیکہ غلام زیرک کا وجود ہو۔

اور بر تقدیر عدم نفی صادق رہے گی کہ صدق سالبہ وجود موضوع کا مقتضی نہیں۔ فَاحْفَظْهُ۔

(لَا وَجُلٍ فِي الدَّارِ) اس میں (لا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (وَجُلٍ) نکرہ مفرد مبنی

بر فتح منصوب محلا اسم (فسی) حرف جار مثنی بر سکون (المدار) مفرد منصرف صحیح
 مجرور لفظاً۔ جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا ثابث مقدرا کا (ثابث) مفرد منصرف صحیح
 مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل
 مرفوع محلا مثنی بر فتح راجع ہوئے اسم لا۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل
 کر خبر۔ لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
 ترجمہ: کوئی مرد گھر میں نہیں۔

(لَا زَيْدٌ عِنْدِي وَلَا عَمْرُو) اس میں (لا) برائے نفی جنس ملغی عن العمل
 مثنی بر سکون (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (لا) زائدہ برائے
 تاکید نفی مثنی بر سکون (و) حرف عطف مثنی بر فتح (عَمْرُو) مفرد منصرف صحیح مرفوع
 لفظاً معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا۔ (عِنْدِي) غیر جمع مذکر سالم
 مضاف بیائے مکمل منصوب تقدیراً۔

کسرہ موجودہ حرکت مناسبت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ
 مجرور محلا مثنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ
 ہوا (فَابِتَانِ) مقدرا کا۔ (فَابِتَانِ) مثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ ثنئیہ مذکر اس
 میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مثنی بر ضم راجع
 ہوئے مبتدا۔ (مِمْ) حرف عطا مثنی بر فتح (الف) علامت ثنئیہ مثنی بر سکون اسم فاعل
 اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ
 ہوا۔

ترجمہ: نزدیک میرے پاس ہے نہ عمرو۔

ترکیب:

(لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) اس میں (لا) برائے نفی جنس مثنی

برسکون (حَوْل) نکرہ مفروئی بر فتح منصوب محلا اسم لا (أَلَا بِاللهِ) مقدر۔ جس میں (أَلَا) حرف استثناء مبنی برسکون۔

(با) حرف جار مبنی بر کسر اسم جلالہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُودٌ) مقدر کا (مَوْجُودٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً۔ اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لا) برائے نفی جنس مبنی برسکون (قُوَّةٌ) نکرہ مفروئی بر فتح منصوب محلا اسم لا (أَلَا) حرف استثناء مبنی برسکون (با) حرف جار مبنی بر کسر۔ اسم جلالہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا (مَوْجُودٌ) مقدر کا (مَوْجُودٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً۔ اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث اس میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

ترجمہ: گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے اور طاعت کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ کی توفیق ہے۔

یہ معنی مراد ہی ہیں لفظی نہیں۔ (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) اس میں (لا) برائے نفی جنس مبنی برسکون (حَوْل) نکرہ مفرد مبنی بر فتح منصوب محلا معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لا) برائے تاکید نفی مبنی برسکون (قُوَّةٌ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً معطوف (حَوْل) پر باعتبار محل قریب۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم لا (أَلَا) حرف استثناء مبنی برسکون۔

(با) حرف جار مبنی بر کسر اسم جلال مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر متثنی مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا۔ (مَوْجُودَانِ) مقدار کا ثنی مرفوع بالف اسم مفعول صیغہ ثننیہ مذکر۔ اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم لا (میم) حرف عماو مبنی بر فتح۔

(الف) علامت ثننیہ مبنی بر سکون۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ لائے نفی جس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) اس میں (لا) برائے نفی جس مبنی بر سکون (حَوْلَ) تکرار مفردہ مبنی بر فتح منصوب محلا باعتبار مل قریب اسم لا مرفوع باعتبار مل بعید مبتدا معطوف علیہ (إِلَّا بِاللَّهِ) مقدار جس میں (إِلَّا) حرف استثناء مبنی بر سکون (با) حرف جار مبنی بر کسر اسم مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر متثنی مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا۔ (مَوْجُودَ) مقدار کا (مَوْجُودَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا۔

اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر لا۔ معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لا) برائے نفی غیر عامل (قُوَّةَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً معطوف بر مبتدا (إِلَّا) حرف استثناء مبنی بر سکون۔

(با) حرف جار مبنی بر کسر اسم جلال مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر متثنی مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا۔ (مَوْجُودَ) مقدار کا (مَوْجُودَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث۔ اس میں (هِيَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر لا لائے نفی جس کا اسم اور مبتدا اپنی مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) اس میں (لا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون ملتی
 عن العمل (حَوْنٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ۔ (و) حرف عطف مبنی
 بر فتح (لا) زائد (قُوَّةٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف معطوف علیہ اپنے
 معطوف سے مل کر مبتدا (إِلَّا) حرف استثناء مبنی بر سکون (بِا) حرف جار مبنی بر کسر اسم
 جلال مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر متشقی مفرغ ہو کر ظرف
 مستقر ہوا۔ (مَوْجُودَانِ) مقرر کا (موجودان) ثنی مرفوع بالف اسم مفعول صیغہ
 ثنیینہ مذکر اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع
 محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا۔ (میم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت ثنیینہ مبنی
 بر سکون۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے
 مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) اس میں (لا) مشابہ بلیس مبنی
 بر سکون (حَوْنٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم لا۔ (إِلَّا بِاللَّهِ) مقرر جس
 میں (إِلَّا) حرف استثناء مبنی بر سکون۔

(بِا) حرف جار مبنی بر کسر اسم جلال مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل
 کر متشقی مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا۔ (مَوْجُودًا) مقرر کا (مَوْجُودًا) مفرد منصرف
 صحیح لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب
 فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف
 مستقر سے مل کر خبر۔ لامشابہ بلیس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ
 ہوا۔ (و) حرف عطف مبنی بر فتح (لا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (بِا) حرف جار مبنی
 بر کسر اسم جلال مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر متشقی مفرغ ہو کر ظرف
 مستقر ہوا۔ (مَوْجُودَةً) مقرر کا (مَوْجُودَةً) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول

صیغہ واحد مؤنث اس میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی
بر فتح راجع بسوئے اسم لا۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل
کر خبر۔ لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف ہوا۔

تنبیہ ۹۳ تا ۹۹:

المصباح المیزر صفحہ ۸۶ اور مہر منیر صفحہ ۷۸ میں (لائے نفی جنس) کی
تفسیر بالفاظ مختلف یوں ہے کہ (یعنی چوتھا عامل حرف وہ لا ہے جو کہ جنس کی نفی کے لئے
آتا ہے)

اقول:

یہ غلط ہے اور مصنف علیہ الرحمۃ پراقترا۔ غلط تو اس لئے کہ یہ (لا) جنس کی
نفی کے لئے نہیں آتا بلکہ جنس سے خبر کی نفی کے لئے آتا ہے۔ کتاب میں مذکورہ مثال
(لَا رَجُلٌ فِي الدَّارِ) میں جنس (رجل) کی نفی ہے یا جنس (رجل) سے ثبوت فی
الدار کی نفی ہے۔ اتنا بھی نہ سمجھے۔

اور افترا اس لئے کہ (یعنی) کہہ کر اس باطل تفسیر کو جلیل القدر مصنف علیہ
الرحمۃ کی مراد قرار دے دیا۔ جو شرح جامی پڑھنے والا طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا۔ یہ
یقیناً ان کی توہین ہے۔ لیکن ان فاضلان دیوبند سے اس کی کیا شکایت۔ جن کا شیوہ ہی
یہ ہے اور جن کے مذہب کی تعمیر بھی توہین اسلاف پر ہوئی۔

پھر صفحات مذکورہ پر دونوں صاحبان نے (غلام رجل ظریف فی
الدار) میں واقع (ظریف) کو اور (فی الدار) کے متعلق (ثابت) کو مرفوع کے
ساتھ ملائے بغیر خبر قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کما مر۔

پھر اول نے صفحہ ۸۷ پر اور دوم نے ۷۹ پر (لا زید فی الدار ولا عمرو) میں
(لا) کے ملغی ہونے کے باوجود (زید) اور (عمرو) کو (اسم لا) سے

تعبیر کیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ جب (لا) عامل نہیں تو پھر یہ دونوں اُس کے اسم کیسے ہو سکیں گے۔ اسم تو اُسی کو کہتے ہیں جس میں وہ عامل ہو۔ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ اس باطل بات کو مصنف علیہ الرحمۃ کی مراد قرار دے دیا جو اُن کی کھلی توہین ہے۔ لیکن کیا کیا جائے دیوبندی مذہب کی بنیاد ہی توہین پر ہے۔

پھر اول نے صفحہ ۸۸ پر (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ) کی پہلی وجہ میں اُس کے دو جملے قرار دینے کی تقدیر پر لکھا ہے کہ (دو جملوں کی صورت میں عبارت کی تقدیر یوں ہوگی۔

(لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ وَلَا قُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ ثَابِتٌ بِأَحَدٍ إِلَّا بِاللَّهِ)
اور ترکیب میں (عَنِ الْمَعْصِيَةِ) کو (حَوْلَ) سے متعلق کیا ہے اور (عَلَى الطَّاعَةِ) کو (قُوَّةَ) سے اور (بِأَحَدٍ) کو مستثنیٰ منہ اور (بِاللَّهِ) کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ سب خرافات ہیں اولاً اس لئے کہ تقدیر مذکور بے ضرورت ہے بغیر اس کے دو جملے ہو جاتے ہیں جیسے ہماری ترکیب میں گذر اور بے ضرورت تقدیر نا جائز۔ کما فی الفوائد الشافیہ۔

ثانیاً اس لئے کہ جب (عَنِ) کو (حَوْلَ) سے متعلق قرار دیا اور (عَلَى) کو (قُوَّةَ) سے تو یہ دونوں مشابہ بمضاف ہو گئے اور ان کا مبنی بر فتح ہونا جاتا رہا کیونکہ مشابہ بمضاف منصوب ہوتا ہے کما مر۔

ثالثاً اس لئے کہ (بِأَحَدٍ) کو مستثنیٰ منہ قرار دینا اور (بِاللَّهِ) کو مستثنیٰ باطل ہے وجہ یہ ہے کہ مستثنیٰ متصل کے اقسام میں داخل ہے نہ مستثنیٰ منقطع میں۔ صحیح یہ کہ (بِاللَّهِ) مستثنیٰ مفرغ ہے۔ کما فی الفوائد الشافیہ۔ اور اس صورت میں ترکیب کرتے وقت مستثنیٰ منہ مقدر نہیں نکالا کرتے ورنہ مستثنیٰ مفرغ نہ رہے گا۔

مگر ان فاضلان دیوبند کو اتنی سمجھ بوجھ کہاں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی مثلاً

حال طفلان زیوں شدہ است

پنجم حروفِ نداء آن پنج ست یا و آ یا و ہیا و آئی و ہمزہ مفتوحہ و این حروفِ منادی مضاف را نصب کنند چوں یَا عِبْدَ اللّٰہِ۔

و مثابہ مضاف را چوں یَا طَالِ الْعَاجِلَ و کمرہ غیر معین را چنانکہ اعلیٰ گوید یَا رَجُلًا خَلَدَ بَیْدَیْ۔

و منادی مفرد معرفتی باشد بر علامت رفع چوں یَا زَيْدُ یَا زَيْدَانِ و یَا زَيْدُونَ و یَا مُسْلِمُونَ و یَا مُوسٰی و یَا قَاضِی بدانکہ آئی و ہمزہ برای نزدیک ست و آ یا و ہیا برای دور و یا عام ست۔

پانچویں قسم حروفِ نداء اور وہ پانچ ہیں یا اور آ یا اور ہیا اور آئی اور ہمزہ مفتوحہ اور یہ حروفِ منادی مضاف کو نصب کرتے ہیں جیسے یَا عِبْدَ اللّٰہِ اور مثابہ بمضاف کو (بھی) جیسے یَا طَالِ الْعَاجِلَ اور کمرہ غیر معین کو (بھی) جیسے کہ نایبنا کہتا ہے یَا رَجُلًا خَلَدَ بَیْدَیْ اور منادی مفرد معرفتی ہوتا ہے علامت رفع پر جیسے یَا زَيْدُ اور یَا زَيْدَانِ اور یَا مُسْلِمُونَ اور یَا مُوسٰی اور یَا قَاضِی۔ جان لو کہ آئی اور ہمزہ نزدیک کے لئے ہیں اور آ یا اور ہیا دور کے لئے اور یا عام ہے۔

جمہور نجات اور امام سیبویہ فرماتے ہیں کہ منادی کا نائب فعل ہے مثلاً (أَدْعُو) جو جو بامحذوف ہوتا ہے۔ اور حروفِ نداء اس کے قائم مقام ہوتے ہیں اور امام مبرد نے فرمایا کہ خود حروفِ نداء منادی کو نصب دیتے ہیں۔

ان میں سے ہر ایک حرفِ فعل (ادعو) کے قائم مقام ہوتا ہے۔ رہا قائل یعنی ضمیر (انا) تو وہ بھی فعل کے ساتھ جمعاً محذوف ہو گئی یا وہ ان میں پوشیدہ ہوتی ہے

اور امام بوعلی نے فرمایا کہ حروفِ ند اسم فعل ہیں بمعنی (ادعو) کذا فی (ترتیب ابوسعیدی)۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں پر امام مبرد کا مسلک بیان فرمایا ہے لیکن مختار مسلک جمہور ہے۔ والنقص فی بشیر الناجیۃ۔ منادی قریب کے لئے ہمزہ مفتوحہ اور (ای) استعمال کرتے ہیں اور بعید کے لئے (ایا) اور (ہیا) اور (یا) عام ہے کہ اس کو قریب اور بعید دونوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوا کہ بعض دیوبندی مولوی صاحبان کا یہ کہنا باطل ہے کہ (یا) صرف قریب کے لئے آتا ہے۔ اسی واسطے (یا رسول اللہ) کہنا درست نہیں کہ وہ تو ہزار ہا میل کے فاصلہ پر مدینہ منورہ میں ہیں۔ باطل اس لئے ٹھہرا کہ نحو میر کی اس تصریح کے خلاف ہے اور خود ان کے پیر دستگیر آگاہ حضرت حاجی امداد اللہ شاہ قدس سرہ کے عمل کے بھی مخالف ہے۔ وہ ہندستان میں رہتے ہوئے ہزار ہا میل کے فاصلے سے بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
کرد روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
اٹھا کر زلف اقدس کو ذرا چہرے مبارک سے
مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ
شفیع عاصیاں تم ہو وسیلہ بکیاں تم ہو
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ
مجھے بھی یاد رکھنا ہوں تمہارا اُمّتِ عاصی

گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یا رسول اللہ
 جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
 بس اب چاہو تراؤ یا ڈباؤ یا رسول اللہ
 پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناتواں ہو کر
 مری کشتی کنارہ پر لگاؤ یا رسول اللہ
 اگرچہ ہوں میں عصیاں کار پر امید ہے تم پر
 کہ پھر مجھ کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ
 حبیب کبریا تم ہو امام انبیاء تم ہو
 ہمیں بہر خدا حق سے ملاؤ یا رسول اللہ
 خدا واسطے رحمت کے پانی سے مرے آکر
 تپ ہجراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ
 پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
 بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

لیکن دیوبندی صاحبان اپنے پیرونگیر سے منحرف ہیں اور ان کی جناب
 میں گستاخ۔ کماذکرناہ فی بشیر القاری۔ اسی واسطے مذہبی، سیاسی، عملی ہر میدان
 میں رسوائی نصیب ہو رہی ہے۔

ترکیب بر مذہب جمہور:

یا عبد اللہ (یا) حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام (ادعو) جو مفرد معتل وادی
 مرفوع تقدیر اصیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَّا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع
 محلا مبنی بر سکون۔

(عبد) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (اسم جلال) مفرد منصرف

صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر منادی مضاف مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: اے بندہ ذرا۔

(يَا طَالِعًا جَبَلًا) اس میں (يَا) حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام (ادعو) (ادعو) مفرد متعل وادی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (انا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (طالِعًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل (کاتب الحروف کی ناقص رائے میں یہ) صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (جَبَلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر منادی مشابہ بمضاف مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: اے پہاڑ پر چڑھنے والے۔

(يَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِي) اس میں (يَا) حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم (رَجُلًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً منادی نکرہ غیر معین مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
(خُذْ) امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (يا) علامت بیائے متکلم مجرور تقدیراً منصوب محلاً بنا بر مفعولیت (ی) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا ہوا۔
ترجمہ: اے مرد میرا ہاتھ پکڑ۔

(يَا زَيْدُ) اس میں (یا) حرف ندا مثنیٰ بر سکون قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم (زَيْدُ) منادئ مفرد معرفہ بر ضم منصوب محلا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: اے زید۔

(يَا زَيْدَانِ) اس میں (یا) حرف ندا مثنیٰ بر سکون قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم (زَيْدَانِ) منادئ مفرد معرفہ مثنیٰ بر الف منصوب محلا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: اے دو زید۔

(يَا مُسْلِمُونَ) اس میں (یا) حرف ندا مثنیٰ بر سکون قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم (مُسْلِمُونَ) منادئ مفرد معرفہ مثنیٰ بر واو منصوب محلا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: اے مسلمانو۔

(يَا مُوسَى) اس میں (یا) حرف ندا مثنیٰ بر سکون قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم (مُوسَى) منادئ مفرد معرفہ مثنیٰ بر ضم مقدر منصوب محلا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: اے موسیٰ۔

(يَا قَاضِي) اس میں (یا) حرف ندا مثنیٰ بر سکون قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم (قَاضِي) منادئ مفرد معرفہ مثنیٰ بر ضم مقدر منصوب محلا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: اے قاضی۔

تنبیہ ۱۰۰ تا ۱۰۹:

المصباح المنیر صفحہ ۸۹ میں (ندا) کی اصطلاحی تعریف بایں الفاظ کی ہے کہ (اصطلاح نحو میں حرف ندا کے ذریعہ منادی کی توجہ کسی طرف کرانا ندا کہلاتا ہے) اور مہر منیر صفحہ ۸۱ میں بایں الفاظ کہ (اصطلاح میں حرف ندا کے ساتھ جوادعو کے قائم مقام ہوتا ہے منادی کی توجہ اپنی طرف منعطف کرنے کو کہتے ہیں)۔

اقول:

یہ دونوں غلط ہیں اور نحو یوں پرافترا۔

اولاً اس لئے کہ (ندا) کی تعریف میں (منادی) ماخوذ ہے جو (ندا بمعنی اصطلاحی سے مشتق اور مشتق کی معرفت مبداء اشتقاق پر موقوف تو (ندا) کی تعریف (ندا) پر موقوف ہوئی یہ دور ہے اور دور باطل تو تعریف مذکور باطل۔

ثانیاً اس لئے کہ نحو یوں کی اصطلاح کی طرف اس تعریف کی نسبت غلط بیانی ہے۔ وہ تو تعریف بایں الفاظ کرتے ہیں (طَلَبُ الْإِقْبَالِ بِحَرْفِ نَائِبٍ مَنَابٍ أَدْعُوْ مَلْفُوْظٍ بِهِ أَوْ مُقَدَّرٍ) یعنی توجہ طلب کرنا ایسے طلب ماخوذ ہے لہذا وہ مخصوص طلب سے عبارت ہیں نہ (توجہ کسی طرف کرانے) سے یا (توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنے سے) کہ ان دونوں میں طلب نہیں پائی جاتی۔

ثالثاً اس لئے کہ حرف ندا میں تعظیم ہے کہ ملفوظ ہو یا مقدر اور ان دونوں تعریفات میں تعظیم نہیں کی گئی۔

پھر ردوم نے صفحہ مذکور پر منادی کی تعریف یوں کی ہے کہ (اصطلاح میں اُس اسم کو کہتے ہیں جس کی توجہ کو لفظی یا تقدیری حرف ندا کے ساتھ منعطف کر دیا جائے) یہ بھی غلط ہے کہ (منادی) کی تعریف میں (ندا) ماخوذ اور (ندا) کی تعریف

میں (منادی) ماخوذ تھا تو در لازم آیا کہ سلف اور (طلب) مفقود تو نسبت باطل
کما سبق۔ وہ تو منادی کی تعریف یوں کرتے ہیں (هُوَ الْمَطْلُوبُ اِقْبَالُهُ بِحَرْفِ
فَائِیْ مَنَابٍ اَدْعُوْا لَفْظًا اَوْ تَقْدِيْرًا) اس تعریف میں (ندا) ماخوذ نہیں۔ اور طلب
موجود ہے۔

پھر (یا طالعاجلا) کی ترکیب میں اول نے صفحہ ۹۰ پر (جیلا) کو (مشابہ
مفعول بہ) کہا اور اول نے اس صفحہ پر اور دوم نے صفحہ ۸۲ پر کہا (ندا منادی سے مل
کو) کہنا نحوی بولی نہیں۔ دیوبندی بولی ہے جو بے سر ہونے کے باعث سامعہ
نواز نہیں بلکہ سامعہ خراش ہے۔ سر میں اس وقت ہوتی جب یوں کہا جاتا (ادعو) فعل
اپنے فاعل اور منادی مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

پھر اول نے صفحہ ۹۱ پر اور دوم نے صفحہ ۸۳ پر (یا رَجُلًا خُذْ بِيَدِيْ) کی
ترکیب میں (بیدی) کی (یا) کو خُذْ سے متعلق قرار دیا ہے۔ یہ غلط ہے۔
کیونکہ (خُذْ) فعل کے متعدی بنفسہ ہونے کی وجہ سے مفعول بہ پر یہ (یا) زائدہ ہے
اور بائے زائدہ فعل سے متعلق نہیں ہوتی۔ پھر دونوں صاحبان نے انہیں صفحات
پر (یا رَجُلًا) میں (یا) کو قائم مقام (ادعو) قرار دے کر کہا کہ (فعل اپنے فاعل
اور مفعول بہ سے مل کر ندا) اور (خُذْ بیدی) کو جواب ندا قرار دے کر کہا کہ (ندا اپنے
جواب سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ندا ہے) یہ دونوں باتیں بھی غلط ہیں۔

اول اس لئے کہ (یا رَجُلًا) نہ بمعنی لغوی ندا ہے نہ بمعنی اصطلاحی کیونکہ
دونوں مصدر ہیں اور (یا رَجُلًا) مصدر نہیں تو اس کو ندا کہنا درست نہ ہوا۔
کہنا یوں تھا کہ (ادعو) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر ندایا جملہ
ندائیہ ہوا (جملہ ندا) کے معنی یہ کہ وہ جملہ جس سے اصطلاحی (ندا) مفہوم ہو۔
دوم اس لئے کہ (جملہ ندا) علیحدہ جملہ ہوتا ہے اور (جواب ندا علیحدہ

دونوں مل کر جملہ ندائیہ نہیں ہوتے۔

صرف اول کی (جملہ ندائیہ) کہتے ہیں اور دوسرے کو (جواب ندا) جب جملہ ثانیہ کو (جواب ندا) کہا تو یہ بات (جواب ندا) کہنے سے ظاہر ہو گئی کہ جملہ ثانیہ جملہ ندائیہ نہیں بلکہ (جملہ ندائیہ) کا جواب ہے۔ مگر ان فاضلان دیوبند میں اتنی سمجھ کہاں۔

پھر دوم نے منادی مفرد معرفہ کے مبنی ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ (منادی مفرد معرفہ چونکہ ضمیر خطاب یعنی ک اسمیہ کے موقع میں آتا ہے اس لئے مبنی ہوا کرتا ہے چونکہ یازید کے معنی دراصل ادعوک ہیں۔ اور پہلے آچکا ہے کہ ک اسمیہ چونکہ ک جر سے مشابہت رکھتا ہے جو مبنی الاصل ہے اس لئے اس مشابہت کی بنا پر اس کو بھی مبنی کر دیا جاتا ہے تو چونکہ زید ک اسمیہ کے موقع پر آتا ہے اس لئے اس کو بھی مبنی کرنا چاہیے) یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ نجات نے منادی مفرد معرفہ کے مبنی ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے۔

وہ (کاف) ضمیر خطاب کی جگہ واقع ہوتا ہے اور (کاف) ضمیر مخاطب مشابہ لفظاً اور معنی (کاف) حرف خطاب کے۔ لفظاً مشابہت تو ظاہر ہے اور معنی یہ کہ دونوں خطاب کے لئے ہیں اور (کاف) حرف خطاب مبنی الاصل ہے۔ لہذا منادی مفرد معرفہ بواسطہ (کاف) حرف جار خطاب کے لئے نہیں آتا اور (کاف) ضمیر مخاطب برائے خطاب ہے۔

پھر دونوں صاحبان نے انہی صفحات پر (یازیدان) اور (یامسلمون) کی ترکیب میں اول کو (الف نون) پر مبنی لکھا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ (ثنیٰ کا اعراب حالت رفعی میں الف نون کے ساتھ آیا کرتا ہے) اور دوم کو (واونون) پر مبنی بتایا ہے اور وجہ یہ بیان کی کہ (جمع مذکر سالم کا اعراب حالت رفعی میں واو اور نون کے ساتھ

ہوا کرتا ہے) استغفر اللہ ثم استغفر اللہ .

ابھی ابھی اسم متمکن کے اقسام باعتبار وجہ اعراب میں گذرا کہ ثنی کا اعراب حالت رفعی میں الف کے ساتھ ہوتا ہے اور جمع مذکر سالم کا حالت رفعی میں واو کے ساتھ تو (زیدان) مذکور ثنی بر الف ہوا ثنی بر الف ونون اور (مسلمون) مذکور ثنی بر (واو) ہوا ثنی بر (واو اور نون)۔

یہ ہے ان فاضلان دیوبند کی علمی قابلیت اور (حافظہ نباشد) کی بدترین صورت ایسی نااہلیت کے باوجود ایجنٹ صاحبان سے قابلیت کا پروپیگنڈا کرایا جاتا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ ان کا مسلک ہے (دنیا کماؤ مکر سے، روٹی کھاؤ شکر سے) سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی مثلاً

حال طفلان زبوں شدہ است

فصل دوم در حروف عاملہ در فعل مضارع و آن بر دو قسم است قسم اول

حروفیکہ فعل مضارع رے نصب کنند و آن چارست اول آن چوں اُرِیدَ اَنْ تَقُومَ وَاَنْ با فعل بمعنی مصدر باشد یعنی اُرِیدُ قِیَامَکَ و بدین سبب اور مصدر یہ گویند دوم لَنْ چوں لَنْ یُخْرِجَ زَیدٌ و لَنْ برای تاکید ثنی ست سوم کِی چوں اَسَلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ چہارم اِذَنْ چوں اِذَنْ اُکْرِمَکَ در جواب کسیکہ گوید اَنَا اَتِیْکَ غَدًا و بدانکہ اَنْ بعد از شش حروف مقدر باشد فعل مضارع رے نصب کند حتیٰ نحو مَرَدْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ وَاَمَّ حَمد نحو مَا کَانَ اللّٰهُ لَیُعَذِّبَهُمْ وَاَوْ بمعنی اِلٰی اَنْ یَا لَآ اَنْ نَحْوًا لَزِمَکَ اَوْ تُعْطِیْنِی حَقّٰی وَاَوْ الصرف ولام کی وفا کہ در جواب شش چیزست امر و نہی و نفی و استفہام و تمنی و عرض و اَمَثَلَتْهَا مَشْهُورَةٌ۔

دوسری فصل فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف کے بیان میں اور یہ دو قسم پر ہیں اول وہ حروف جو فعل مضارع کو نصب کرتے ہیں اور وہ چار ہیں پہلا اَنْ

جیسے اُرِيْدُ اَنْ تَسْقُوْمَ۔ اَنْ فعل کے ساتھ مصدر کے معنی میں ہوتا ہے یعنی اُرِيْدُ قِيَامَكَ اور اسی وجہ سے اُس کو مصدر یہ کہتے ہیں۔

دوسرا اَنْ جیسے لَنْ تَخْرُجَ زَيْنُكُنْ نفی کی تاکید کے لئے ہے۔

تیسرا اِنِّی جیسے اَسْلَمْتُ كَمِّ اَدْخَلَ الْجَنَّةَ۔

چوتھا اِذَنْ جیسے اِذَنْ اَتَمَّكَ اُس شخص کے جواب میں جو کہے

اَنَا اَتِيكَ غَدًا۔

اور جان لو کہ اَنْ بعد چھ حروف کے پوشیدہ ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب کرتا ہے ٹی (کے بعد) جیسے مَرَزْتُ حَتَّى اَدْخَلَ الْبَلَدَ اور لا اَجِدُ (کے بعد) جیسے مَأْكَانَ اللَّحْمِ لِيُعَذِّبَهُمْ۔ اور اَوْ (بمعنی اِلَى اَنْ) کے بعد جیسے لَا لَزْمَكَ اَوْ تُعْطِيَنِي حَقِّي اور ولو صرف اور لام لگی اور فَا (کے بعد) جو جواب میں چھ چیزوں کے ہو:

امرا اور نبی اور نفی اور استفہام اور تمنی اور عرض اور ان کی مثالیں مشہور ہیں۔

قوله:

(ان با فعل بمعنی مصدر باشد) یہ عبارت صراحت و ولالت کرتی ہے اس بات پر کہ تہا فعل مصدر کے معنی میں نہیں ہوتا بلکہ (اَنْ) اور (فعل) دونوں کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہوتا ہے۔

وجہ یہ کہ اگر تہا فعل مصدری معنی میں ہو جائے تو (اَنْ) کا دخول اسم پر ہو جائے گا حالانکہ وہ فعل کے خواص سے ہے کہ مضارع کو مستقبل کے لئے متعین کر دیتا ہے۔ اس کو (مصدریہ) اس سبب سے کہتے ہیں کہ فعل کے ساتھ مل کر مصدری معنی میں ہوتا ہے نہ اس سبب سے کہ فعل کو مصدری معنی میں کر دیتا ہے۔ اور یہ بھی لازم آئے گا کہ اُس (اَنْ) پر حرف جار کا دخول صحیح نہ ہو کہ حرف جار اسم پر داخل ہوتا ہے نہ

حرف پر۔ مجموعہ بمعنی مصدر ہو تو محذور لازم نہ آئے گا۔ فَاخْفَظْهُ فَإِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ عَنْهُ غَافِلُونَ۔
قولہ:

(اَوْ بمعنی الی ان یا الا ان) اس عبارت کے یہ معنی نہیں کہ (او) مجموعہ (الی ان) یا مجموعہ (الا ان) کے معنی میں ہوتا ہے جیسے کہ بعض بے سمجھ، سمجھ بیٹھے ہیں۔
حتیٰ کہ یہ اعتراض وارد ہو کہ ایسے (او) کے بعد اُنْ مقدر ہونے سے تکرار (اُنْ) لازم آئے گی بلکہ اس میں لفظ (الی) اور لفظ (الا) مضاف ہیں (اُنْ) کی طرف اور یہ اضافت باذنی التعلق ہے اور اذنی تعلق یہ کہ (الی) اور (الا) داخل ہوتے ہیں (اُنْ) مقدرہ پر، تو یہ دونوں داخل ہوئے اور (اُنْ) مقدرہ مدخول علیہ۔
اور اضافت یہ بتانے کے لئے کی گئی کہ (اَوْ) ہر الی اور ہر الا کے معنی میں نہیں ہوتا بلکہ صرف اسی (الی) اور (الا) کے معنی میں ہوتا ہے جو (اُنْ) مقدرہ پر داخل ہوتے ہیں۔
قولہ:

(واو صرف ولام لگی وفا کہ در جواب شش چیز است) اس عبارت میں یہ قول کہ در جواب شش چیز است (فا) سے متعلق ہے۔ اب عبارت کے معنی یہ ہوں گے کہ (واو) صرف اور (گی) کے بعد (اُنْ) مقدر ہوتا ہے اور اس (فا) کے بعد جو چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو اس صورت میں (واو) صرف کے چھ چیزوں کے بعد واقع ہونے کا بیان نہ ہوا۔ حالانکہ وہ بھی چھ چیزوں کے بعد واقع ہوتا۔

اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ مصنف علیہ الرحمۃ نے سب کے شرائط بیان کرنے کا التزام نہیں فرمایا اسی واسطے (حتیٰ) کی شرط بیان میں نہیں آئی۔ لیکن

مناسب یہ ہے کہ عبارت کو کاتب کے سہو پر محمول کیا جائے۔

بایں طور کہ (واو) صرف دفا کہ در جواب شش چیز است) اب یہ عبارت کہ (در جواب شش چیز است) فقط (واو صرف) اور (فا) سے متعلق ہوگی اور معنی یہ ہوں گے کہ (کئی) کے بعد (اَنّ) مقدر ہوتا ہے اور واو صرف اور فا کے بعد جو (واو) اور (فا) چھ چیزوں کے بعد واقع ہوں۔

(واو) صرف اور (فا) دونوں کے بعد (اَنّ) مقدر ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ ان چھ چیزوں کے بعد واقع ہوں (کئی) کے لئے یہ شرط نہیں اصل عبارت کے نظر (واو) صرف اور (فا) دونوں کی شرط مذکور ہوگئی اور موجودہ عبارت میں اگر (کہ) در جواب شش چیز است) کو صرف (فا) سے متعلق قرار دیا جائے تو (فا) کی شرط کا بیان ہو جاتا ہے اور (واو) صرف کی شرط کا بیان نہیں ہوتا اور اگر (کہ) در جواب شش چیز است) کو (واو صرف و کئی و فاعلیتوں سے متعلق قرار دیں تو خلاف واقع ہے کیونکہ (کئی) کے لئے یہ شرط نہیں اس لئے کاتب کے سہو پر محمول کرنا مناسب ہے تاکہ دونوں کی شرط کا بیان ہو جائے۔ ضروری نہیں کَمَا ذَکَرْنَا فِیْمَا سَبَقَ۔

(واو) صرف یہ (واو) عطف ہے۔ صرف کے معنی (روکنا) یہ بعض صورتوں میں اپنے ماقبل کی کسی چیز کو اپنے مابعد پر آنے سے روکتا ہے۔
نظر برآں اس کو (واو) صرف کہتے ہیں جیسے لَا تَأْكُلِ السَّمَكَ وَتَشْرَبِ اللَّبَنَ اس کے معنی ہیں کہ مچھلی کھانے کے ساتھ دودھ مت پیو۔

اس میں مذکورہ واو (واو) صرف ہے یہ اپنے ماقبل کے (لا) کو اپنے مابعد (تشرب) پر آنے سے روکتا ہے کیونکہ اگر وہ اس پر آجائے بایں طور کہ (تشرب) کو (تاکل) پر معطوف قرار دیں تو معنی مقصود فوت ہو جائیں گے۔

اس لئے کہ اب معنی یہ ہوں گے کہ مچھلی نہ کھاؤ اور دودھ نہ پیو اس سے مچھلی کھانے کی ممانعت مفہوم ہوئی اور مطلقاً دودھ پینے کی حالانکہ مطلقاً دودھ پینے کی ممانعت مقصود نہ تھی بلکہ مچھلی کے ساتھ دودھ پینے کی ممانعت کا قصد تھا، مثال مذکور کی۔
ترکیب:

(لا تا کُل) میں (لا) برائے نہی مبنی بر سکون (تا کُل) صحیح مجرد از ضمیر بارز مجرد بسکون۔ کسرۃ موجودہ حرکت تخلص من السکونین صیغہ واحد مذکر حاضر۔
اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (السَّمَكُ) مفرد منصوب صحیح مفعول بہ۔

فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اور (تشرب اللبن) معطوف ہے مقدر پر جو ماقبل سے مفہوم ہوتا ہے یعنی لایجتمع منك اکل (السَّمَكُ) (لا) برائے نہی مبنی بر سکون (یجتمع) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجرد بسکون۔ صیغہ واحد مذکر غائب (من) حرف جار مبنی بر سکون (کاف) ضمیر مجرد متصل مجرد محلا۔ جار مجرد مل کر ظرف لغو (اکل) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظاً مضاف (السَّمَكُ) مفرد منصوب صحیح مضاف الیہ مجرد لفظاً۔ منصوب محلا بنا بر مفعولیت۔

مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح اس کے بعد (اَنْ) موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (تشرب) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (اللبن) مفرد منصوب صحیح مفعول بہ۔

فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول
حرفی (اَنْ) مقدار اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف مرفوع محلا۔ معطوف
علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل۔

فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا (واو) صرف
سے پیشتر امر ہو جیسے زُرْنِیْ وَاُكْرِمْکَ۔ (زُر) امر حاضر معروف مبنی بر سکون۔ صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل
مرفوع محلا مبنی بر سکون (اَنا) علامت خطاب مبنی بر فتح (نوں) برائے وقایہ مبنی
بر کسر (اَنا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون فعل اپنے فاعل
اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اس کے بعد (لِیَجْتَمِعَ مِنْکَ الزَّیَادَةُ) مستفاد جس میں (لام) برائے
امر مبنی بر کسر (لِیَجْتَمِعَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجرور بمسکون صیغہ
واحد مذکر غائب (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (کاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی
بر فتح جار مجرور مل کر ظرف لغو (الزَّیَادَةُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف
علیہ (و) حرف عطف مبنی بر فتح اس کے بعد (اَنْ) موصول حرفی مقدار مبنی
بر سکون (اَنْکَرِمَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً۔ صیغہ
واحد متکلم۔ اس میں (اَنْا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی
بر سکون (کاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح۔

فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (اَنْ) مقدار موصول
حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف مرفوع محلا۔ معطوف علیہ اپنے
معطوف سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: تمہاری طرف سے ملاقات کو آنا ہو اور میری جانب سے بروقت ملاقات

تمہاری تعظیم بجالانا یا استفہام ہو جیسے هَلْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ وَاشْرَبُوْهُ۔
 هَلْ حرف استفہام مثنیٰ بر سکون (عِنْدَ) مفرد منصرف صحیح منصوب
 لفظاً مضاف (کم) میں (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مثنیٰ
 بر ضم (میس) علامت جمع مذکر مثنیٰ بر سکون مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ
 ہوا (ثابت) مقدار کا (ثابت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس
 میں (هَؤُلَاءِ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر فتح راجع بسوئے مبتدائے
 مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم (مَاءٌ) مفرد منصرف صحیح
 مرفوع لفظاً مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسے
 ہوا۔

اس کے بعد (هَلْ يَكُوْنُ مِنْكُمْ)

استفہام مثنیٰ بر سکون (يَكُوْنُ)

لفظاً فعل تام۔ صیغہ ۱۔

سے مل

مفرد ہو کر

اپنے فاعل او

اور اس کے ساتھ اتفاق اور (ترجی) کو ذکر نہیں فرمایا کہ وہ بحکم (تمنی) ہے جیسے یہی مذکورہ مثال جب کہ (لِئْتَ) کی جگہ (لَعْلَ) رکھ دیا جائے اور یہی ترکیب اور یہی ترجمہ یا (نفی) ہو جیسے مَا أَتَيْنَا وَتَحَدَّثْنَا (مَا) حرف نفی مبنی بر سکون (تَسَا) مضارع معروف مفرد معتل یا ئی مرفوع تقدیراً۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اس کے بعد (لَيْسَ مِنْكَ إِيَّانَ) مستفاد جس میں (لَيْسَ) فعل ناقص مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (مِنْ) حرف جار مبنی بر سکون (كَاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر فتح۔

جار مجرور مل کر نظر مستقر ہوا (ثَابِتًا) مقدار کا (ثَابِتًا) مفرد منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم مؤخر۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم (إِيَّانَ) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (وَ) حرف عطف مبنی بر فتح اس کے بعد (أَنْ) موصول حرفی مقدار مبنی بر سکون (تَحَدَّثَ) فعل مضارع معروف۔ صحیح مجرور ضمیر بارز منصوب لفظاً۔ صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (أَنْ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (أَنْ) موصول حرفی مقدار اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف۔ مرفوع محلاً معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم (لَيْسَ) فعل ناقص اپنے اسم مؤخر و خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: تمہاری جانب سے ہمارے پاس آنا اور ہم سے گفتگو کرنا نہیں ہے۔

یاعرض ہو جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا وَتُصِيبُ خَيْرًا (ہمزہ) برائے عرض مبنی
برفتح (تَنْزِلُ) فعل مضارع معروف اس میں (لا) حرف نفی مبنی بر سکون (تَنْزِلُ) صحیح
مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس
میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی
برفتح (با) حرف جار مبنی بر کسر (تا) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر سکون۔ جار مجرور مل
کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اس کے بعد (لَا يَكُونُ مِنْكَ نَزْوٌ) مستفاد جس میں ہمزہ برائے عرض
مبنی برفتح (لَا يَكُونُ) میں (لا) برائے نفی مبنی بر سکون (يَكُونُ) فعل مضارع معروف۔
صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً۔ فعل تام۔ صیغہ مذکر غائب (مِنْ) حرف جار مبنی
بر سکون (كـ) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی برفتح۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔
لغو (نَزْوٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ وادھر عطف مبنی برفتح اس کے
بعد (اَنْ) موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (تُصِيبُ) فعل مضارع معروف صحیح
مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً۔ صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ اس
میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون۔

(تا) علامت خطاب مبنی برفتح (خَيْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول
بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلبہ (اَنْ) موصول حرفی
مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف مرفوع محلاً۔ معطوف علیہ اپنے
معطوف سے مل کر قائل۔ فعل تام اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ
ہوا۔

ترجمہ: آپ کی جانب سے تشریف آوری اور ہماری جانب سے خدمت
دونوں کا اجتماع ہونا چاہیے۔

مخفی نہ رہے کہ ان مثالوں میں (واو) کے بجائے (فا) رکھ دی جائے تو سب کی سب (فا) کی مثالیں بن جائیں گی۔

ترکیب:

(أُرِيدُ أَنْ تَقُومَ) اس میں (أُرِيدُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (أَنْتَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (أَنْ) ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون،

(تَقُومَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز۔ منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (أَنْت) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (أَنْ) موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مفعول بہ منصوب محلا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں چاہتا ہوں تمہارا کھڑا ہونا۔

(أُرِيدُ قِيَامَكَ) اس میں (أُرِيدُ) ترکیب سابق (قیام) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مصدر مضاف (كَاف) ضمیر مجرد متصل مضاف الیہ مجرد باعتبار محل قریب۔ مرفوع باعتبار محل بعید بنا بر فاعلیت۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہی جو پہلے تھا۔

(لَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ) اس میں (لَنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (يَخْرُجَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: ہرگز نہیں نکلے گا زید۔

(أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخَلَ الْجَنَّةَ) اس میں (اسلمت) فعل ماضی معروف
مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم۔ اس میں (نا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی
بر ضم۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(كَيْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (أَدْخَلَ) فعل مضارع معروف صحیح
بجرا از ضمیر بارز منصوب لفظاً۔ صیغہ واحد متکلم۔

اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی
بر سکون (الجنة) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول
فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اس جملہ کو بھی (مُعَلَّلَة) کہتے ہیں بصیغہ اسم فاعل بایں معنی کہ اس کا مضمون
ما قبل کے لئے علت غائیہ ہے یعنی مضمون ما قبل پر مرتب کر دخول جنت اسلام پر مرتب
ہوتا ہے کیونکہ اسلام سبب ہے دخول جنت کے لئے تو دخول جنت مسبب ہوا اور مسبب
اپنے سبب پر مرتب ہوا کرتا ہے نہ یہ کہ دخول جنت سبب ہے اور اسلام مسبب کیونکہ
دخول جنت اسلام کا سبب نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ اسلام مرتب ہو دخول جنت
پر جو خلاف واقع ہے بلکہ اسلام دخول جنت کے لئے سبب ہے اور دخول جنت اسلام
پر مرتب۔

یاد رہے

کہ (جملہ مُعَلَّلَة) عموماً اُس جملہ کو کہتے ہیں جس کا مضمون دوسرے جملے
کے مضمون کے واسطے علت و سبب ہو جیسے لَا تَصُومُوا فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلِ
وَشُرْبِ اس جملہ ثانیہ کا مضمون جملہ اولیٰ کے مضمون کے واسطے علت و سبب ہے یعنی
ان ایام کا ایام خورد و نوش ہونا اس نہی کا سبب ہے۔

ترجمہ: میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں۔

(اَذُنْ اُكْرِمَكَ) (اَذُنْ) حرف ناصب مبنی بر سکون (اُكْرِمَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً۔ صیغہ واحد متکلم۔ اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (کُفَّ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: اُس وقت میں تمہاری تعظیم کروں گا۔

(اَنَا) اِثْبِكَ عَدَا (اَنَا) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر سکون (اِثْبِيَ) فعل مضارع معروف مفرد معتل یا بی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (کُفَّ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح (عَدَا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلاً۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں کل تمہارے پاس آؤں گا۔

(مَوْرَتْ حَتَّى اَدْخَلَ الْبَلَدَ) اس میں (موردت) بترکیب معلوم (حتى) حرف جار مبنی بر سکون۔ اس کے بعد (اَدْخَلَ) موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون (ادخل) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (البلد) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔

(اَنْ) مقدر موصول حرف اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مجرور محلاً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں گذرا یہاں تک کہ شہر میں داخل ہوا۔

(مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ) اس میں (ما) حرف نفی مبنی بر سکون (کان) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح (فعل ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلال) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظاً اسم (لام) حرف جار زائد مبنی بر کسر (لام جہد) اس کے بعد (أَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدّر مبنی بر سکون (لِيُعَذِّبَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم جلال (هم) میں (ها) ضمیر منصوب متصل ذوالحال مبنی بر ضم راجع بسوئے اہل مکہ منصوب محلاً (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون (واو) حالیہ مبنی بر فتح (أَنْتَ) میں (أَنْ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (فی) حرف جار مبنی بر سکون (هم) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر کسر راجع بسوئے اہل مکہ (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (موجود) مقدّر کا (موجود) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل نائب فعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (أَنْ) موصول حرفی مقدّر اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر خبر منصوب محلاً۔ فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

ہم نے بغرض افادہ طلباء برائے تاکید مبنی بر فتح (الْزَمْنُ) فعل مضارع

معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (نُون) ثقیلہ مبنی بر فتح (کساف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح (او) بمعنی (الی) مبنی بر سکون اس کے بعد (اَنْ) ناصبہ موصول حرفی مقدّم مبنی بر سکون (نُعْطِی) فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر اس (اَنْت) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (اَنَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (نُون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول منصوب محلا مبنی بر سکون۔

(حق) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۃ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (اَنْ) موصول حرفی مقدّم اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مجرور محلا۔ جار مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: بیشک میں ضرور بالضرور تیرے پیچھے لگا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے میرا حق دے۔

اور (او) جب (اَلَا) کے معنی میں ہو تو (اَنْ) مقدّم موصول حرفی بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ ہوگا (وَقَسْتُ) مضاف بمقدّم کا۔ تخر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر مفعول فیہ باقی ترکیب حسب سابق (اَفْثَلُهَا مَشْهُورَةٌ) اس میں (امثلة) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون راجع جسوئے امر۔ نہی ذغیرہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا (مَشْهُورَةٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً۔ اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث اس

میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محکم مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنے خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ ۱۱۷۱:

مہر منیر صفحہ ۸۴ میں ہے کہ (چونکہ ماضی۔ امر۔ نہیں مٹی ہوتے ہیں) یہ غلط ہے کہ (نہی) مبنی نہیں وہ تو مضارع میں داخل ہے۔ کما مر۔ پھر مہر منیر میں اسی صفحہ پر اور المصباح المنیر میں صفحہ ۹۲ پر (أَنْ) مع الفعل یعنی مجموعہ مصدری معنی میں ہوتا ہے جیسے کہ کتاب میں مذکور ہوا۔ نہ صرف فعل مضارع مصدری معنی میں۔ پھر اسی صفحہ ۸۴ پر (أَرِيدُ أَنْ تَقُومَ) کی ترکیب میں (تَقُومَ) کے متعلق کہا کہ (فعل اپنے فاعل سے مل کر بتاویل مصدر ہو کر مفعول بہ) یہ بھی غلط ہے کہ فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ ہوگا۔ پھر موصول حرفی (أَنْ) اپنے سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مفعول بہ پھر اول نے صفحہ ۸۵ پر اور دوم نے صفحہ ۹۲ پر (گئی) حرف نائب کے متعلق بیان کیا کہ (اس کا مابعد اپنے ماقبل کا سبب بنا کرتا ہے) اور کتاب مذکور مثال (أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ) کے متعلق بیان کیا کہ (اس میں اسلام لانے کا سبب دخول جنت کی خواہش ہے) یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اول اس لئے کہ (گئی) کا ماقبل اُس کے مابعد کے لئے سبب ہوا کرتا ہے نہ مابعد اُس کے ماقبل کے لئے یہ بات شرح مائتہ عامل میں بھی مذکور ہے جو ان فاضلان دیوبند کو یاد نہیں۔ دوم اس لئے کہ مثال مذکور میں (اسلام) دخول جنت کا سبب ہے نہ (دخول جنت) اسلام لانے کا۔ یہ بات بھی شرح مائتہ عامل میں بھی مذکور ہے۔

لیکن ان فاضلان دیوبند نے (دخول جنت کی خواہش) کو سبب قرار دیا ہے مثال میں (خواہش) کا ذکر نہیں تو یہ دیوبندی اضافہ ہوا جو مثال کے مطابق نہیں۔

پھر اول نے اسی صفحہ ۸۵ پر کتاب میں مذکور مثال (أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخَلَ الْجَنَّةَ) کی ترکیب میں اور دوم نے اپنی پیش کردہ مثال (أَمِنْتُ بِاللَّهِ كَيْ أَدْخَلَ الْجَنَّةَ) کی ترکیب میں جملہ اول کو (مُعَلَّلٌ) بصیغہ اسم مفعول اور دوم کا علت نہیں بلکہ برعکس ہے کما مر۔

ثانیاً اس لئے کہ اول (معلل) ہوا اور دوم (علت) یا اول (علت) اور دوم (معلل) بہر صورت یہ کہ (معلل) اپنی علت سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معللہ ہوا درست نہیں کیونکہ دونوں مل کر (مُعَلَّلَةٌ) بصیغہ اسم فاعل ہوں گے۔ یا (مُعَلَّلَةٌ) بصیغہ اسم مفعول۔

اور دونوں غلط اس لئے کہ (مُعَلَّلَةٌ) کے معنی ہیں علت بیان کرنے والے جملہ اور (مُعَلَّلَةٌ) کے معنی ہیں معلول بیان کرنے والا جملہ۔ اور جب ان میں ایک جملہ علت بیان کرنے والا ہے اور دوسرا (معلول) تو دونوں کے مجموعہ کو (مُعَلَّلَةٌ) نہیں کہہ سکتے کہ دونوں علت بیان کرنے والے نہیں۔

نہ (مُعَلَّلَةٌ) کہہ سکتے ہیں کہ دونوں (معلول) کو بیان نہیں کرتے۔ لہذا دونوں کو ملانا درست نہیں دونوں کو ملانا دیوبندی بدعت ہے پھر اول نے صفحہ ۸۶ پر بیان کیا کہ (مصنف کے بیان میں تسامح ہوا ہے کہ انہوں نے خود او کو الیٰ اَنْ یَا لَآ اَنْ کے معنی میں بیان کیا ہے۔

اقول:

مصنف علیہ الرحمۃ سے تسامح نہیں ہوا بلکہ آپ کے سمجھنے میں تقصیر ہوئی کماذکرناہ مفصلاً پھر دوم نے صفحہ ۸۷ پر (واو) صرف کی مثال (لَیْسَ لَیْ مَا لَا وَانْفِقَہُ) کی تقدیر یہ بیان کی ہے (لَیْسَ یَجْتَمِعُ لَیْ ثُبُوتُ مَا لٍ وَانْفِقَہُ مَیْنِ) یہ بھی غلط ہے کہ اس میں (لیت) کو (یجمع) فعل پر داخل کر دیا ہے جو سوائے دیوبندی فاضل

کسی دوسرے سے متصور نہیں پہنچ ہے کہ

یہ بھی کتب و بھی ملاً

حال طفلان زبوں شدہ است

قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع را بجزم کنند و آن بخت لَمْ و لَمْ اَو لَام
امرو لای ابھی و اِنْ شرطیہ چون لَمْ یَنْصُرُوْا لَمْ یَنْصُرُوْا لَمْ یَنْصُرُوْا لَمْ یَنْصُرُوْا
تَنْصُرُوْا تَنْصُرُوْا تَنْصُرُوْا تَنْصُرُوْا تَنْصُرُوْا تَنْصُرُوْا تَنْصُرُوْا تَنْصُرُوْا تَنْصُرُوْا
گویند و جملہ دوم را جزا و اِنْ برائے مستقبل است اگرچہ در ماضی رود چون اِنْ ضَرَبْتُ
ضَرَبْتُ و اینجا جزم تقدیری بود زیرا کہ ماضی معرب نیست و بدانکہ چون جزای شرط
جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دُعَا قَا در جزا آوردن لازم بود چنانکہ گوئی اِنْ تَأْتِنِیْ فَآتِ
مُکْرَمًا و اِنْ رَأَيْتَ زَيْدًا فَآکُرْمُهُ و اِنْ اَتَاکَ عَمْرُوْ فَلَاتِهْنَهُ و اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ
فَجَزَاکَ اللّٰهُ خَيْرًا۔

دوسری قسم وہ حروف جو فعل مضارع کو جزم کرتے ہیں اور وہ پانچ ہیں لَمْ
اور لَمْ اَو لَام امر اور لائے نہی اور اِنْ شرطیہ جیسے:

لَمْ یَنْصُرُوْا لَمْ یَنْصُرُوْا لَمْ یَنْصُرُوْا لَمْ یَنْصُرُوْا لَمْ یَنْصُرُوْا لَمْ یَنْصُرُوْا لَمْ یَنْصُرُوْا
لو کہ ان دو جملوں پر اِغْل ہوتا ہے جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ پہلے جملہ کو شرط کہتے
ہیں اور دوسرے جملے کو جزا اور اِنْ مستقبل کے لئے اگرچہ در ماضی پر داخل ہو جیسے اِنْ
ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ اور اس جگہ جزم تقدیری ہوتا ہے اس لئے کہ ماضی معرب نہیں ہے
اور جان لو کہ جب جزا شرط کی جملہ اسمیہ ہو یا امر یا نہی یا دُعَا تو قَا جزا میں لانا ہوتا ہے
چنانچہ تم کہو گے اِنْ تَأْتِنِیْ فَآتِ مُکْرَمًا اور اِنْ رَأَيْتَ زَيْدًا فَآکُرْمُهُ اور اِنْ اَتَاکَ
عَمْرُوْ فَلَاتِهْنَهُ اور اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰهُ خَيْرًا۔

سوال: اعراب لفظی اور تقدیری معرب کے ساتھ مخصوص ہے مثنی کا اعراب محلی

ہوتا ہے پھر مصنف علیہ الرحمۃ نے کیسے فرما دیا کہ:

(اِنْ صَوَّبْتُ صَوَّبْتُ) میں دونوں پر بوجہ (اِنْ) شرطیہ جزم تقدیری ہے۔

جواب: یہاں پر مصنف علیہ الرحمۃ کی جزم تقدیری سے مراد جزم محلی ہے۔

ترکیب:

(لَمْ يَنْصُرْ) اس میں (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَنْصُرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: زید نے مدد نہیں کی۔

(لَمَّا يَنْصُرْ) اس میں (لَمَّا) حرف جازم مبنی بر سکون (يَنْصُرْ) ترکیب سابق۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: زید نے اب تک مدد نہیں کی۔

(لَيَنْصُرْ) اس میں لام (لام امر) مبنی بر کسر (يَنْصُرْ) ترکیب سابق۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: چاہے کہ زید مدد کرے۔

(لَا تَنْصُرْ) اس میں (لَا) برائے مبنی بر سکون (تَنْصُرْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَنْصُرْ) علامت خطاب مبنی بر فتح۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: تو مدد مت کر۔

(اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ) اس میں (اِنْ) شرطیہ مبنی بر سکون (تَنْصُرْ) فعل

مضارع معروف صحیح مجرذ از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر بترکیب سابق فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (انسصر) فعل مضارع معروف صحیح مجرذ از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم۔ اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تو مدد کرے گا تو میں مدد کروں گا۔

(اَنْ تَضْرِبَ اَضْرِبْ) بترکیب سابق جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا۔

(اِنْ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ) اس میں (اِنْ) شرطیہ مبنی بر سکون (ضَرَبْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلا۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (ضَرَبْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلا صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا۔

(اِنْ تَأْتِنِي فَاَنْتَ مُكْرَمٌ) اس میں (اِنْ) شرطیہ مبنی بر سکون (تَأْتِي) مفرد معتل یائی مجزوم بخذف لام۔ صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (يَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔

(فَا) جزایہ مبنی بر فتح (اَنْتَ) میں (اَنْ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع

محلہ مبنی بر سکون (مُكْرِمٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلہ مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا مجزوم محلہ۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تو میرے پاس آئے گا تو تیری عزت کی جائے گی۔

(إِنْ رَأَيْتَ زَيْدًا فَكُتِّمْنِي) اس میں (إِنْ) شرطیہ مبنی بر سکون (رَأَيْتَ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلہ۔ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلہ مبنی بر فتح (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔

(فَا) جزائیہ مبنی بر فتح (أَنْتَ) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلہ مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (هَآ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلہ مبنی بر ضم راجع بسوء زید۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا۔ مجزوم محلہ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تو زید کو دیکھے تو اس کی تعظیم کرنا۔

(إِنْ أَتَاكَ عَمْرُو فَلَا تُهِنَّهُ) اس میں (إِنْ) شرطیہ مبنی بر سکون (أَتَاكَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر مجزوم محلہ۔ صیغہ واحد مذکر غائب (كُفَّ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلہ مبنی بر فتح (عَمْرُو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔

(فَا) جزائیہ مبنی بر فتح (لَا) حرف نہی مبنی بر سکون (تُهِنَنَّ) فعل مضارع

معروف صحیح مجرور ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (نا) علامت خطاب مبنی بر فتح (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے عمرو۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا مجزوم محلا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تیرے پاس عمرو آئے تو اُس کی توہین نہ کرنا۔

(اِنْ اَکْثَرُ مَنَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا) اس میں (اِنْ) شرطیہ مبنی بر سکون (اَکْثَرُ مَنَنِیْ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (نا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (فا) جزا سیئی مبنی بر فتح (جَزَیْ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر غائب (کاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول منصوب محلا مبنی بر فتح (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح لفظاً فاعل۔

(خَیْرًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ ثانی۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ مجزوم محلا شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر تو میری عزت کرے تو اللہ تجھ کو جزائے خیر دے۔

تنبیہ ۱۱۸ تا ۱۲۴:

مہر منیر صفحہ ۸۸ پر اپنی پیش کردہ مثال (اِنْ نَصَرْتُ نَصْرَتُ) کے اول فعل (نَصْرْتُ) میں ضمیر فاعل (اَنْتَ) مستتر بتائی ہے۔

اور فعل دوم (نَصَرْتُ) میں ضمیر فاعل (اَنَا) مستتر بتائی

پھر صفحہ ۸۹ پر مہر منیر میں اور صفحہ ۹۷ پر المصباح البشیر میں کتاب کی مثال (اَنْ) رَأَيْتَ کے فعل (رَأَيْتَ) میں ضمیر فاعل (اَنْتَ) مستتر بیان کی۔

پھر اول نے صفحہ ۹۰ پر اور دوم نے صفحہ ۹۷ پر مثال کتاب (اَنْ) اَكْرَمْتَنِي..... الخ کے فعل (اَكْرَمْتَنِي) میں (اَنْتَ) مستتر ضمیر فاعل بتائی ہے۔

اقول:

یہ سب غلط ہے۔ ان سب میں تو فاعل ضمیر بارز ہے جس کو اول نے صفحہ ۳۰ پر نقشہ ضمیر مرفوع متصل میں اور دوم نے صفحہ ۳۸ پر خود تحریر کیا تھا لیکن بات وہی ہے کہ (حافظ نباشد) پھر دوم نے اسی صفحہ ۹۷ پر (اَنْ تَأْتِنِي) کی (یا) ضمیر منصوب متصل کو اور (اَنْ اَتَاكَ) کی ضمیر منصوب متصل (کاف) کو مفعول بہ قرار نہیں دیا بلکہ مشابہ مفعول بہ تحریر کیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ فعل متحدی بنفسہ ہے پھر مشابہ مفعول ہونے کے کیا معنی۔ الفوائد الشافیہ صفحہ ۶۴ پر (الَّذِي يَأْتِيَنِي) کی ترکیب میں فرمایا (وَالْيَاءُ ضَمِيرٌ مَنْصُوبٌ مَبْنِيٌّ عَلَى السُّكُونِ مَنْصُوبٌ الْمَحَلُّ مَفْعُولٌ بِهِ) مگر یہ فاضل دیوبند کہاں ہے ان کی پرواز اتنی بلند۔ جس کو نحو میر نہیں ہے یاد دہ اور الفوائد الشافیہ تک رسائی دونوں ہیں متضاد۔

پھر دوم نے صفحہ ۹۸ میں اور اول نے صفحہ ۹۰ میں مذکورہ جزا پر (قا) کے لڑو مالانے کی وجہ بالفاظ مختلف بیان کی۔ ایسی باتوں کے بیان کرنے کا محل نہیں۔ یہ سب باتیں اگلی کتابوں میں آرہی ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے والوں کو صرف مسائل محفوظ کرائے جائیں۔ مسائل کے وجوہات سمجھنے کے متحمل نہ ہو سکیں گے۔

آپ دونوں فاضلان دیوبند موجودہ زمانہ کے طلبہ کو اپنے اوپر قیاس فرمائیں۔ خیر اس وجہ کو بایں الفاظ بیان کیا ہے کہ (ان تمام صورتوں میں جزا پر جزا ایہ کالا نا اس لئے ضروری ہے کہ اصل جزا میں فعلیت اور جزائیت ہے۔ انشائیت اور اسمیت کے ساتھ

معنی جزائیت ضعیف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جزائیت کے معنی کو تقویت دینے کے لئے جزائیہ کا لانا ضروری قرار دیا گیا تاکہ جملہ کی ظاہری شکل اگر ایک طرف سننے اور پڑھنے والے کو کچھ دھوکہ دے تو قاف جزائیہ اس کی تلافی کر سکے) اس کے یہ

دیوانے کی (بڑ) سے کم نہیں کہ کچھ بامعنی اور کچھ بے معنی (اصل جزا میں فعلیت ہے) اس کے یہ معنی ہیں کہ اصل جزا میں یہ ہے کہ فعل ہو اور (اصل جزا میں جزائیت ہے) یہ الفاظ بے معنی ہیں اور اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ (جزائیت) کاتب کی غلطی سے لکھا گیا۔ یہ لفظ (خبریت) ہے جیسے دوم نے لکھا ہے تو اب اس وجہ کے معنی یہ ہوئے کہ (اصل جزا میں فعلیت اور خبریت ہے۔ انشائیت اور اسمیت کے ساتھ معنی جزائیت ضعیف ہو جاتے ہیں) انشائیت منافی ہے خبریت کے اور اسمیت منافی ہے فعلیت کے۔ تو انشائیت سے خبریت رخصت ہو گئی اور اسمیت سے فعلیت۔

نظر برآں آپ کے معنی جزائیت رخصت ہو گئے۔ ضعیف ہو جانے کے کیا معنی۔ ضعیف ہونا چاہتا ہے کہ معنی جزائیت باقی ہیں مگر بدوں قوت اور آپ کے بیان کے پیش نظر سرے سے جاتے رہے۔

یہ تھی فاضلان دیوبند کی تک بندی جس کی چوں صحیح نہیں بیٹھی نہ بدست بندہ نہ بدست بندی۔

اب ہم

(فا) کے جزا پر لانے اور نہ لانے سے متعلق نجات کا بیان کردہ ضابطہ بیان کرتے ہیں جو ملا عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمۃ نے (حکملہ) میں ذکر فرمایا جس کی تفصیل یہ ہے کہ (فا) لانے اور نہ لانے کا دار و مدار کلمہ شرط کی تاثیر معنوی پر ہے یعنی جزا کو بمعنی استقبال کر دینے پر۔ پس اگر کلمہ شرط کی تاثیر معنوی تام ہوئی (کہ جزا کو زمانہ ماضی سے مستقبل کی طرف مقلب کر دیا جیسے کتاب کی مثال (ان ضربت

صَرَبْتُ) میں کہ بوجہ کلمہ شرط (ان) دونوں بمعنی مستقبل ہو گئے ہیں) تو (فا) کی احتیاج نہ ہوگی کہ شرط و جزا کے باہمی ربط پر دلالت کرنے کے لئے یہی کافی ہے اور اگر تاثیر ناقص ہوئی (جیسے مضارع منفی بلا جزا واقع ہو) تو (فا) کالا نا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں (کیونکہ اس صورت میں من وجہ تاثیر ہوتی ہے اور من وجہ نہیں ہوتی۔ وجہ یہ کہ (لا) مطلق نفی کے لئے ہے کہ حال کی نفی کے لئے آتا ہے اور استقبال کی نفی کے لئے بھی۔ بس اسی حیثیت سے کہ کلمہ شرط کے دخول سے مضارع منفی بلا استقبال کے لئے مخصوص ہو گیا۔

اُس میں حال کا احتمال نہ رہا تاثیر ہوئی تو (فا) کا۔ لانا جائز کہ باہمی ربط پر دلالت ہوگئی اور اس حیثیت سے کہ زمانہ ماضی سے زمانہ مستقبل کی طرف مہذب نہیں کیا جیسے ماضی میں کیا تھا) تو (فا) کالا نا جائز تا کہ بذریعہ (فا) باہمی ربط پر دلالت ہو۔ اور اگر اصلاً تاثیر نہ کی تو (فا) کالا نا واجب تا کہ (فا) باہمی ربط پر دلالت کرے جیسے جزا کے جملہ اسمیہ ہونے یا امر ہونے یا نہی ہونے یا دعا ہونے کی صورت میں۔

جملہ اسمیہ میں تاثیر کا نہ ہونا تو ظاہر ہے کہ جملہ اسمیہ کی دلالت زمانہ ماضی پر نہیں ہوتی حتیٰ کہ کلمہ شرط کے دخول سے ماضی سے مستقبل کی طرف انقلاب ہو جائے جیسے فعل ماضی میں تھا نہ جملہ اسمیہ صالح ہے زمانہ حال اور استقبال کی طرف انقلاب پر دلالت کرنے کے لئے مخصوص ہو جائے جیسے مضارع منفی بلا میں تھا اور امر۔ نہی۔

دُعائیں تاثیر اس لئے نہیں کہ (اصل جزائیں فعلیت اور خبریت ہے) ہاں شرط میں فعلیت اور خبریت اصل ہیں بلکہ لازم جو رضی وغیرہ کتب نحو میں مذکور ہے۔

لیکن ان فاضلان دیوبند کی وہاں تک رسائی کہاں اور ہوئی بھی ہو تو سمجھنے کی

توفیق سے عریاں۔ یہ تو (انگل پچو) اُڑانے کے عادی ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

❀❀❀.....❀❀❀.....❀❀❀

باب دوم در عمل افعال

بدانکہ پہلے فعل غیر عامل نیست و افعال در اعمال بر دو گونه است قسم اول معروف جان لو کہ کوئی فعل غیر عامل نہیں اور افعال عمل کرنے میں دو قسم پر ہیں۔ پہلی قسم فعل معروف۔

بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی فاعل را بر رفع کند چون قَامَ زَيْدٌ وَضَرَبَ عُمَرُو دُشَّ اسم را نصب کند اول مفعول مطلق را چون قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا وَضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا دوم مفعول فیہ را چون ضُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسْتُ فَوْقَكَ سوم مفعول معہ را چون جَاءَ الْبُرْدُ وَالْجُبَّاتِ اِیْ مَعَ الْجُبَّاتِ چہارم مفعول لہ را چون قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ وَضَرَبْتُهُ تَادِيَةً بِخِمِّ حَالِ را چون جَاءَ زَيْدٌ اِكْبًا ششم تمیز را و وقتیکہ در نسبت فعل بفاعل ابہامی باشد تَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اَمَّا فَعَلٌ متعدی مفعول بہ را نصب کند چون ضَرَبَ زَيْدٌ عُمَرُو ا و ایں عمل فعل لازم را نباشد۔

جان لو کہ فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع کرتا ہے جیسے قَامَ زَيْدٌ اور ضَرَبَ عُمَرُو اور چہا اسموں کو نصب کرتا ہے پہلے اسم یعنی مفعول مطلق جیسے قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا اور ضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا۔ دوسرے اسم یعنی مفعول فیہ کو جیسے ضُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسْتُ فَوْقَكَ تیسرے اسم یعنی مفعول معہ کو جیسے جَاءَ الْبُرْدُ وَالْجُبَّاتِ اِیْ مَعَ الْجُبَّاتِ۔ چوتھے اسم یعنی مفعول لہ کو جیسے قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَيْدٍ وَضَرَبْتُهُ تَادِيَةً۔ پانچویں اسم یعنی حال کو جیسے جَاءَ زَيْدٌ اِكْبًا۔

چھٹے اسم یعنی تمیز کو جبکہ فعل کی نسبت بسوئے فاعل میں کوئی ابہام جیسے طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا لیکن فعل متعدی مفعول بہ کو بھی نصب کرتا ہے جیسے ضَرَبَ

زَيْدٌ عَمَرُوا اور یہ عمل فعل لازم کے لئے نہیں۔

حروف عاملہ کی بحث ختم ہوگئی اب یہاں عمل افعال کی بحث شروع ہوتی ہے۔
فعل دو قسم پر ہے۔

اول معروف۔ دوم مجہول

جس کی تعریف آئندہ آئے گی۔ معروف اُس فعل کو کہتے ہیں جس کا فاعل معلوم ہو جیسے قَامَ زَيْدٌ۔

ترکیب:

(قَامَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: زید کھڑا ہوا۔

یہ فعل لازم کی مثال ہے (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح۔ صیغہ واحد مذکر غائب (عَمَرُوا) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: عمرو نے مارا۔

یہ فعل متعدی کی مثال ہے (قَامَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل (قِيَامًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول مطلق۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید حقیقتہً کھڑا ہوا۔

یہ فعل لازم کے مفعول مطلق کی مثال ہے (ضَرَبَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) ترکیب سابق فاعل (ضَرْبًا) مفرد منصرف صحیح

منصوب لفظاً مفعول مطلق۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید نے حقیقتہً مارا۔

یہ فعل متعدی کے مفعول مطلق کی مثال ہے (صُمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (یَوْمَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (الْجُمُعَةُ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا۔

یہ مفعول فیہ زمانی کی مثال ہے (جَلَسْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم۔ (فَوْقَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (کَافٍ) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر فتح۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں تیرے اوپر بیٹھا۔

یہ مفعول فیہ مکانی کی مثال ہے (جَاءَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (الْبَرْدُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل (وَاوْ) بمعنی (مع) مبنی بر فتح (الْجُبَاتِ) جمع مؤنث سالم منصوب بکسرہ مفعول مع۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مع سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(اِئِ) حرف تفسیر مبنی بر سکون (جَاءَ الْبَرْدُ) بقرینہ سابق مقدر جس کی ترکیب معلوم (مع) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (الْجُبَاتِ) جمع مؤنث

سالم مضاف الیہ مجرور بکسرہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ ہوا۔
ترجمہ: آیا جاڑاؤں کے ساتھ۔

یہ مفعول معہ کی مثال ہے۔ (قُفْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم۔

(اکراماً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مصدر (لام) حرف جار مبنی بر کسر (زید) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ مصدر اپنے ظرف لغو سے مل کر مفعول لہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں زید کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا۔

یہ فعل لازم کے مفعول لہ کی مثال ہے (صَبَرْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم۔
(ہا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے زید (تَدِیْنَا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول لہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے اس کو ادب سکھانے کے لئے مارا۔

یہ فعل متعدی کے مفعول لہ کی مثال ہے۔ (جَاءَ) بترکیب معلوم (زید) بترکیب معلوم ذوالحال (رَاجِبًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً۔ اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: آیا زید سوار ہو کر۔

(طَابَ) فعل ماضی معروف مثنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زَيْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل (نَفْسًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز نسبت۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: مارا زید نے عمرو کو۔

تنبیہ ۱۲۵ تا ۱۳۱:

المصباح المنیر صفحہ ۹۹ اور مہر منیر ۹۱ میں (قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا) کا ترجمہ کیا ہے (زید پوری طرح کھڑا ہو گیا) اور (زید پوری طرح کھڑا ہوا) اور (ضرب زید ضرباً) کا ترجمہ کیا ہے (زید نے خوب مارا) اور (زید نے اچھی طرح مارا)۔

اقول:

یہ دونوں ترجمے غلط ہیں۔

اس لئے کہ دونوں مثالوں میں (قیاما) اور (ضرباً) مفعول مطلق تاکیدی ہیں مفعول مطلق تاکیدی فعل مذکور سے فہم شدہ حدث یعنی معنی مصدری کی تاکید کرتا ہے اور تاکید احتمال سہو اور احتمال مجاز کو دفع کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ دفع احتمال سہو بایں طور کہ (قام زید) کہنے پر سامع کے دل میں اگر یہ احتمال پیدا ہو کہ متکلم سے یہ لفظ سہو اُصادر ہو انہ قصداً۔ تو (قیاماً) کہنے سے یہ احتمال مندفع ہو جائے گا کہ عاقل سے دو مرتبہ سہو نہیں ہوتا۔

نظر بر آں مثال مذکور کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ زید حقیقہً کھڑا ہوا اور دفع احتمال مجاز بایں طور کہ (ضرب زید) کہنے پر سامع کے دل میں اگر یہ احتمال مندفع ہو جائے گا کیونکہ جب معنی حقیقی سے صارف قرینہ نہ ہو تو ثانیاً ذکر احتمال مجاز کو دفع کر دیتا ہے۔

نظر بر آں مثال مذکور کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ زید نے حقیقہً مارا۔ اور مثال اول

کایہ ترجمہ (زید پوری طرح کھڑا ہوا) اور مثال ثانی کا یہ ترجمہ کہ (زید نے خوب مارا) یا زید نے اچھی طرح مارا) مفعول مطلق تاکیدی کا ترجمہ نہیں۔ یہ تو مفعول مطلق نوعی کا ترجمہ ہوا جو فعل مذکور سے فعل شدہ معنی مصدری کی (قسم) پر دلالت کرتا ہے (قیام) کی دو قسم ہوں۔

اول۔ پوری طرح کھڑا ہونا۔

دوم۔ ادھورا کھڑا ہونا۔

اس ترجمے نے پہلی قسم پر دلالت کی۔ اسی طرح ضرب کی دو قسم:

اول۔ خوب مارنا یا اچھی طرح مارنا۔

دوم۔ کم مارنا یا کمی کے ساتھ کے مارنا۔

اس ترجمے نے پہلی قسم پر دلالت کی لیکن یہ ہر دو فاضلان دیوبند کہاں ہیں اتنے

ہوشمند۔

پھر اول نے صفحہ ۱۰۰ پر تحریر کیا کہ (جس چیز سے فعل کی حالت بیان کی جاتی ہے اس کو حال کہتے ہیں) یہ بھی غلط ہے جس کو مبتدی طلبہ بھی زبان پر نہیں لاسکتے خود اگلی فصل میں آرہا ہے کہ حال اس کو کہتے ہیں جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی حالت بیان کرے جیسے مثال کتاب میں (داکبا) جو (زید) ذوالحال کی حالت بیان کرتا ہے کہ وہ بروقت آمد سواڑ تھا۔

پھر اول نے مفعول بہ کے نصب کے بارے میں صفحہ ۱۰۱ پر تحریر کیا ہے (اور یہ عمل فعل لازم نہیں کر سکتا اسی وجہ سے اگر فعل لازم کے بعد کوئی منصوب واقع ہوتا تو دراصل مفعول بہ واقع نہیں ہوتا بلکہ بنزع خافض ہوتا ہے۔ خافض حرف جر کو کہتے ہیں اور بنزع کے معنی اکھیڑ دینے کے آتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ حرف جار کو ہٹائے جانے کی وجہ سے اس کو نصب آیا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب حرف

جار کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے معنی مراد ہوتے ہیں تو اس وقت حرف جر نصب دیا کرتا ہے اور ایسے منصوب کو منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں۔
 جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ میں جَاءَ فعل ہے اور یاء ضمیر متکلم مفعول بہ نہیں ہے بلکہ منصوب بنزع الخافض ہے اصل عبارت یہ تھی جَاءَ إِلَيَّ زَيْدٌ میرے پاس زید آیا) یہاں الی حرف جار کو حذف کر دیا گیا اور اس کے معنی یہاں مراد ہے اس لئے یاء ضمیر متکلم منصوب بنزع الخافض ہے۔

(هكذا اسمعت من العلامة الاكبر شيخنا الانور نور الله مرقدہ)

یہ کلام بچند وجوہ غلط ہے اولاً اس لئے کہ منصوب بنزع الخافض فعل لازم کے بعد بھی واقع ہوتا جیسے لَا قُعْدَنَ لَهُمْ صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمِ میں صراطک منصوب بنزع خافض ہے اور وہ خافض (علی) اور یہ (لَا قُعْدَنَ) فعل کے بعد واقع جو لازم ہے اور فعل متعدی کے بعد بھی واقع ہوتا ہے جیسے وَ اخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِهِ منصوب بنزع خافض ہے اور خافض (مِنْ) اور یہ (اخْتَارَ) فعل کے بعد واقع جو متعدی ہے۔ لہذا (اگر فعل لازم کے بعد) کہنا غلط ہوا کہ اس سے بنظر مفہوم مخالف جو کلام الناس میں معتبر ہے مستفاد ہوتا ہے کہ حکم مذکور فعل لازم کے ساتھ مخصوص ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔

ثانیاً اس لئے کہ منصوب بنزع خافض کا ناصب حرف جار کو قرار دینا بھی غلط ہے کہ یہ کسی نحوی کا قول نہیں۔ نحات بصریہ فرماتے ہیں کہ فعل مذکور ناصب ہے اور کوفیہ فرماتے ہیں کہ (اسقاط حرف جا) ناصب ہے کما فی حاشیۃ الصبان جلد دوم صفحہ ۶۶ (نہ خود حرف جار) جیسے کہ لکھ بیٹھے یہ فاضل نادار، اسی مسلک کوفیہ کے پیش نظر اس کو منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں جس سے یہ مفہوم ہوتا ہے (نزع خافض) سبب ہے منصوب ہونے کا کیونکہ (بنزع الخافض) میں (با) برائے سمیت

ہے تو (نزع خافض) سبب ہوا منصوب ہونے کا اور منصوب ہونے کا سبب وہ جس کے وجہ سے نصب آئے اور جس کی وجہ سے نصب آتا ہے اُس کو ناصب کہتے ہیں تو (نزع خافض) ناصب ہوا لیکن یہ فاضل دیوبند ہیں اتنی سی بات سمجھنے سے کوسوں دور اختراع کرنے کے متعا دیں اور اسی میں ہیں مخور۔

ثالثاً اس لئے کہ (جاءَ نِي) میں (یا ئے متکلم) کو منصوب بنزع خافض قرار دینا اور اس کے مفعول بہ ہونے کا انکار کرنا اور (جاءَ نِي) میں واقع (جاءَ) کو فعل لازم سمجھنا درست نہیں۔

ہم ماقبل میں علامہ ابوالبقا علیہ الرحمۃ کا ارشاد نقل کر چکے ہیں کہ یہ فعل لازم متعدی دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے اور یہ کہ الفوائد الشافیه کے مصنف علیہ الرحمۃ اس (یا) کو مفعول بہ قرار دیتے ہیں۔ اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ یہ فعل متعدی ہے اور (یا ئے متکلم) منصوب بنزع خافض نہیں۔ رہی یہ بات کہ آپ فرماتے ہیں (ہكذا سمعت..... الخ) میں نے ایسا ہی سنا مولانا انور صاحب کشمیری سے جو آپ کے استاد ہیں اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے تو (ہكذا) کا مشارالیه امور ثلثہ ہوں یا فقط امر اخیر۔ بہر صورت آپ کا سماع قابل اعتبار نہیں کیونکہ آپ کے حافظہ کا یہ حال ہے کہ اپنا لکھا یا نہیں اور فہم کی یہ حالت کہ بایں فضیلت نحو میر بھی نہ سمجھ سکے۔

جیسے گذشتہ اوراق میں یہ بات اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ اور اَبْيَنُ مِنَ الْأَمْسِ ہو چکی اور اگر (قد یصدق) کے پیش نظر آپ کے سماع کا اعتبار کر لیا جائے تو مولانا انور شاہ صاحب کا یہ قول گذشتہ حوالہ جات کی موجودگی میں لائق اعتماد نہیں ہو سکتا جیسے کہ دیوبندی امت کے حکیم معنوی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا اپنی کتاب (تیسیر المبتدی) میں (اذا) کو حرف شرط کہنا نحو میر جیسی ابتدائی کتاب

میں تصریح باسمیت کے باوجود قابل اعتماد نہیں اور یہ دونوں صاحبان اقوال مذکورہ میں اس قبیل سے ہیں کہ (أَلْجَوَادُ قَدْ يَكْبُو) را بعا اس لئے کہ (شیخنا الانوار کہنا صحیح نہیں کہ) (انور) بدوں الف لام آپ کے استاد کا علم ہے اور علم پر الف لام زائد اگرچہ آتا ہے مگر قیاسی نہیں کہ ہر شخص کو چھوٹ ہو جس علم پر چاہے داخل کر دے بلکہ سماعی ہے۔ مگر آپ میں اتنی دور اندیشی کہاں۔ اللہم الا ان یجعل صفة۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا
حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

بدانکہ فاعل اسمیت کہ پیش ازوے فعلے باشد مسند بداں اسم بہ طریق قیام فعل بداں اسم چوں زُیْدٌ در ضَرْبِ زُیْدٌ۔

جان لو کہ فاعل وہ اسم ہے جس سے پیشتر ایسا فعل ہو جس کی نسبت کی گئی ہو اُس اسم کی بجانب بایں طور کہ فعل کا قیام اُس اسم کے ساتھ ہو جیسے زُیْدٌ ضَرْبِ زُیْدٌ میں۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے ماقبل میں بیان فرمایا تھا کہ فعل فاعل کو رفع دیتا ہے اور چھ اسموں کو نصب اب اس فصل میں ہر ایک کی تعریف بیان فرماتے ہیں۔

سوال: فاعل کی تعریف مذکور اُس کے کل افراد کو شامل نہیں کہ (مَضْرَبِ زُیْدٌ) میں واقع (زُیْدٌ) پر صادق نہیں آتی حالانکہ فاعل ہے کیونکہ اس مثال میں (زید) کے ساتھ (ضرب) قائم نہیں اس لئے کہ اُس کے معنی ہیں کہ زید نے نہیں مارا تو (ضرب) کی اُس سے نفی ہوئی نہ کہ (ضرب) کا اُس کے ساتھ قیام؟

جواب: فعل کے اُس اسم کی طرف مسند بطریق قیام ہونے سے مراد یہ ہے کہ فعل معروف کی اُس اسم کی طرف نسبت ہو۔ خواہ نسبت ثبوتی ہو جیسے مثال کتاب

میں یا نسبت سلبی جیسے اس مثال میں اور شک نہیں کہ اس (زید) پر فعل کی تعریف مذکور بایں مراد صادق ہے۔ کیونکہ اُس سے پہلے (ضرب) فعل معروف ہے جس کی نسبت سلبی اُس کی جانب ہو رہی ہے۔ مثال مذکور کی ترکیب گزر گئی۔

وَمَفْعُولٌ مُّطْلَقٌ مُّصَدِّرٌ يَسْتَكْمِلُ وَاقِعَ شُؤْبٍ بَعْدَ اَزْفَعْلٍ وَآنَ مُصَدِّرٌ بِمَعْنَى آنَ فَعْلٌ بِاشْدَ چوں ۵ رُبْنَا وَرَضَرُبْتُ ضَرَبْنَا وَ قِيَامًا رَقُمْتُ قِيَامًا۔

اور مفعول مطلق وہ مصدر منصوب ہے جو واقع ہو کسی فعل کے بعد اور وہ مصدر اُسی فعل کے معنی میں ہو جیسے ضَرَبْنَا ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا میں اور قِيَامًا رَقُمْتُ قِيَامًا میں۔

قولہ (بمعنی آں فعل باشد) اس میں معنی مضاف سے مراد معنی تفسیمی حدثی ہیں اب معنی یہ ہوا کہ مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے معنی تفسیمی حدثی میں ہو جیسے (ضَرَبْنَا) مثال مذکور میں مصدر ہے جو (ضَرَبْتُ) کے بعد واقع اور (ضَرَبْتُ) فعل کے معنی تفسیمی حدثی اس کے معنی ہیں۔ یا یہ عبارت بتقدیر مضاف ہے یعنی (بمعنی مصدر آں فعل باشد) یعنی مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے مصدر کے ہم معنی ہو، جس کے معنی اُس فعل کے ضمن میں مذکور ہیں جیسے:

ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا میں (ضَرَبْنَا) مصدر ہے اور یہ (ضَرَبْتُ) فعل کے بعد واقع ہے اور یہ (ضَرَبْنَا) مصدر (ضَرَبْتُ) کے ضمن میں مذکور ہے۔

قولہ (مصدر یست) اس میں مصدر سے مراد مصدر منصوب ہے کیونکہ مفعول مطلق منصوبات سے ہے۔

تنبیہ ۱۳۲ تا ۱۳۵:

المصباح البشیر صفحہ ۱۰۲ میں ہے کہ جو مصدر فعل کے بعد ہم معنی فعل واقع

ہو اُس کو مفعول مطلق کہتے ہیں۔

یہ غلط ہے کہ ہم معنی دو مترادف لفظوں کو کہتے ہیں اور مصدر فعل اصطلاحی مترادف نہیں پھر صفحہ ۱۰۲ اور ۱۰۳ پر لکھا کہ (حضرت میر صاحب کا ارشاد۔

”وَأَمَّا مَصْدَرٌ بِمَعْنَى آتٍ فَعَلٌ بِأَشَدَّ“ سے بھی یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ میر صاحب کے نزدیک بھی یہی تو رائج ہے کہ مصدر کا فعل کے ساتھ ہم معنی ہونا کافی ہے۔ واللہ اعلم) یہ غلط بھی ہے اور میر علیہ الرحمۃ پر افتراء بھی۔

وہ مصدر کو فعل اصطلاحی کے ہم معنی نہیں فرما سکتے۔ یہ تو دیوبندی ذہنیت ہے اور مہر منیر صفحہ ۹۳ میں (ضَرَبْتُ ضَرْبًا) کا ترجمہ کیا ہے (میں نے خوب خوب مارا) اور قَعَدْتُ جُلُوسًا (میں اچھی طرح بیٹھا) یہ دونوں ترجمے بھی غلط ہیں۔

کیونکہ یہ ترجمے مفعول مطلق نوعی کے ہوئے اور مذکورہ مثالوں میں (ضربا) اور (جلوسا) مفعول مطلق نوعی نہیں بلکہ مفعول مطلق تاکیدی ہیں۔ سچ ہے

بہ ہی کتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

ومفعول فیہ اسمیت کہ فعل مذکور در واقع شود اور اطرف کو بند و ظرف بردو گونا است ظرف زمان چون یَوْمَ در ضَمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ و ظرف مکان چون عِنْدَ در جَلَسْتُ عِنْدَكَ .

مفعول فیہ وہ اسم منصوب ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو اور اُس کو ظرف کہتے ہیں اور ظرف دو قسم پر ہے ظرف زمان جیسے:

یَوْمَ، ضَمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ میں اور ظرف مکان جیسے عِنْدَ، جَلَسْتُ عِنْدَكَ میں۔

ظرف زمان اُس کو کہتے ہیں جو (مَتّٰی) کے جواب میں واقع ہو جیسے کسی نے تم سے سوال کیا (مَتّٰی صُمْتُ) تو نے کب روزہ رکھا؟ اس کے جواب میں تم نے کہا (اَمْسَ) یعنی میں نے کل گذشتہ روزہ رکھا۔

تو (اَمْسَ) ظرف زمان ہوا۔ اور ظرف مکان اُس کو کہتے ہیں جو (اَیْنِ) کے جواب میں واقع ہو جیسے کسی نے تم سے سوال کیا (اَیْنِ کُنْتُ) تم کہاں تھے۔ اس کے جواب میں تم نے کہا (عِنْدَ زَیْدٍ) یعنی میں زید کے پاس تھا تو (عِنْدَ) ظرف مکان ہوا۔
ترکیب:

(صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ) کی ترکیب گذر گئی (جَلَسْتُ عِنْدَكَ) میں (جَلَسْتُ) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر سکون۔ صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر ضم (عند) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظاً مضاف (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مثنیٰ بر فتح۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں تمہارے پاس بیٹھا۔

ومفعول مع اسمیت کہ مذکور باشد بعد ادا و بمعنی مع چوں وَالْجَبَابِ
در جَاءَ الْبُرْدُ وَالْجَبَابِ اِیْ مَعَ الْجَبَابِ

مفعول مع وہ اسم منصوب ہے جو ذکر کیا جائے بعد ادا کے جو مع کے معنی میں ہو جیسے وَالْجَبَابِ جَاءَ الْبُرْدُ وَالْجَبَابِ میں، یعنی مع الجباب۔

سوال: مفعول مع کو (واو) بمعنی (مع) کے بعد ذکر کرنے سے کیا فائدہ؟

جواب: اس سے معیت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مفعول مع کو فعل کے فاعل کی معیت حاصل ہے۔

جیسے مثال کتاب میں (الجبات) کو (آمد) میں (البرد) فاعل کی معیت حاصل ہوئی، کہ چٹے جاڑے کے ساتھ تھے، یا فعل کے مفعول بہ کے جیسے كَفَاكَ وَزَيْدًا ذُرَّهُمْ۔

ترجمہ: تجھے اور زید دونوں کو ایک روپیہ کافی ہو گیا۔

اس میں زیداً مفعول معہ ہے جس کو (کاف) مفعول بہ (مخاطب) کی کفایت درہم میں معیت حاصل کہ دونوں کو ایک درہم نے کفایت کی۔

سوال: مفعول معہ سے پیشتر (واو) کے بجائے (مع) کیوں نہیں لایا گیا؟

جواب: بنظر اختصار کہ (مع) دو حرفی ہے اور (واو) ایک حرفی۔ مثال کتاب کی ترکیب گذر گئی۔

ترکیب:

(کفئی) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر۔ صیغہ واحد مذکر غائب (کاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح (واو) بمعنی (مع) مبنی بر فتح۔

(زیداً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول معہ (درہم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ومفعول لہ اسمیت کہ دلالت کند چیزی کہ سبب فعل مذکور باشد چون اِثْرًا مَادَرَقُمْتُ اِثْرًا مَالِزَيْدٍ۔

اور مفعول لہ ایسا اسم منصوب ہے جو دلالت کرے ایسی چیز پر جو فعل مذکور کا سبب ہو جیسے اِثْرًا مَادَرَقُمْتُ اِثْرًا مَالِزَيْدٍ میں۔

اگر کسی عبارت میں پانچوں مفعول مجتمع ہوں تو ان کو بایں ترتیب ذکر کرنا مناسب ہے کہ پہلے مفعول مطلق پھر وہ مفعول بہ جس کی جانب عامل متعدی بنفسہ ہو پھر وہ مفعول بہ جس کی طرف عامل بواسطہ حرف جار متعدی ہو پھر مفعول فیہ

زمانی پھر مکانی پھر مفعول لہ پھر مفعول معہ

جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا زَيْدًا بِسَوْطِ نَهَارٍ اِهْنَاتًا دِيْنًا وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ۔
ترجمہ: میں نے حقیقتہً مارا زید کو کوڑے سے دن میں یہاں پر ادب سکھانے کے
لئے طلوعِ آفتاب کے ساتھ۔

و حال اسمیت کمرہ کہ دلالت کند بر ہیئت فاعل چوں رَا کِبَارًا در جَاءَ
زَيْدًا رَا کِبًا یا بر ہیئت مفعول چوں مَشْدُوْدًا در ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا یا بر ہیئت
ہر دو چوں رَا کِبَیْنِ در لَقِیْتُ زَيْدًا رَا کِبَیْنِ و فاعل و مفعول راز و الحال گویند و آن
غالباً معرفہ باشد و اگر کمرہ باشد حال را مقدم دارند چوں جَاءَ نَبِیُّ رَا کِبًا رَجُلٌ و حال
جملہ نیز باشد چنانچہ رَأَيْتُ الْاَمِيْرَ وَهُوَ رَا کِبٌ۔

اور حال وہ اسم منصوب کمرہ ہے جو دلالت کرے فاعل کی حالت
پر جیسے (رَا کِبًا جَاءَ زَيْدًا رَا کِبًا) میں یا مفعول کی حالت پر جیسے مَشْدُوْدًا ضَرَبْتُ
زَيْدًا مَشْدُوْدًا میں یا دونوں کی حالت پر
جیسے (رَا کِبَیْنِ لَقِیْتُ زَيْدًا رَا کِبَیْنِ) میں اور فاعل و مفعول کو ذوالحال
کہتے ہیں اور وہ اکثر معرفہ ہوتا ہے۔

اور اگر کمرہ ہو تو حال کو (اس پر) مقدم رکھتے ہیں۔

جیسے جَاءَ نَبِیُّ رَا کِبًا رَجُلٌ۔

اور حال جملہ بھی ہوتا ہے جیسے رَأَيْتُ الْاَمِيْرَ وَهُوَ رَا کِبٌ۔

ترکیب:

(جَاءَ زَيْدًا رَا کِبًا) کی ترکیب گذر گئی (ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا)

میں (ضَرَبْتُ) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر سکون صیغہ واحد متکلم اس
میں (رَا کِبًا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا یعنی بر ضم (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح

منصوب لفظاً ذوالحال (مشدوداً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے زید کو باندھ کر مارا۔

(لَقِیْتُ) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر سکون صیغہ واحد متکلم۔ اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز مبنی بر ضم۔ ذوالحال اول (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً۔ ذوالحال دوم (رَاكِبَيْنِ) مثنیٰ منصوب بیائے ماقبل مفتوح۔ اسم فاعل صیغہ ثنئیہ مذکر۔ اس میں (هُمَا) پوشیدہ جس میں (ہَا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے ذوالحال اول اور دوم تعلیلاً کہ ذوالحال اول ضمیر متکلم ہے جس کے پیش نظر حال میں پوشیدہ ضمیر اس کی طرف راجع ہونے والی (أَنَا) ہونا چاہیے اور ذوالحال دوم اسم ظاہر ہے جو حکم میں غائب کے ہوتا ہے تو حال میں پوشیدہ ضمیر اُس کی طرف راجع ہونے والی (هُوَ) ہوگی جو ضمیر غائب ہے لیکن غائب کو متکلم پر تغلیب دے کر دونوں کو ضمیر غائب تعبیر کیا گیا تاکہ ایک صیغہ میں دو مختلف ضمیروں کا استتار نہ ہو کہ کلام عرب میں اس کی نظیر نہیں ملتی ہذا ما خطر بالبال واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقة الحال۔ ہاں دو صیغوں میں ایک ضمیر کے استتار کی تصریح ملتی ہے جیسے هَذَا حُلُوٌ حَامِضٌ۔ میں کہ (حُلُوٌ) اور (حَامِضٌ) کے مجموعہ میں ایک ضمیر (هُوَ) مستتر ہے جو راجع بسوئے مبتدا۔ کما فی حاشیۃ العصام علیہ رحمۃ المنعم (میم) حرف عما مثنیٰ بر فتح (الف) علامت ثنئیہ مثنیٰ بر سکون۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال۔ ذوالحال اول اپنے حال سے مل کر فاعل مرفوع محلاً اور دوم اپنے حال سے مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ

فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے زید سے ملاقات کی در آنحالیکہ ہم دونوں سوار تھے۔

(جاء) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون (رَاٰیَکُنَا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل۔ صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال مؤخر۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال مقدم (رَجَعْتُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال مؤخر۔ ذوالحال مؤخر اپنے حال مقدم سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ایک مرد سوار ہو کر آیا۔

(رَاٰیْتُ) بترکیب سابق (الامیر) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً ذوالحال (واو) حالیہ مبنی بر فتح (هُوَ) ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال (رَاٰیَکُنْتُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل۔ صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر۔

مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے امیر کو دیکھا در آنحالیکہ وہ سوار تھا۔

تنبیہ ۱۳۶ تا ۱۴۰:

المصباح المنیر صفحہ ۱۰۸ اور مہر منیر صفحہ ۹۵، ۹۶ میں (رَاٰیَکُنْتُ) اسم فاعل کو اور (مَشَدُوْدًا) اسم مفعول کو اور (رَاٰیَکُنْتُ) اسم فاعل کو بدول ضم مرفوع حال

قراردیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے کما اور دوم نے (لَقِيتَ) میں (اَنَا) ضمیر مستتر ذوالحال بتائی ہے۔ وہ بھی غلط ہے کما سبق اور دوم نے (جَاءَ نِسِي رَايَكَارَ جُلْ) کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس کوئی آدمی سوار ہو کر آیا) یہ بھی غلط ہے کہ (رَجُلْ) کے معنی (مرد) ہیں نہ آدمی۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

و تمیز اسمیت کہ رفع ابہام کند از عدد چون عِنْدِي اَحَدَ عَشَرَ رُہْمَا یا از وزن چون عِنْدِي رِطْلَ زَنْبَا یا از کیل چون عِنْدِي قَفِيزَانِ بُرَا یا از مساحت چون مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرُ رَا حَةِ سَحَابَا و مفعول یہ اسمیت کہ فعل فاعل برو واقع شود چون ضَرْبَ زَنْدِ عَمْرُو ابدانکہ این ہمہ منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند و جملہ بفعل و فاعل تمام شود بدیں سبب گویند کہ اَلْمَنْصُوبُ فَضْلَةٌ۔

اور تمیز ایہا منصوب ہے جو ابہام کو دور کرے معدود سے جیسے عِنْدِي اَحَدَ عَشَرَ رُہْمَا یا موزوں سے جیسے عِنْدِي رِطْلَ زَنْبَا یا کیل جیسے عِنْدِي قَفِيزَانِ بُرَا یا مسموح سے جیسے مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرُ رَا حَةِ سَحَابَا اور مفعول بہ وہ اسم منصوب ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرْبَ زَنْدِ عَمْرُو۔ جان لو کہ یہ تمام منصوبات جملہ تمام ہونے کے بعد ہوتے ہیں اور جملہ فعل و فاعل کے ساتھ تمام ہو جاتا ہے اور اسی سبب سے کہتے ہیں اَلْمَنْصُوبُ فَضْلَةٌ۔

(عدد) سے مراد (معدود) ہے کیونکہ عدد میں ابہام نہیں جیسے اَحَدَ عَشَرَ کہ دس اور بارہ کے درمیانی مرتبہ کا نام ہے جس کو اوردو میں (گیارہ) کہتے

ہیں۔ ہاں (احد عشر) کا معدود باعتبار جنس مہم ہے۔ نہیں معلوم کہ وہ از قبیل درہم ہے یا کتاب یا ثوب وغیرہ۔ جب (درہما) کہا تو وہ جنسی ابہام دور ہو گیا اور معلوم ہوا کہ معدود از جنس درہم ہے۔ اسی طرح (وزن) سے مراد (موزون) اور کیل سے مراد (کیل) اور مساحت سے مراد مسوح۔ کہ مسوح، کیل، موزون میں باعتبار جنس ابہام ہے، نہیں معلوم کہ کس جنس سے ہے۔

جب (زینا) کہا تو ابہام دور ہوا اور معلوم ہو گیا کہ وہ موزون روغن زیتون ہے اور جب (زوا) کہا تو ابہام دور ہوا اور معلوم ہو گیا کہ وہ کیل گندم ہے اور جب (مسابا) کہا تو ابہام دور ہوا اور معلوم ہو گیا کہ وہ مسوح ابر ہے (درہم) چاندی کا سکہ عرب میں رائج تھا جس کا وزن تین ماشے سرخ چاندی (رطل) ایک باٹ ہے اسی کے سیر سے سات چھٹانک روپیہ بھر اوپر اور قفیز ایک پیانہ ہے جس میں آٹھ سے تینتالیس سیر تین چھٹانک ایک روپیہ بھر غلہ آتا ہے۔ (فضلة) بفتح (فا) اور بضم دونوں ہے بکشتی (بچی کچھی چیز) منصوبات کو فضله بایں مناسبت کہتے ہیں کہ جملہ کی تمامیت میں ان کی طرف احتیاج نہیں کہ نہ مند ہوتے ہیں نہ مند الیہ جس کی طرف جملہ محتاج ہوا کرتا ہے اور جن کی جملہ کو ضرورت ہوتی ہے تو یہ بایں معنی بچے کھچے ہوئے کو ضرورت سے زائد ہیں۔

ترکیب:

(عندی احد عشر درہما) کی ترکیب اوائل کتاب میں گذر گئی۔ (عندی رطل زینا) میں (عند) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً، کسرہ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر ہجور متصل مضاف الیہ محلانی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا (ثابت) مقدر کا۔ (ثابت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً۔ اسم فاعل صیغہ واحد مذکر۔ اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل

مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، اسم فاعل اپنے اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم (رطل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا تمیز (زیتا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا تمیز۔ تمیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس روغن زیتون سات چھٹانک روپیہ بھر ہے۔

(عندی) بترکیب سابق مفعول فیہ (ثابتان) مقدر کا (ثابتان) ثنی مرفوع بالف اسم فاعل، صیغہ ثننیہ مذکر۔ اس میں (هما) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر (عیم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت ثننیہ مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم۔ (قفیزان) ثنی مرفوع بالف تمیز (نرا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا تمیز، تمیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس چھپاسی سیر چھ چھٹانک دو روپے بھر گندم ہے۔

(ما) مشابہ بلیس مبنی بر سکون ملغی عن العمل بوجہ تقدم خبر (فی) حرف جار مبنی بر سکون (السماء) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور ملکر ظرف مستقر اہوا ثابت مقدر کا۔ (ثابت) مفرد منصرف صحیح، مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے ملکر خبر مقدم۔ (قدر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (راحة) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تمیز۔ (سحابا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا تمیز۔ تمیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: آسمان میں ہتھیلی برابر نہیں۔

(ضَرْبٌ زَيْنٌ عَمْرُوًا) کی ترکیب گذر گئی۔ (المنصوب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا (فضلة) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اسم منصوب زائد از ضرورت ہوتا ہے۔

تنبیہ ۱۴۱ تا ۱۴۲:

المصباح المنیر صفحہ ۱۰۶ میں اور مہر منیر صفحہ ۹۷ میں ہے کہ (عندی احد عشر درهما) اس میں درہما تمیز نے احد عشر کے عدد میں جوابہام تھا اس کو رفع کر دیا۔

اقول:

یہ غلط ہے کہ عدد میں ابہام ہی کہاں تھا جو درہما نے رفع کر دیا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عدد نے مراد معدود ہے اور اسی میں باعتبار جنس ابہام ہے جس کو درہما نے دور کر دیا۔ مگر ان فاضلان دیوبند کو کیا خبر۔

پھر اول نے اسی صفحہ ۱۰۶ پر اور دوم نے صفحہ ۹۸ پر (ما فی السماء قدر واحد حساباً) کی ترکیب میں (ما) مشابہ یلیس با وجود تقدم خبر عامل قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ تقدم خبر سے عمل باطل ہو جاتا ہے۔

وجہ یہ کہ ما کے عمل کے واسطے ترتیب بھی شرط ہے کہ مرفوع مقدم اور منصوب مؤخر ہوتا کہ فرع یعنی (ما) کا مرتبہ اصل یعنی (لیس) سے پست رہے کہ اصل کے لئے یہ شرط نہیں الا یہ قول بعض جو ترتیب کو شرط قرار نہیں دیتے لیکن یہ قول خلاف جمہور ہے جس سے یہ فاضلان دیوبند غافل ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہی ملّا ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

فصل بدانکہ فاعل بر دو قسم است مظهر چون ضَرَبَ زَيْدٌ و مضمربارز چون ضَرَبَتْ و مستتر یعنی پوشیدہ چون زَيْدٌ ضَرَبَ کہ فاعل ضَرَبَ هُوَ است در ضَرَبَ مستتر بدانکہ چون فاعل مَوْنُث حقیقی باشد یا ضمیر مَوْنُث علامت تانیث در فعل لازم باشد چون قَامَتْ هِنْدٌ وَ هِنْدٌ قَامَتْ اِیْ هِیَ و در مظهر مَوْنُث غیر حقیقی و در مظهر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد چون طَلَعَ الشَّمْسُ وَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ الرَّجَالُ وَقَالَتِ الرَّجَالُ .

ترجمہ:

جان لو کہ فاعل دو قسم پر ہے۔ مظهر جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ اور مضمربارز جیسے ضَرَبَتْ اور مضمربارز مستتر یعنی پوشیدہ جیسے زَيْدٌ ضَرَبَ کہ فاعل ضَرَبَ کَا هُوَ ہے جو ضَرَبَ میں پوشیدہ ہے۔ جان لو کہ فاعل مَوْنُث حقیقی ہو یا ضمیر مَوْنُث تو علامت تانیث فعل میں لازم ہوتی ہے جیسے قَامَتْ هِنْدٌ وَ هِنْدٌ قَامَتْ اِیْ هِیَ اور مظهر مَوْنُث غیر حقیقی اور مظهر جمع تکسیر میں دو وجہ روا ہیں جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ اور قَالَ الرَّجَالُ اور قَالَتِ الرَّجَالُ۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب فاعل مَوْنُث حقیقی ہو تو فعل کی تانیث لازم ہے۔ یہ حکم صحیح نہیں کیونکہ اہل عرب کا استعمال اس کے خلاف ہے، وہ بولتے ہیں (سَارَ النَّاقَةُ) اس میں (ناقہ) فاعل مَوْنُث غیر حقیقی ہے، پھر بھی فعل کو مَوْنُث نہیں لائے؟

جواب: یہاں پر مَوْنُث حقیقی سے مراد وہ جنوع انسان سے ہو اور ناقہ مَوْنُث حقیقی تو ہے مگر جنوع انسان سے نہیں۔ نظر بر آں جب فاعل مَوْنُث حقیقی جنوع انسان ہو تو فعل کی تانیث لازم ہوتی ہے۔

سوال: فاعل جب ضمیر مَوْنُث ہو تو بھی فعل کی تانیث لازم ہے اور اس ضمیر مَوْنُث

سے مراد ضمیر مَوْنُث حقیقی یا ضمیر مَوْنُث غیر حقیقی؟

جواب: عام مراد ہے خواہ مَوْنُث حقیقی کی طرف راجع ہوئے والی ضمیر فاعل ہو یا مَوْنُث غیر حقیقی کی طرف راجع ہونے والی۔ دونوں صورت میں فعل کی تانیث لازم ہے۔

چنانچہ (قَامَتْ هُنْدُ) مثال ہے اس فاعل مَوْنُث حقیقی کی جو نوع انسان سے ہے اور (هِنْدُ قَامَتْ) مثال ہے اس فاعل کی جو ضمیر ہے، راجع بسوئے مَوْنُث حقیقی از نوع انسان اور اس فاعل کی مثال جو ضمیر راجع بسوئے مَوْنُث غیر حقیقی یہ ہے الشَّمْسُ طَلَعَتْ اس میں ضمیر فاعل (ہی) ہے جو راجع بسوئے (الشمس) اور وہ مَوْنُث غیر حقیقی ہے اور جب مَوْنُث غیر حقیقی فاعل ہو یا جمع تکسیر تو فعل کی تذکیر اور تانیث دونوں جائز ہیں جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ یہ مَوْنُث غیر حقیقی کی مثال ہے اور جمع تکسیر کی مثال جیسے قَالَ الرِّجَالُ اور قَالَتِ الرِّجَالُ۔ یہی حکم ہے جمع مَوْنُث سالم کا جیسے جَاءَ الْمُؤْمِنَاتُ اور جَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ۔

سوال: اگر فاعل ضمیر ہو راجع بسوئے جمع تکسیر تو اُس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جمع تکسیر اگر عاقل کی ہے تو فعل کی تذکیر بضمیر (واو) بھی جائز ہے جیسے الرِّجَالُ قَامُوا اور تانیث بھی ضمیر واحد مَوْنُث جیسے الرِّجَالُ قَامَتْ۔ اور جمع تکسیر اگر غیر عاقل کی ہے تو فعل کی تانیث بضمیر واحد مَوْنُث اور جمع مَوْنُث دونوں جائز جیسے الْآيَامُ مَضَتْ اور الْآيَامُ مَضَيْنَ اور اگر مَوْنُث لفظی ایسا اسم ہے جس کو حیوان نر اور مادہ دونوں پر اطلاق کرتے ہیں جیسے خَمَامَةٌ کہ کبوتر اور کبوتری دونوں پر بولا جاتا ہے اور (نَمْلَةٌ) چیونٹی اور چیونٹے دونوں پر بولتے ہیں، پس اگر یہ فاعل واقع ہو تو فعل کی تذکیر اور تانیث دونوں جائز ہے۔ خواہ اُس کا مصداق نر ہو یا مادہ جیسے

قَالَتْ نَمْلَةٌ اَوْرَقَالَ نَمْلَةٌ بَهِی جَاۓ۔ هَذَا التَّفْصِیْلُ فِی الْمَطْوَلَاتِ۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی باریک بین نظر

جلیل القدر تابعی حضرت قتادہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نے میں تشریف لائے۔ یہ سن کر لوگ جوق در جوق حاضر ہونے لگے تاکہ زیارت سے مشرف ہوں اور علوم کا استفادہ کریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا (سَلُّوْنِی مَا شِئْتُمْ) جو چاہو پوچھو۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاضر تھے، جوانی کا عالم تھا، آپ نے ”نَمْلَةٌ“ کے متعلق سوال کیا کہ وہ نہ تھی یا مادہ جس کو قرآن کریم نے سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرمایا ہے اور جس نے تین میل کے فاصلے سے آپ کے لشکر کو دیکھ کر کہا تھا اے چیونٹو! اپنے اپنے بل میں داخل ہو جاؤ، کہیں لشکر بے توجہی میں تمہیں کچل نہ ڈالے۔ اس پر حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ خاموش ہو گئے۔ پھر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ وہ مادہ تھی، کسی نے کہا کہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم سے بایں طور کہ فرمایا (قَالَتْ نَمْلَةٌ) اور (قَالَ نَمْلَةٌ) نہ فرمایا۔

حالانکہ دونوں جائز ہیں (قال) نہ حرفی اور اقصر اور (قالت) چہا حرفی ہے اور اطول۔ تو اقصر کو ترک کر کے اطول کو اختیار کرنا اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مادہ تھی ورنہ اقصر اختیار کرنا چاہیے تھا کہ خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قُلَّ وَذَلَّ۔

سوال: سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوا پر سفر فرماتے تھے، پھر چیونٹی کو کچل ڈالنے کا خطرہ کیوں ہوا؟

جواب: اس مقام پر وہ مع لشکر اترنے والے تھے اس لئے یہ خطرہ پیدا ہوا کہ بے توجہی میں کچل نہ ڈالیں۔

سوال: چیونٹی کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس مقام پر اتریں گے۔

جواب: اللہ عز وجل کے بتانے سے، اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ چیونٹی کو بھی علم غیب ہوتا ہے۔ جب چیونٹی کے لئے علم غیب ثابت ہے تو انبیاء کرام کے علم غیب میں کلام کرنا کس قدر بے عقلی اور کور باطنی ہے۔

تنبیہ ۱۴۳:

المصباح المنیر صفحہ ۱۰۵ میں ہے کہ اگر جمع تکسیر مؤنث ہو تو فاعل کی رعایت کرتے ہوئے فعل مؤنث ہی لایا جائے گا جیسے (قَالَتْ نِسْوَةٌ)

اقول:

یہ غلط ہے۔ نحو میر کے بھی خلاف ہے اور قرآن کریم کے بھی خلاف۔ نحو میر کے خلاف اس لئے کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے مطلقاً مظہر جمع تکسیر میں دو وجہ (تذکیر و تانیث فعل) جائز بتائی ہے، خواہ وہ جمع تکسیر مذکر کی ہو یا مؤنث کی اور قرآن کریم کے خلاف اس لئے کہ سورۃ یوسف شریف میں ہے (وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ)

دیکھئے وہی (نسوة) جمع تکسیر فاعل ظاہر ہے اور فعل (قال) مذکر لایا گیا۔ نظر برآں یہ کہنا باطل ہوا کہ (فعل کو مؤنث ہی لایا جائے گا) معلوم ہوتا ہے کہ ان فاضل دیوبندیوں کو قرآن کریم کی تلاوت کا اتفاق نہیں ہوتا اور ہو بھی تو اتنی سمجھ کہاں جو نحو میر نہ سمجھے وہ سمجھ سکتا ہے حدیث و قرآن۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

قسم دوم مجہول بدانکہ فعل مجہول بجائے فاعل مفعول بہ را برفع کند و باقی را نصب کند چوں ضَرْبَ زَيْدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِيرِ ضَرْبًا شَدِيدًا فِي ذَارِهِ

تَادِيَاوَالْخَشْبَةِ وفعل مجہول رافع الم یسم قاعلہ گویند و مرفوعش را مفعول مالم یسم قاعلہ گویند۔

دوسری قسم مجہول۔ جان لو کہ فعل مجہول فاعل کی بجائے مفعول بہ کو رفع کرتا ہے اور باقی مفعولات کو نصب جیسے ضَرْبَ زَيْدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ ضَرْبًا شَدِيدًا فِي دَارِهِ تَادِيَاوَالْخَشْبَةِ اور فعل مجہول کو فعل مالم یسم قاعلہ کہتے ہیں اور اس کے مرفوع کو مفعول مالم یسم قاعلہ کہتے ہیں۔

(جو فعل) فاعل کی طرف منسوب نہ ہو اُس کو (فعل مجہول) کہتے ہیں اور (فعل مالم یسم قاعلہ) بھی اور (مبنی للمفعول) بھی اور ایسے فعل کے مرفوع کو (مفعول مالم یسم قاعلہ) کہتے ہیں (نائب فاعل) بھی۔

سوال: کیا مفعول بہ کے سوا اور مفعولات بھی نائب فاعل ہوتے ہیں؟

جواب: مفعولات پانچ ہیں ان میں سے مفعول مطلق تاکید، مفعول لہ، مفعول معہ نائب فاعل نہیں ہوتے۔ مفعول مطلق نوعی، مفعول مطلق عددی، مفعول فیہ زمانی معین، مفعول فیہ مکانی معین نائب فاعل ہو سکتے ہیں لیکن اس وقت جبکہ کلام میں مفعول بہ نہ ہو اور نہ نائب فاعل ہونے کے لئے وہ متعین ہے جیسے (ضَرْبَ ضَرْبٍ شَدِيدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ) اس مثال میں مفعول بہ نہیں لہذا مفعول مطلق نوعی کو نائب فاعل بنایا گیا۔

ترجمہ: شدید مار ماری گئی جمعہ کے دن امیر کے سامنے۔

(ضَرْبَ ضَرْبَةٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ) اس میں مفعول مطلق

عددی کو نائب فاعل بنایا گیا۔

ترجمہ:

ایک مار ماری گئی جمعہ کے دن امیر کے سامنے۔

(ضُرِبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ ضَرْبًا شَدِيدًا) اس میں مفعول فیہ زمانی معین کو نائب فاعل بنایا گیا۔

ترجمہ: یوم جمعہ کو بضرِب شدید امیر کے سامنے مارا گیا۔
یعنی یوم جمعہ میں امیر کے سامنے ضرب شدید واقع ہوئی۔

(ضُرِبَ أَمَامَ الْأَمِيرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ضَرْبًا شَدِيدًا) اس میں مفعول فیہ مکانی معین کو نائب فاعل بنایا۔

ترجمہ: جمعہ کے دن بضرِب شدید امیر کے سامنے مارا گیا۔
یعنی جمعہ کے دن ضرب شدید امیر کے مواجہہ میں واقع ہوئی۔

سوال: آپ نے مفعول فیہ زمانی اور مکانی میں (معین) کی قید کیوں بیان کی؟

جواب: اس لئے کہ غیر معین نائب فاعل نہیں ہوتا جیسے (حین) اور (مکان) چنانچہ (ضُرِبَ حِينَ) یا (ضُرِبَ مَكَانًا) نہ کہا جائے گا۔

سوال: مفعول بہ کی دو قسم ہیں۔

اول مفعول بہ بلا واسطہ جیسے (ضُرِبْتُ زَيْدًا) میں (زَيْدًا) دوم مفعول بہ بواسطہ جیسے (مَرُوثٌ بِزَيْدٍ) میں (زید) تو کیا دونوں مفعول بہ نائب فاعل ہو سکتے ہیں یا صرف اول؟

جواب: دونوں نائب فاعل ہوتے ہیں چنانچہ جب مفعول بہ بواسطہ کو نائب فاعل بنایا جائے تو یوں کہیں گے (مَرُوثٌ بِزَيْدٍ) اس میں (زید) نائب فاعل ہے جو لفظ مجرور اور محلا مرفوع۔ مخفی نہ رہے کہ ہجو قسم مسائل اس کتاب میں بیان کرنے کے لائق نہیں کیونکہ آج کل کے پڑھنے والے تحمل نہ ہو سکیں گے۔ لیکن دیوبندی مت جدا ہے۔

یہ فاضلان دیوبند ابتدائے کتاب سے ایسے مسائل بیان کرتے چلے آ رہے

ہیں اور وہ بھی غلط۔ نظر بر آں طلبہ کو گمراہی سے بچانے کے لئے ہم نے بھی اب تک مجبوراً بیان کئے اور کریں گے۔

ترکیب:

جملہ مذکورہ میں (ضرب) فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زائد) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً نائب فاعل (یوم) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (الجمعة) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ زمانی۔

(امام) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (الامیر) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ مکانی (ضربا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف (شدیدا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر صفت۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مطلق نوعی۔

(فی) حرف جار مبنی بر سکون (دار) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف۔

(ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے الامیر۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو۔

(تادیسا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول لہ (واو) بمعنی (مع) مبنی بر فتح۔ (الخشبة) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول معہ، فعل اپنے نائب فاعل، مفعول فیہ زمانی، مفعول فیہ مکانی، مفعول مطلق نوعی، ظرف، مفعول ہ، مفعول معہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید پر شدید مار پڑی لکڑی سے جمعہ کے دن امیر کے سامنے، امیر کے

گھر میں ادب سکھانے کے لئے۔

تنبیہ ۱۴۲ تا ۱۴۸:

المصباح المنیر صفحہ ۱۰۹ میں، مہر منیر صفحہ ۱۰۰ میں بالفاظ مختلف ہے۔ لیکن اگر جملہ میں مفعول بہ موجود نہ ہو مگر دیگر مفاعیل موجود ہوں تو جس مفعول کو جی چاہے نائب فاعل بنا کر مرفوع کیا جاسکتا ہے کسی خاص مفعول کی کوئی تخصیص نہیں ہے جیسے ذُہِبَ بِزَيْدٍ اَمَامَ الْاَمِيرِ ذَهَابًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ زید کو جمعہ کے دن امیر کے سامنے اچھی طرح لے جایا گیا۔ اس مثال میں مفعول بہ موجود نہیں البتہ مفعول فیہ (ظرف مکان) مفعول مطلق اور دوسرا مفعول فیہ (ظرف زمان) موجود ہیں۔ اس لئے جس مفعول کو جی چاہے نائب فاعل بنا کر مرفوع پڑھا جاسکتا ہے۔

اقول:

یہ سب خرافات اور تافہی پڑتی ہے۔ اولاً اس لئے کہ جس مفعول کو جی چاہے نائب فاعل نہیں بنا سکتے کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ مفعول مطلق تاکیدی، مفعول لہ، مفعول معہ نائب فاعل نہیں بنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ آخرین کے متعلق خود اسی کتاب نحو میر کی اگلی فصل میں آرہا ہے لیکن ان فاضلان دیوبند کو نحو میر یاد ہی نہیں۔ ثانیاً اس لئے کہ یہ کہاں کہ اس مثال میں مفعول بہ موجود نہیں، باطل ہے کیونکہ بزید میں زید مفعول بہ بالواسطہ تھا جو اس مثال میں نائب فاعل ہے۔ اب اُس کے نائب فاعل ہوتے ہوئے دوسرے کو نائب فاعل کس طرح بنایا جاسکتا ہے کیا نائب فاعل دو ہو گے۔

بریں عقل و دانش بیاید گریست

ثالثاً اس لئے کہ مثال مذکور کے مفاعیل کے متعلق یہ عام حکم کہ جس مفعول کو جی چاہے نائب فاعل بنا کر مرفوع پڑھا جاسکتا ہے صحیح نہیں کہ ان مفاعیل میں

(ذہابا) مفعول مطلق تاکید ہے جو نائب فاعل نہیں بن سکتا کما فی الرضی۔
 رابعاً اس لئے کہ اس مفعول مطلق تاکید کا یہ ترجمہ کہ (اچھی طرح لے
 جایا گیا) بھی غلط ہے کیونکہ یہ ترجمہ مفعول مطلق نوعی کا ہے۔ کما مر۔

خامساً اول نے مثال کتاب میں واقع (فسی دارہ) کی ضمیر مضاف الیہ
 کا مرجع (زید) کو قرار دیا ہے۔ یہ غلط ہے، اولاً ثانیاً اس لئے کہ امیر اپنے
 گھر بلوا کر پٹوایا کرتا ہے، خود کسی کے یہاں اس کام کے لئے نہیں جایا کرتا۔ اس لئے کہ
 مرجع ضمیر اقرب ہوتا ہے اور اقرب (زید) نہیں۔

مگر ان فاضلان دیوبند میں اتنی سوجھ بوجھ نہیں ہے۔ بالیقین سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملاً
 حال طفلان زیوں شدہ است

فصل:

فعل متعدی بر چہار قسم است اول متعدی بیک مفعول چوں ضَرْب
 زَيْدًا عَمُرًا دوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بربیک مفعول روا باشد چوں اَعْطَى
 وَاَنْجَرًا معنی او باشد چوں اَعْطَيْتُ زَيْدًا اِدْرَهْمًا وَاِنْجَا اَعْطَيْتُ زَيْدًا نیز جائز است
 سوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بربیک مفعول روا نباشد وایں در افعال قلوب است
 چوں عَلِمْتُ وَظَنَنْتُ وَحَسِبْتُ وَخَلْتُ وَزَعَمْتُ وَرَأَيْتُ وَوَجَدْتُ
 چوں عَلِمْتُ زَيْدًا اَفَاضِلًا وَظَنَنْتُ زَيْدًا اَعَالِمًا چہارم متعدی بسہ مفعول چوں اَعْلَمَ
 وَاَرَى وَاَنْبَأَ وَاَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَبَأَ وَحَدَّثَ چوں اَعْلَمَ اللّٰهُ
 زَيْدًا عَمُرًا وَاَفَاضِلًا بدانکہ ایں ہمہ مفعولات مفعول بہ اند و مفعول دوم در باب
 عَلِمْتُ و مفعول سوم در باب اَعْلَمْتُ و مفعول لہ و مفعول معہ را بجائے فاعل
 نتوانند نہاد و دیگر ہا را شاید در باب اَعْطَيْتُ مفعول اول بمفعول مالم یسم فاعلہ لائق

تر باشد از مفعول دوم۔

ترجمہ:

جان لو کہ فعل متعدی چار قسم پر ہے۔ پہلی قسم متعدی بیک مفعول جیسے
ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا۔

دوسری متعدی بدو مفعول کہ (اسکے) ایک مفعول پر اکتفاء جائز ہے جیسے
أَعْطَى اور وہ فعل جو اسکے معنی میں ہو جیسے أَعْطَيْتُ زَيْدًا إِذْ هُمَا اور اس مثال میں
أَعْطَيْتُ زَيْدًا لِسَ جائز ہے۔

تیسری متعدی بدو مفعول کہ (اس کے) ایک مفعول پر اکتفاء جائز نہ ہو اور یہ
حکم افعالِ قلوبِ پیتی ہے۔ عَلِمْتُ اور ظَنَنْتُ اور حَسِبْتُ اور خِلْتُ اور زَعَمْتُ
اور رَأَيْتُ اور وَجَدْتُ جیسے عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا وَظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا۔

چھوٹی متعدی بہ مفعول جیسے أَعْلَمَ اور أَرَى اور آتَى
اور أَخْبَرَ اور تَخَبَّرَ اور نَبَأَ اور حَدَّثَ جیسے أَعْلَمَ اللَّهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا۔ جان
لو کہ یہ سب مفاعیل مفعول بہ ہیں اور مفعول دوم کو باب أَعْلَمْتُ کے اور مفعول سوم
کو باب أَعْلَمْتُ کے اور مفعول لہ اور مفعول معہ کو فاعل کے قائم مقام نہیں کر سکتے
اور دوسروں کے لئے یہ حکم درست ہے اور باب أَعْطَيْتُ کا مفعول اول مالِ مِسم فاعلہ
بننے کے لئے زیادہ لائق ہے مفعول دوم سے۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا (چوں اعطیٰ) و آنچہ در معنی او باشد (یعنی وہ
فعل جو (اعطیٰ) کے معنی میں ہو، اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: فعل کے (اعطیٰ) کے معنی میں ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ فعل
(اعطیٰ) کی طرح متعدی بدو مفعول ہو اور اس کے دونوں مفعول ایک دوسری کے
مغائر ہوں کہ ایک کا دوسرے پر حمل صحیح نہ ہو جیسے (اعطیٰ) کے دونوں مفعول کا آپس

میں حمل صحیح نہیں ہوتا۔ مثال کتاب میں (أَعْطَيْتُ) کا ایک مفعول (زَيْدًا) ہے اور دوسرا (دِرْهَمًا) ان کا آپس میں حمل صحیح نہیں چنانچہ یوں نہیں کہہ سکتے (زَيْدٌ دِرْهَمٌ) اور اس فعل کی مثال جو (أَعْطَى) کے معنی میں ہو (كَسَبْتُ) ہے کہ یہ بھی متعدی بدو مفعول ہے جیسے (كَسَبْتُ زَيْدًا ثَوْبًا) اور اسکے دونوں مفعول ایک دوسرے کے مغائر ہیں کہ ایک کا دوسرے پر حمل درست نہیں۔ چنانچہ یوں نہیں کہہ سکتے زَيْدٌ ثَوْبٌ جیسے زَيْدٌ دِرْهَمٌ نہیں کہہ سکتے۔

سوال:

مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں پر صرف مفعول لہ اور مفعول معہ کے متعلق بیان فرمایا کہ یہ نائب فاعل نہیں ہوتے۔ اب مفعول بہ کے علاوہ دورہ گئے۔ مفعول معہ کے سوا باقی مفعولات کو فاعل کی جگہ رکھ سکتے ہیں اور باقی یہی دور ہے تو مفعول فیہ اور مطلق دونوں کو فاعل کی جگہ رکھنا صحیح ہوا اور مفعول مطلق میں تعلیم ہے کہ وہ تاکید ی ہو یا نوعی یا عددی۔ پھر آپ نے کیسے کہہ دیا کہ مفعول مطلق تاکید ی نائب فاعل نہیں ہوتا؟

جواب: یہاں پر دیگر ہا سے مراد مفعول فیہ اور مفعول مطلق مطلق نوعی اور مفعول مطلق عددی ہیں چونکہ یہ کتاب ابتدائی ہے اس لئے تفصیل بیان نہیں فرمائی۔

ترکیب:

مثال کتاب میں (أَعْطَيْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلا مبنی بر ضم (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ اول (دِرْهَمًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ دوم فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے زید کو ایک درہم دیا۔

(عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا) اس میں (عَلِمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون، صیغہ واحد متکلم، اسمیں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (زَيْدًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ اول (فاضلا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے (زَيْدًا) اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر مفعول بہ دوم۔ ہکذا فی الفوائد الشافية۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے زید کو فاضل جانا۔

لیکن (فاضلا) کو فاعل کے ساتھ ملا کر مفعول بہ قرار دینے پر یہ اعتراض واقع ہوگا کہ مفعول بہ اسم ہوتا ہے اور اس میں افراد معتبر ہے کہ جز و لفظ جزو معنی پر دلالت نہ کرے اور (فاضلا) فاعل کے ساتھ مرکب ہے تو اس کو مفعول بہ بنانا درست نہیں۔ نظر بر آں اگر (فاضلا) کو فاعل کے ساتھ ملا کر موصوف مقدر (رجلا) کی صفت قرار دیا جائے تو یہ اعتراض مذکور وارد نہ ہوگا۔

هذا ما يحظر بالبال والله تعالى اعلم بحقيقة الحال۔

(ظَنَنْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون، صیغہ واحد متکلم، اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (زَيْدًا) بترکیب سابق مفعول بہ اول (عالما) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، محلا مبنی بر فتح، راجع بسوئے زید۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر مفعول بہ دوم۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے زید کو عالم گمان کیا۔

اس پر بھی وہی اعتراض اور وہی جواب (اعْلَمْ) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر فتح
صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلالۃ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً (ذی ید) بترکیب
سابق مفعول بہ اول (عمروا) بترکیب معلوم مفعول بہ دوم۔

(فاضلاً) مفرد منصرف صحیح لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع
متصل پوشیدہ فاعل، مرفوع محلا مثنیٰ بر فتح راجع بسوئے (عمروا) اسم فاعل اپنے فاعل
سے ملکر مفعول بہ سوم، فعل اپنے فاعل اور تینوں مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے زید کو بتایا کہ عمر فاضل ہے۔

اس پر بھی وہی اعتراض اور وہی جواب۔

فصل بدانکہ افعال ناقصہ مفدہ اند گانَ و صَارَ وَ ظَلَّ وَ بَاتَ وَ أَصْبَحَ
وَ أَضْحَى وَ أَمْسَى وَ عَادَ وَ اَضَّ وَ غَدَا وَ رَاحَ وَ مَا زَالَ وَ مَا نَفَكَ وَ مَا بَرَحَ
وَ مَا قَتَى وَ مَا دَامَ وَ لَيْسَ ایں افعال بفاعل تنہا تماشو نہ محتاج باشند بخبرے بدین
سبب لہذا ہر ناقصہ گویند در جملہ اسمیہ روند و مسند الیہ را بر فتح کنند و مسند را بصب چوں
كَانَ زَيْدٌ فَإِنَّمَا مرفوع را اسم گانَ گویند و منصوب را خبر گانَ و باقی را برین قیاس کن
بدانکہ بعضے ازین افعال در بعضے احوال بفاعل تنہا تمام شوند چوں كَانَ مَطَرٌ شَدَّ بَارَانَ
بمعنی حَصَلَ وادرا گانَ تاتہ گویند و گانَ زَائِدہ نیز باشد۔

ترجمہ:

جان لو کہ افعال ناقصہ ستر ہیں۔ گانَ اور صَارَ اور ظَلَّ اور بَاتَ اور أَصْبَحَ
اور أَضْحَى اور أَمْسَى اور عَادَ اور اَضَّ اور غَدَا اور رَاحَ اور مَا زَالَ اور مَا نَفَكَ اور مَا بَرَحَ اور مَا قَتَى اور مَا دَامَ اور لَيْسَ۔

یہ افعال اکیلے فاعل کے ساتھ تمام نہیں ہوتے اور محتاج ہوتے ہیں خبر کے
۔ اسی سبب سے ان کو ناقصہ کہتے ہیں اور جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور مسند الیہ

کو رفع کرتے ہیں اور مند کو نصب جیسے کَانَ زَيْدٌ قَائِمًا اور مرفوع کو اسم کَانَ کہتے ہیں اور منصوب کو خبر کَانَ اور باقی کو اسی پر قیاس کر لو۔ جان لو کہ ان افعال میں سے بعض افعال بعض حالتوں میں اکیلے فاعل کے ساتھ تمام ہو جاتے ہیں جیسے کَانَ مَطَرٌ بارش ہوئی۔ یہ بمعنی حاصل ہے اور اس کو کان تامہ کہتے ہیں اور کان زائدہ بھی ہوتا ہے۔

(عَادَ) فعل ناقص بمعنی (صَارَ) آتا ہے جیسے عَادَ زَيْدٌ غَنِيًّا۔ زید مالدار ہو گیا۔

اور عَادَ فعل تام بھی ہے بمعنی (رَجَعَ) جیسے عَادَ زَيْدٌ زَيْلُوٹ گیا۔ آیت کریمہ:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلرُّسُلِ هُمْ لَنْ تُنْجَوْا جُنُودُكُمْ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُوذُنَّ فِي

مِلَّتِنَا

میں (لَتَعُوذُنَّ) مضارع اسی (عَادَ) ناقص کا ہے۔ دیوبندی امت کے حکم الامت معنوی مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور ہندی دیوبندی صاحبان کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند وغیرہ قرآن کریم کا اردو ترجمہ کرنے والوں سے اس مقام پر خطائے عظیم صادر ہوئی کہ اس (لَتَعُوذُنَّ) کو (عَادَ) فعل تام کا مضارع سمجھ کر فعل تام کا ترجمہ کر گئے۔ جس سے رسولوں پر کفر کی تہمت لگ گئی، حالانکہ یہ پاک ہستیاں کفر سے اجماعاً منزہ ہوتی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو تھانوی صاحب کا ترجمہ یہ ہے (اور ان کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ) اس پھر آ جاؤ سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ رسول پہلے کفار کے مذہب پر تھے اور ان کا مذہب کفری تھا۔ معاذ اللہ۔

تفہم بریں ترجمہ ناپاک و بریں گندہ خیال

اور دیوبندی شیخ الہند صاحب کا ترجمہ یہ ہے (اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں کو کہ ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں) اس (لوٹ آؤ) سے بھی یہی مفہوم تو ہوا کہ رسول پہلے ان کے دین میں تھے اور ان کا دین کفری تھا۔ تو رسول پہلے کفری دین میں تھے۔ معاذ اللہ۔

خاکش بدہن

یہ خطائے عظیم ان سے کیوں سرزد ہوئی؟ اس لئے کہ ان حضرات کو نحو میر متحضر نہ تھی نیز یہ صاحبان رسول کو اپنا جیسا بشر سمجھتے تھے جیسے کہ کافروں کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ ترجمہ وہ ہے جو محمد دلمیہ جاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی نے فرمایا وہ یہ ہے (اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ)۔

ناظرین! اسی پر بس نہیں ان دو صاحبان نے اپنے ترجمے میں خداوند قدوس کو بھی نہیں چھوڑا، اُس ذات پاک پر بھی جہل کا دھبہ لگا گئے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو پارہ سیکول میں آیت کریمہ:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ.

کا ترجمہ تھانوی صاحب نے بایں الفاظ کیا ہے (اور جس سمت قبلہ آپ رہ چکے ہیں یعنی بیت المقدس میں وہ تو محض اس مصلحت کے لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون رسول اللہ ﷺ کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹا جاتا ہے) اُس (ہم کو معلوم ہو جائے) سے مفہوم ہوتا ہے کہ پہلے سے معلوم نہ تھا بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے سے معلوم ہوا کہ فلاں نے رسول کی پیروی کی

اور فلاں نے گریز کیا۔ استغفر اللہ۔

اور شیخ الہند نے بایں الفاظ ترجمہ کیا ہے (اور انہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کہ کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا اُلٹے پاؤں) اس معلوم کریں سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ مقرر کرنے سے پہلے معلوم نہ تھا۔ مقرر کرنے کے بعد معلوم ہوا اور جب مقرر کرنے سے پہلے معلوم نہ تھا تو علم کی نفی ہوئی اور علم کی نفی کہتے ہیں جہل کو، تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان دونوں صاحبوں کے نزدیک اللہ عز و جل پہلے متصف بالجہل تھا۔ قبلہ مقرر کرنے کے متصف بالعلم ہوا۔

لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ و سبحان اللہ عما یصفانہ من الجہل الذمیم۔

اس خطائے قبیح ترکا صدور کیوں ہوا۔ اس لئے کہ دیوبندی صاحبان اللہ عز و جل کو بھی اپنا جیسا سمجھتے ہیں بایں معنی کہ تمام وہ عیوب اور تمام وہ قبائح جن کے ساتھ یہ متصف ہو سکتے ہیں جیسے ظلم و ستم، کذب و غداری، فریب و بدکاری وغیرہ، اللہ عز و جل بھی ان کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ یہ تو ان عیوب کے ساتھ متصف ہوتے رہتے ہیں اور وہ متصف ہو سکتا ہے ہوتا نہیں۔ اور اس فرق کی وجہ یہ کہ جیسے اللہ عز و جل متصف ہو سکتا ہے، ہوتا نہیں، اگر یہ بھی متصف ہو سکتے ہوں ہوتے نہ ہوں تو دونوں برابر ہو جائیں اور برابری باطل تو یہ فرق لا بدی ہوا۔

تیر بر جاہ انبیاء انداز
طعن در حضرات الہی کن
بے ادب زی و آنچہ دانی گو
بیجا باش و ہرچہ خواہی کن

اور (کسان) زائدہ بھی ہوتا ہے اور زائدہ اُس کو کہتے ہیں جس کا عدم معنی مقصود کے لئے مغل نہ ہو، یہ درمیان کلام میں ہوتا ہے، اول میں نہیں جیسے اس آیت کریمہ میں (كَيْفَ نَكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا) ترجمہ: ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے۔ اس کی تفصیل البشیر اکامل میں ملاحظہ ہو۔

ترکیب:

(کسان) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح، فعل ناقص، صیغہ واحد مذکر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، (قائما) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً۔ اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم فاعل اپنے فاعل ملکر خبر۔ فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کھڑا تھا۔

(کسان) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح فعل تام، صیغہ واحد مذکر غائب (مطر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بارش ہوئی۔

تہنیکہ ۱۴۹ تا ۱۵۴:

المصباح المنیر صفحہ ۱۱۴ میں اور مہر منیر صفحہ ۱۰۴ میں فعل ناقص کی تعریف بایں طور کی ہے کہ (فعل ناقص ایسے فعل کو کہتے ہیں جو اپنے فاعل کے لئے اپنے مصدر کے علاوہ کوئی دوسری صفت ثابت کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہوں) پھر فعل تام کی تعریف بایں طور کہ (فعل تام اس کو کہتے ہیں کہ وہ اپنے فاعل کے لئے اپنے مصادر کی صفات کو ثابت کرتے ہیں چنانچہ ضَرَبَ زَيْدًا اپنے فاعل یعنی زید کے لئے صفت

ضرب ثابت کرتا ہے)۔

اقول:

فعل تام کی یہ تعریف غلط ہے کیونکہ فعل تام خود مصدری قاعل کے لئے ثابت ہوتا ہے نہ مصدر کی صفت چنانچہ (ضَرَبَ زَيْدٌ) میں (ضَرَبَ) فعل تام ہے زید کے لئے، اُس مصدر (ضَرَبَ) کا اثبات ہوا نہ ضَرَب مصدر کی صفت کا۔

پھر فاضل دیوبند نمبر اول کی اردوئے معلیٰ ملاحظہ ہو کہ ناقص اور تام کی تعریف مذکور میں فعل مفرد کے لئے وضع کئے گئے ہوں اور ثابت کرتے ہیں صیغہ جمع استعمال کئے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اردو پر انہری اسکول میں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

پھر فاضل دیوبند نمبر دوم نے صفحہ ۵۰ پر (مَا انْفَكَّ) کی مثال پیش کی ہے (مَا انْفَكَّ بَكْرٌ بَلْدَةً) بایں ترجمہ کہ (بکرا اپنے شہر سے جدا ہوا) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فاضل دیوبند (مَا انْفَكَّ) فعل ناقص کے معنی نہیں سمجھے۔ اسی واسطے غلط مثال پیش کر دی۔ غلط اسلئے کہ (مَا انْفَكَّ) فعل ناقص کی خبر اُس کے اسم پر محمول ہوا کرتی ہے اور مثال مذکور میں (بکر) اسم ہے اور (بلدہ) خبر، جس کا اسم پر حمل درت نہیں۔ اور معنی نہ سمجھنا اس لئے کہ یہ فعل ناقص اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے اسم کے لئے اسکی خبر کا ثبوت بالائتراء ہے۔ جب سے اسم خبر کے ساتھ متصف ہوا جیسے مَا انْفَكَّ بکر فاضلا کے معنی ہیں بکر کے لئے فعلیت کا ثبوت مستتر ہے یعنی جب سے فعلیت کے ساتھ متصف ہوا اُس وقت سے اب تک فعلیت کے ساتھ موصوف ہے۔ اگر یہ معنی سمجھے ہوتے تو مثال مذکورہ نہ پیش کرتے۔ پھر اول نے صفحہ ۱۱۵ پر اردو دوم نے صفحہ ۱۰۶ پر (اَجْلِسْ مَا اَدَامَ شَاهِدٌ جَالِسًا) پیش کی ہے اور دوم نے (اَجْلِسْ مَا اَدَامَ زَيْدٌ جَالِسًا) اور ترکیب یوں کی ہے: اجلس فعل

باقاعل، ماعدام فعل ناقص، شاہد یا زید اس کا اسم، جالس خبر، فعل ناقص باسم و خبر جملہ فعلیہ یا جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مفرد ظرف فعل اجلس کا۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

یہ سب از قبیل خرافات ہے۔ اولاً اس لئے کہ ترکیب میں یہ کہنا کہ ماعدام فعل ناقص، غلط ہے۔ کیونکہ اس میں ماسم مصدر یہ ہے اور دام فعل ہے، پورا فعل ناقص نہیں۔ ثانیاً اس لئے کہ (جالسا) اسم فاعل کو بدون ضم فاعل خبر قرار دینا غلط ہے کما صر۔ اور یہ غلطی ان قاضیان دیوبند سے بکثرت واقع ہوئی ہے۔ ہم نے بعض مقامات پر اس کا ذکر کیا ہے۔ متروکہ مقامات کو اسی پر قیاس کر لیا جائے۔ ثالثاً اس لئے کہ یہ کہنا (جملہ فعلیہ یا جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مفرد ظرف فعل اجلس کا) نیز غلط ہے کیونکہ جملہ بتاویل مفرد ظرف نہیں ہوتا۔ اس کی صحیح ترکیب یوں ہے:

(اجلس) فعل امر حاضر معروف مثنیٰ برسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اسمیں (اَنَسْتُ) پوشیدہ جس میں (اَنَ) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع علامتی برسکون (تا) علامت خطاب مثنیٰ بر فتح (ما) مصدری مثنیٰ برسکون موصول حرنی۔

(دام) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر فتح فعل ناقص صیغہ واحد مذکر غائب (شاہد) یا (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ اسم۔

(جالسا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظ اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع علامتی بر فتح راجع ہوئے اسم۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مصل۔ موصول حرنی اپنے صلے سے ملکر بتاویل مفرد مضاف الیہ ہوا (وقت) مضاف مقدر کا مجرور محلا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: بیٹھو زید کے بیٹھے رہنے تک۔

پھر اول نے صفحہ ۱۱۶ پر آیت کریمہ:

(كَيْفَ نَكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا) کا ترجمہ کیا ہے (بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہے) یہ بھی غلط ہے۔

کہ (مہد) کے معنی (گود) نہیں (مہد) پالنے کو کہتے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفال زبوں شدہ است

فصل :

بدانکہ افعال مقاربہ چارست عسلی و گادو گرب و اوشک و این افعال در جملہ اسمیہ روند چون گان اسم را بر رفع کنند و خبر را نصب لاء آنکہ خبر نہ فعل مضارع باشد با آن چوں عسلی زیند آن یخروج یا بے آن چوں عسلی زیند یخروج و شاید کہ فعل مضارع با آن فاعل عسلی باشد و احتیاج بخبر نیفتد چوں عسلی آن یخروج زیند در محل رفع بمعنی مصدر۔

جان لو کہ افعال مقاربہ چار ہیں، عسلی اور گادو اور گرب اور اوشک۔ اور یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں جیسے گان اسم کو رفع کرتے ہیں اور خبر کو نصب۔ لیکن ان کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے۔ ان کے ساتھ جیسے عسلی زیند آن یخروج یا بغیر ان جیسے عسلی زیند یخروج۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فعل مضارع مع آن عسلی کا فاعل ہو اور احتیاج خبر کی نہ پڑے جیسے عسلی آن یخروج زیند۔ یہ مضارع مع آن محل رفع میں ہے بمعنی مصدر ہو کر۔

بر مذہب جمہور افعال مقاربہ میں افعال ناقصہ کی طرح ہیں لیکن ان میں یہ قید ہے کہ ان کی خبر فعل مضارع با آن یا بدون آن ہوتی ہے اور افعال ناقصہ اس قید کے

ساتھ مقید نہیں۔ اسی واسطے ان کو مصنف علیہ الرحمۃ نے افعال ناقصہ کے بعد بیان فرمایا۔ ان چاروں کو افعال مقاربہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ چاروں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خبر کا حصول اسم کے لئے قریب ہے۔ پھر حصول قرب کی تین قسم ہیں۔ اول یہ کہ حصول خبر کا قرب باعتبار حکم ہوا۔ اسکے لئے (عسی) آتا ہے۔ دوم یہ کہ حصول خبر کا قرب باعتبار جزم مشکلم ہو، اس کے لئے (کساد) آتا ہے۔ سوم یہ کہ مشکلم کو اس بات پر جزم ہو کہ فاعل نے تحصیل خبر شروع کر دی۔ اس کے لئے (کسرب) اور (اوشک) آتے ہیں اور انہیں کے ہم معنی تین اور بھی ہیں: جَعَلَ اور طَفِقَ اور آخَذَ جن کو مصنف علیہ الرحمۃ نے ذکر نہیں فرمایا۔

ترکیب:

مثال کتاب میں (عسی) فعل مقاربتی بر فتح مقدر۔ (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ اسم (ان) ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون (یخرج) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظا، صیغہ واحدہ کرغائب، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول حرفی اپنے صلہ سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر خبر منصوب محلا۔ فعل مقاربتہ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: امید ہے کہ زید عنقریب نکلے گا۔

(عسی) ترکیب سابق فعل مقاربتہ (زید) ترکیب سابق اسم (یخرج) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظا، صیغہ واحدہ کرغائب، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح، راجع بسوئے اسم، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر منصوب محلا۔ فعل مقاربتہ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(عسلی) بترکیب سابق (اَن) ناصبہ موصول حرفی بنی بر سکون (یعنی خروج) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظا صیغہ واحد مذکر غائب۔
 (زید) بترکیب معلوم، فاعل، فعل، اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول حرفی اپنے صلہ سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر فاعل مرفوع محلا، فعل مقاربہ اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
 ترجمہ: امید ہے کہ زید کا لکھنا قریب ہوا۔
 تنبیہ ۱۵۵:

المصباح المنیر صفحہ ۱۱، اور مہر منیر صفحہ ۷۰، ۸۰، ۱۰۸ میں (عسلی) زیدان (یعنی خروج) اور عسلی ان (یعنی خروج) کی ترکیب بایں طور کی ہے کہ (یعنی خروج) کو فاعل کے ساتھ ملا کر بتاویل مفرد قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے اور غلطی اس پر مبنی ہے کہ ما قبل میں عبارت نحو میر کا مطلب نہیں سمجھا کما مر۔ فعل مضارع بغیر اَن کے تاویل میں مفرد کے نہیں ہوتا ہے بلکہ اَن کا صلہ ہو کر مجموعہ بتاویل مفرد ہوتا ہے۔ صحیح ہے کہ

بہ ہی کتب و ہی ملا
 حال طفلان زبوں شدہ هست

فصل:

بدانکہ افعال مدح و ذم چار است نِعَمَ وَحَبْدًا برائے مدح و بُشْسَ وَمَسَاءَ برائے ذم و ہرچہ مابعد فاعل باشد اَن را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند و شرط آنست کہ فاعل معرف بلام باشد چوں نِعَمَ الرَّجُلُ زَيْدًا یا مضاف بسوئے معرف

بلام باشد چون نِعَمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ یا ضمیر مستتر تمیز بکثر منصوبہ چوں نِعَمَ رَجُلًا زَيْدٌ فاعل نِعَمَ هُوَ است مستتر در نِعَمَ وَ رَجُلًا منصوب است بر تمیز زیرا کہ هُوَ مبہم است وَ حَبْدًا زَيْدٌ حَب فعل مدح است وَ ذَا فاعل او زَيْدٌ مخصوص بالمدح و یجنین بِشَسَّ الرَّجُلُ زَيْدٌ وَ سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرُو۔

جان لو کہ مدح و ذم کے افعال چار ہیں۔ نِعَمَ اور حَبْدٌ مدح کے لئے ہیں اور بِشَسَّ اور سَاءَ ذم کیلئے۔ اور جو اسم ان کے فاعل کے بعد ہوتا ہے اس کو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں اور ما سوائے حبذا کی شرط یہ ہے کہ فاعل معرف بلام ہو جیسے نِعَمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ یا مضاف ہو معرف باللام کی طرف جیسے نِعَمَ صَاحِبِ الْقَوْمِ زَيْدٌ یا فاعل ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز بکثرہ منصوبہ جیسے نِعَمَ رَجُلًا زَيْدٌ، اس میں فاعل نعم کا موجود پوشیدہ ہے، نعم میں اور رجلا منصوب ہے۔ بنا بریں تمیز اس لئے کہ ہُوَ مبہم ہے اور حَبْدٌ زَيْدٌ۔ حب فعل مدح ہے اور ذَا فاعل، اس کا اور زید مخصوص بالمدح اور اسی طرح بِشَسَّ الرَّجُلُ زَيْدٌ اور سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرُو۔

ترکیب:

(نعم الرجل زيد) یہ فاعل کے معرف باللام ہونے کی مثال ہے۔ (نعم) فعل مدح مبنی بر فتح (الرجل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، مرفوع محلا۔ (زيد) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: خوب سے مراد ہے زید۔

(نعم) فعل مدح مبنی بر فتح (صاحب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (القوم) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف

الیہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، مرفوع محلا (زید) ترکیب سابق مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: خوب مصاحب قوم ہے زید۔

یہ فاعل کے بسوئے معرف باللام مضاف ہونے کی مثال ہے۔

(نعم) فعل مدح مبنی بر فتح، صیغہ واحد مذکر غائب، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ ممیز (رجلا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم مرفوع محلا (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہ فاعل کے ضمیر مستتر ممیز بکرہ منصوبہ ہونے کی مثال ہے۔

(حب) فعل مدح مبنی بر فتح (ذا) اسم اشارہ مبنی بر سکون فاعل مرفوع محلا۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم۔ (زید) ترکیب سابق مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: خوب ہے یہ زید۔

(یفس) فعل ذم مبنی بر فتح (الرجل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم مرفوع محلا، (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالذم مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: برا ہے زید۔

(ساء) فعل ذم مبنی بر فتح (الرجل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل

اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم مرفوع محلا، (عمرو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالذم مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: بُرا ہے مرد عمرو۔

اسی طرح (يُسَّ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ) اور (يُسَّ رَجُلًا زَيْدٌ) اور (سَاءَ صَاحِبُ الْقَوْمِ عَمْرُو) اور (سَاءَ رَجُلًا عَمْرُو) اور ان کی ترکیب بھی سابق کی طرح۔

تسمیہ ۱۶۱۵۶:

المصباح المنیر صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹، اور مہر منیر صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰ میں نمبر دادہ اول پانچ مثالوں کی ترکیب کی ہے اور چھٹی مثال کی ترکیب ترک کردی، اس پر کوئی گرفت نہیں کی جاسکتی لیکن ترکیب دونوں صاحبان نے غلط کی ہے۔ چنانچہ اول صاحب نے اول مثال کی ترکیب میں (نعم الرجل) کو خبر مقدم اور (زید) کو مبتدائے مؤخر قرار دے کر فرمایا (مبتدا و خبر جملہ انشائیہ ہوا) اور دوسرے صاحب نے فرمایا (مبتدا و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا)۔

اقول:

سب غلط ہے جس پر مبتدی ہستے ہیں۔ اولاً اس لئے کہ یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہے، انشائیہ نہیں۔ انشائیہ تو اس جملہ کی خبر ہے۔ چنانچہ محرم آفندی جلد دوم صفحہ ۳۱۹ میں ہے:

فَعَلَى الْوَجْهِ الْأَوَّلِ يَنْعَمُ الرَّجُلُ زَيْدٌ جُمْلَةٌ وَاحِدَةٌ أَيْ إِسْمِيَّةٌ خَبَرِيَّةٌ مُرَكَّبَةٌ مِنَ الْمُبْتَدَأِ وَالْجُمْلَةِ الْفِعْلِيَّةِ الْإِنْشَائِيَّةِ.

تایا اس لئے کہ مبتدا و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوتا ہے نہ فعلیہ۔ یہ بات شروع

نحویر میں گذر گئی مگر ان قاضیان دیوبند کو یاد نہیں۔

رعی مثال دوم (نَعَمْ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ) کے متعلق دونوں صاحبان نے فرمایا کہ (مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا) اسی طرح مثال سوم (نَعَمْ وَجُلَّاءُ زَيْدٌ) کے متعلق دونوں صاحبان نے فرمایا کہ (مبتدا خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا) اور مثال چہارم (حَبْلُ زَيْدٌ) کے متعلق اول صاحب نے فرمایا کہ (مبتدا خبر سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا) اور دوسرے صاحب نے وہی کہ (مبتدا خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا)۔ اور مثال پنجم کے متعلق پھر دونوں صاحبان ہم زبان ہو گئے کہ دونوں نے فرمایا (مبتدا خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا)۔

غرضیکہ مبتدا خبر کو ملا کر جملہ فعلیہ کہنا ایسی غلط بیانی ہے جو دیوبندی صاحبان کے سوا کسی اور سے نہیں سنی گئی، نہ اس دور میں، نہ نیش ماضی میں۔

اب ناظرین خود غور کر لیں کہ یہ ہر دو قاضیان دیوبند حدیث ذیل کی زد میں آتے ہیں یا نہیں۔

يَكُونُ فِيْ اَحْبَرِ الزَّمَانِ دُجَالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ مَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اَبَاءُكُمْ فَاَيَاكُمْ وَاَبَاءُكُمْ لَا يَصْلُوْنَكُمْ وَلَا يَقْنُتُوْكُمْ

ترجمہ:

آخری زمانے میں دھوکے باز غلط بیانی کرنے والے ہوں گے۔ تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنیں، نہ تمہارے آباء نے، تو تم اپنے آپ کو ان سے دور رکھنا اور ان کو اپنے آپ سے دور رکھو۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں قننے میں نہ ڈال دیں۔ حج ہے کہ

یہ بھی کتب وہی ملا ☆ حال طفلان زیوں شدہ است

فصل:

بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشند اول مَا أَفْعَلْ جیسے مَا أَفْعَلْ جوں
مَا أَحْسَنَ زَيْدًا چہ نیکو است زید تقدیرش ائی شئیءٌ أَحْسَنَ زَيْدًا بمعنی ائی شئیءٌ
است در محل رفع بابتدای احسن در محل رفع خبر مبتدا و فاعل احسن هو است
درو مستتر و زید مفعول بہ دوم أَفْعِلْ بہ جوں أَحْسِنُ بِزَيْدٍ احسن صیغہ امر است بمعنی
خبر تقدیرش أَحْسِنَ زَيْدًا ائی صَارَ ذَا أَحْسِنَ و باز آمدہ است۔
جان لو کہ افعال تعجب دو صیغہ ہوتے ہیں۔

ہر ثلاثی مجرد کے مصدر سے۔ اول مَا أَفْعَلْ جیسے مَا أَحْسَنَ
زَيْدًا، کیا اچھا ہے زید۔ اصل کی معنی ائی شئیءٌ زَيْدًا ہے۔ مَا بِمَحْضٍ ائی شئیءٌ
ہے محل رفع میں بوجہ ابتداء، اور احسن محل رفع میں خبر مبتدا کی ہے اور فاعل احسن
کا ہو ہے جو اسمیں پوشیدہ اور زید مفعول بہ دوم۔ أَفْعِلْ بہ جیسے أَحْسِنُ بِزَيْدٍ یہ
احسن (صیغہ امر ہے بمعنی خبر) (یعنی ماضی) اس کی اصل ہے (أَحْسَنَ زَيْدًا) بمعنی
صَارَ ذَا أَحْسِنَ اور باء زائد ہے۔

سوال: ثلاثی مجرد کہنے سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ثلاثی حرید اور رباعی
مجرد اور مزید سے یہ صیغہ نہیں آتے تو اگر ان سے فعل تعجب بنانا ہو تو کیا طریقہ ہے؟
جواب: جی ہاں۔ ان سے فعل تعجب کے یہ صیغہ نہیں آتے۔ ان سے فعل تعجب بنانے
کا طریقہ یہ ہے کہ لفظ (مَا أَفْعَلْ) کے بعد ان کا مصدر مضاف ذکر کیا جائے جیسے
مَا أَفْعَلْ اسْتَخْوَا جَ زَيْدًا، یہ ثلاثی مزید کی مثال ہے۔

ترجمہ: کیا شدید ہے زید کا نکالنا۔

مَا أَفْعَلْ ذَخَوْجَ زَيْدًا۔ یہ رباعی مجرد کی مثال ہے۔

ترجمہ: کیا شدید ہے زید کا لالو کاٹنا۔

مَا أَشَدَّ تَسْرُبَلَ زَيْدٍ۔ یہ رباعی مزید کی مثال ہے۔

ترجمہ: کیسا شدید ہے زید کا کرتا پہننا۔

یہ (أَشَدُّ) اس وقت ذکر کریں گے جبکہ مقصود شدت ہو اور اگر ضعف مقصود ہے تو (أَضْعَفُ) کے بجائے (أَضْعَفُ) ذکر کیا جائے گا۔

سوال: جو مصدر لون کے معنی پر دلالت کرتا ہو یا عیب ظاہری پر تو کیا اس سے بھی پہلے ذکر کردہ دو صیغے آتے ہیں؟

جواب: جی نہیں، اُس سے بھی فعل تعجب بنانے کا یہی طریقہ ہے کہ (مَا أَشَدَّ) کے بعد یا (مَا أَضْعَفُ) وغیرہ کے بعد اُس مصدر کو منصوب مضاف کر کے ذکر کریں جیسے
مَا أَشَدَّ حُمْرَةَ زَيْدٍ۔

ترجمہ: زید کی سرخی کیسی گہری ہے۔

اور مَا أَقْبَحَ عَرَجَ زَيْدٍ۔

ترجمہ: زید کی لنگ کس قدر بُری ہے۔

اسی طرح ان سب سے دوسرا صیغہ بنایا جائے گا جیسے أَشَدُّ ذِبَا سَيْتِ خُرَاجِ زَيْدٍ، أَشَدُّ ذِبْدَ خُرَجَةِ زَيْدٍ، أَشَدُّ ذِبْسَرَبَلِ زَيْدٍ، أَشَدُّ حُمْرَةَ زَيْدٍ، أَقْبَحَ يَعْوَجَ زَيْدٍ۔

ترکیب:

(مَا) اسمیہ برائے استفہام مبتدا، مرفوع محلا مثنیٰ بر سکون (أَحْسَنُ) فعل ماضی مغروف مثنیٰ بر فتح صیغہ واحد نہ کر غائب، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر فتح راجع بسوئے مبتدا (زَيْدًا) مفرد منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مرفوع محلا مبتدا، اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(أَحْسَن) فعل امر حاضر معروف مثنی بر سکون بمعنی (أَحْسَن) ماضی (ہا) حرف جارزائد مثنی بر کسر (زَیْد) مفرد منصرف صحیح مجرد لفظاً، مرفوع محلاً، فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: کیسا اچھا ہے زید۔

(أَحْسَن) فعل ماضی معروف مثنی بر فتح، صیغہ واحد مذکر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (ای) حرف تفسیر مثنی بر سکون (صار) فعل ماضی معروف مثنی بر فتح، صیغہ واحد مذکر غائب، فعل ناقص (اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ اسم، مرفوع محلاً مثنی بر فتح راجع بسوئے زید (ذا) اسمائے ستہ مکمرہ سے منصوب بالف مضاف (حُسْن) مفرد منصرف صحیح مجرد لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: زید حسین ہو گیا۔

یہ دونوں جملے خبریہ ہیں، انشائیہ نہیں، انشائیہ کے معنی ہیں (أَحْسَنُ بِزَیْدٍ) مستعمل ہے نہ یہ دونوں۔

تنبیہ ۱۶۲ تا ۱۶۳:

مہر میر صفحہ ۱۱۰ میں ہے کہ اگر رنگ اور عیب کے معنی پائے جائیں تو ثلاثی مجرد سے اور ثلاثی مزید اور رباعی سے بھی تعجب کے لئے مصدر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے جو مَا أَشَدَّ مَا أَقْبَحَ، مَا أَضْعَفُ يَأْمَا أَحْسَنَ کے بعد بطور مفعول کے یا کسی حرف جز کا مجرد بنا کر لایا جاتا ہے۔ جیسے مَا أَشَدَّ ضَمَمَہ اس کا بہر اپن کتنا سخت ہے اور مَا أَقْبَحَ مِنْ عَرَجٍ اس کا لنگڑا پن کتنا برا ہے۔

اقول: یہ غلط ہے کیونکہ اس وزن یعنی (أَفْعَل) میں مصدر کو حرف

جار کا مجرور بنا کر نہیں لایا جاتا بلکہ منصوب ذکر کرتے ہیں جس کی مثالیں ہم بیان کر چکے۔ مصدر کو حرف جار کا مجرور بنا کر وزن (أَفْعِلْ) میں لایا جاتا ہے اور وہ بھی حرف جار (ب) کا نہ کہ (من) کا۔

لہذا مَا أَفْبَحَ مِنْ عَرَجٍ مَثَل غلط ہے، صحیح یوں ہے (مَا أَفْبَحَ عَرَجُهُ) اتنا نہیں سمجھتے کہ حرف جار لانے سے مَا أَفْعَلُ کا وزن باقی نہیں رہے گا، پھر المصباح البشیر ۱۲۰ میں دوسرے وزن (أَفْعِلْ بِه) کے متعلق ہے کہ یہ صیغہ اگرچہ امر حاضر کا ہے مگر معنی کے لحاظ سے ماضی کے معنی دیتا ہے جیسا کہ صاحب خمیر نے فرمایا کہ أَحْسَنُ بِزَيْدٍ معنی میں (أَحْسَنَ زَيْدًا) کے ہے۔ لہذا أَحْسَنُ صیغہ امر جملہ انشائیہ (أَحْسَنَ) فعل ماضی جملہ خبریہ کے معنی دیتا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ جب جملہ خبریہ کے معنی دیتا ہے تو (أَحْسَنَ بِزَيْدٍ) جملہ انشائیہ نہ ہوا۔ حالانکہ مصنف علیہ الرحمۃ شروع کتاب میں اس کو جملہ انشائیہ کی مثال میں بیان فرما چکے ہیں۔

اولیٰ فاضل دیوبند کی طرح یہ فاضل دیوبند بھی نہیں سمجھے۔ بات یہ ہے کہ تعجب اس چیز پر ہوا کرتا ہے جو زمانہ ماضی میں تحقیق ہو چکی ہوتی ہے اور مسر بھی ہوتی ہے کمالی التکملة صفحہ ۵۲۶ نظر بر آں (أَحْسَنَ) کو باعتبار اصل بمعنی (أَحْسَنَ) لیا گیا تاکہ انشائے تعجب گذشتہ مستمر پر ہو۔ نہ یہ کہ تعجب میں استعمال ہونے کے وقت جملہ خبریہ کے معنی دیتا ہے جیسے کہ یہ فاضل دیوبند سمجھ بیٹھے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی کتب وہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است



باب سوم در عمل اسماء عاملہ

وَأَنْ يَزِدَّ قَسْمَ سَتَاوَلِ اسْمَاءِ شَرْطِيَّةٍ بِمَعْنَى إِنَّ وَأَنْ نَدَا سَتَ مَنْ وَمَا وَأَيْنَ وَمَتَى وَأَيُّ وَأَنْتَى وَإِذَا مَا وَحَيْثُ مَا وَمَهْمَا فَعَلِ مَضَارِعِ رَاجِزٍ كَتَبَ جَوْنِ مَنْ تَضَرَّبَ أَضْرِبَ وَمَاتَفَعَلُ أَفْعَلُ وَأَيْنَ تَجَلَّسَ أَجْلَسَ وَمَتَى تَقَمُّ أَقَمُّ وَأَيُّ شَيْءٍ تَأْكُلُ أَكَلُ وَأَنْتَى تَكْتُبُ أَكْتُبُ وَإِذَا مَا تَسَافَرُ أَتَسَافَرُ وَحَيْثُ مَا تَقْصِدُ أَقْصِدُ وَمَهْمَا تَقْعُدُ أَقْعُدُ.

اور وہ گیارہ قسم پر ہیں، پہلی قسم اسمائے شرطیہ جو ان کے معنی کو متضمن اور وہ تو ہیں۔ مَنْ وَمَا وَأَيْنَ وَمَتَى وَأَيُّ وَأَنْتَى وَإِذَا مَا وَحَيْثُ مَا وَمَهْمَا۔ فعل مضارع کو جزم کرتے ہیں جیسے مَنْ تَضَرَّبَ أَضْرِبَ وَمَاتَفَعَلُ أَفْعَلُ وَأَيْنَ تَجَلَّسَ أَجْلَسَ وَمَتَى تَقَمُّ أَقَمُّ وَأَيُّ شَيْءٍ تَأْكُلُ أَكَلُ وَأَنْتَى تَكْتُبُ أَكْتُبُ وَإِذَا مَا تَسَافَرُ أَتَسَافَرُ وَحَيْثُ مَا تَقْصِدُ أَقْصِدُ وَمَهْمَا تَقْعُدُ أَقْعُدُ۔

سوال: (اِذَا) بھی معنی (اِنْ) کو متضمن ہو کر اسمائے شرطیہ میں داخل ہے، پھر اس کو کیوں شمار نہیں فرمایا؟

جواب: یہاں پر اُن اسمائے شرطیہ کا بیان ہے جو عمل کرتے ہیں اور (اِذَا) عمل نہیں کرتا۔ اسی واسطے یہاں پر ذکر نہیں کیا گیا۔

ترکیب:

(مَنْ) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلّانی بر سکون (تَضَرَّبَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرور ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اِنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلّانی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ

ہو کر شرط۔ (أَضْرَبَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلائی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔
ترجمہ: جس کو تو مارے گا میں ماروں گا۔

(مَا) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلائی بر سکون (تَفَعَّلَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلائی بر سکون (تَا) علامت خطاب بنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (أَفْعَلَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلائی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔
ترجمہ: جو تو کرے گا میں کروں گا۔

(أَيْنَ) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلائی بر فتح (تَجَلَّسَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (أَنْتَ) پوشیدہ جس میں (أَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلائی بر سکون (تَا) علامت خطاب بنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (أَجْلَسَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (أَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلائی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔
ترجمہ: جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا۔

(مَنْ) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلائی بر سکون (تَقَنَّمَ) فعل مضارع

معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل قاعِل، مرفوع محلائی بر سکون (اَنْ) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے قاعِل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (اَقْبَمَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مکمل اس میں (اَنْتَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ قاعِل مرفوع محلائی بر سکون، فعل اپنے قاعِل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔
ترجمہ: جب تو کھڑا ہو گا میں کھڑا ہوں گا۔

(اَیَّ) مفرد منصرف جاری بجرائے صحیح منصوب لفظ اسم شرط، مضاف، (شیء) مفرد منصرف صحیح مجرد لفظ مضاف الیہ، مضاف الیہ اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم۔

(اَنْكَلُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل قاعِل، مرفوع محلائی بر سکون (اَنْ) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے قاعِل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔

(اَنْكَلُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مکمل اس میں (اَنْتَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ قاعِل مرفوع محلائی بر سکون، فعل اپنے قاعِل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔
ترجمہ: جو تو کھائے گا میں کھاؤں گا۔

(اَنْسِ) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلائی بر سکون (اَنْكَسَبَ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل قاعِل، مرفوع محلائی بر سکون

(تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (اَنْكُتْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جہاں تو لکھے گا میں لکھوں گا۔

(اِذْمَا) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون (تَسَافِرُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (اُتَسَافِرُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جب تو سفر کرے گا میں کروں گا۔

(حَيْثُمَا) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون (تَقْضُدُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (اُقْضُدُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جہاں کا تو قصد کرے گا میں کروں گا۔

(مَنْهَمَا) اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلہ اپنی بر سکون (تَقْعُدْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلہ اپنی بر سکون (نَا) علامت خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (اَقْعُدْ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلہ اپنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ ترجمہ: جب تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا۔

تنبیہ ۱۶۳ تا ۱۷۱:

مہر نمبر صفحہ ۱۱۲، ۱۱۱ پر (مَنْ تَضْرِبُ أَضْرِبُ) کی ترکیب میں لکھا ہے کہ (شرط جزا سے ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا) اور باقی سات مثالوں کے متعلق لکھا ہے کہ حسب سابق یعنی وہ بھی جملہ فعلیہ شرطیہ ہیں۔

اقول:

نحات بصریہ کے نزدیک جملہ کی صرف تین قسم ہیں۔ اسمیہ، فعلیہ، ظرفیہ۔ علامہ زمخشری نے ایک قسم (شرطیہ) کا اضافہ کیا ہے۔ جس کی تفصیل البشیر الکامل کے دیباچہ صفحہ ۱۲ میں مذکور ہے۔ الغرض جملہ مذکورہ نحات بصریہ کے نزدیک جملہ فعلیہ ہے شرطیہ نہیں۔ یہ قسم اُن کے بعد حادث ہوئی اور زمخشری کے مسلک پر یہ جملہ مذکورہ شرطیہ ہے، فعلیہ نہیں، ان فاضل دیوبند نے جملہ مذکورہ میں دونوں جمع کر دیئے جو کسی مسلک پر درست نہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی کتب و ہی مثلاً

حال طفلان زبوں شدہ است

دوم اسمائے افعال بمعنی ماضی چوں ھِیْہَات وَشَتَّانَ وَسَرْعَانَ اسم
رابطہ برعلیت برقع کنند چوں ھِیْہَات یَوْمُ الْعِیدِ ائی بَعْدَ سوم اسمائے افعال بمعنی
امرا حاضر چوں رُوْیْدُوْیْلَہ وَحِیْہَلْ وَعَلِیْکَ وَذُوْنَکَ وَہَا اسم رابطہ نصب
کنند بیار مضولیت چوں رُوْیْدُوْیْلَہ ائی اَمْہِلْہ۔

دوری قسم اسمائے افعال جو ماضی کے معنی میں جیسے ھِیْہَات وَشَتَّانَ
وَسَرْعَانَ، اسم کو قاعل ہونے کی بنا پر رفع کرتے ہیں۔ جیسے ھِیْہَات یَوْمُ الْعِیدِ
اِیْ بَعْدَ۔

تیسری قسم اسمائے افعال جو امر حاضر (معروف) کے معنی میں جیسے
رُوْیْدُوْیْلَہ وَحِیْہَلْ وَعَلِیْکَ وَذُوْنَکَ وَہَا، اسم کو نصب کرتے ہیں مفعول
ہونے کی بنا پر جیسے رُوْیْدُوْیْلَہ ائی اَمْہِلْہ۔

(ھِیْہَات) اصل میں ھِیْہِیَّت تھا۔ یائے ثانی بوجہ تحرک اور افتتاح ما قبل
الف سے بدل گئی تو ھِیْہِیَّت ہو گیا۔ اس میں (تا) مفتوح ہے اور کبھی ساکن بھی
پڑھتے ہیں۔ (شَتَّانَ) شین پر فتح اور (تا) مشد و مفتوح اور نون پر فتح اور کبھی کسرہ بھی
آتا ہے۔ یہ بمعنی (اَفْتَرَقَ) جو دو اسموں پر داخل ہوتا ہے کیونکہ افتراق کے لئے وہ
ضروری ہیں۔ اسی طرح (شَتَّانَ) بھی دو اسموں پر داخل ہوتا ہے کیونکہ وہ بمعنی
(اَفْتَرَقَ) ہے جیسے شَتَّانَ زَیْدَ عَمْرُو۔

ترجمہ: کیسے جدا ہو گئے زید و عمرو۔

(سَرْعَانَ) سین پر تینوں حرکتیں مگر فتح مشہور ہے اور (راء) پر سکون
اور نون مفتوح بمعنی (سَرَعَ) جیسے (سَرْعَانَ زَیْدَ)۔

ترجمہ: کتنا عجل چلا زید۔

فائدہ:

اسمائے افعال بمعنی ماضی میں معنی تعجب ہوتے ہیں۔ کمافی حافیہ
 الملا عبد الحکیم رحمہ اللہ الکریم۔ اسی واسطے یہ جملہ انشائیہ ہوں گے۔
 (رُوئِدَ) بمعنی (اُتْرُکَ) اور (حَيَّهَلْ) بمعنی (اِئْتِ) (عَلَيْکَ) بمعنی
 (اَلْیَوْمَ) اور (ذُوْنِکَ) بمعنی (خُذْ) اور (هَآ) بمعنی (خُذْ)۔
 ترکیب:

(هَيَّهَاتَ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح (یَوْمَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع
 لفظا مضاف، (اَلْعَبْدُ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف
 الیہ سے ملکر فاعل، قائم مقام خبر، مبتدا اپنے قائم مقام خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔
 ترجمہ: کتنا دور ہو گیا عید کا دن۔

(ای) حرف تفسیر مبنی بر سکون (بَعْدَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح، میخہ
 واحد مذکر غائب، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح
 راجع بسوئے (یَوْمَ اَلْعَبْدِ) فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ مفسرہ ہوا۔
 بَعْدَ کو انشائیہ اس لئے قرار دیا کہ یہ باب گزرم سے ہے اور باب گزرم کی
 خاصیت تعجب، تو مفسر اور مفسر انشائیت میں متحد ہو گئے اور انشاء کی تفسیر خبر سے لازم نہ
 آئی۔

(رُوئِدَ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح، اس میں (اِئْتِ) پوشیدہ جس
 میں (اَنْیَ) ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر۔ مرفوع محلا مبنی بر سکون، (تَنَآ) علامت
 خطاب مبنی بر فتح (زید) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ۔ اسم فعل مبتدا اپنے
 فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔
 ترجمہ: زید کو ضرور مہلت دو۔

(آئی) حرف تفسیر مبنی بر سکون (آمہل) فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون
 صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل
 - مرفوع محلا مبنی بر سکون، (تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول
 بہ، منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے زید۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول یکساں سے ملکر جملہ
 فعلیہ انشائیہ ہوا۔

تنبیہ ۲ تا ۱۸۰:

المصباح المنیر صفحہ ۱۲۲ اور مہر منیر صفحہ ۱۱۳ میں (هَيْهَاتَ يَوْمَ الْعِيدِ) کو جملہ
 فعلیہ قرار دیا ہے۔

اقول:

یہ بدو وجہ غلط ہے۔ اولاً اس لئے کہ اسمائے افعال بمعنی امر حاضر معروف
 ہوں یا بمعنی ماضی دونوں جملہ اسمیہ ہوتے ہیں نہ فعلیہ۔ جیسے ہماری ترکیب
 میں۔ بعض نحوویوں نے جملہ فعلیہ قرار دیا ہے لیکن امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس کی
 تعلیل فرمائی اور جملہ اسمیہ ہونے کے متعلق الاشباہ والنظائر الخویہ میں
 فرمایا هو الصحيح۔

ثانیاً اس لئے کہ اسمائے افعال بمعنی ماضی میں تعجب کے معنی ہو گئے ہیں
 کما مر، تو یہ جملہ انشائیہ ہوئے نہ خبریہ۔ پھر اول نے صفحہ ۱۲۳ پر اور دوم نے صفحہ مذکورہ
 پر (رُوْنِدْ رُوْنِدْ) کو جملہ فعلیہ قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کما مر۔ پھر اول نے صفحہ
 ۱۲۲ پر (شَتَانْ) کی مثال پیش کی (شَتَانْ رُوْنِدْ) اور اس کو جملہ فعلیہ خبریہ قرار دیا ہے
 یہ سبہ وجہ غلط ہے۔

اولاً اس لئے کہ (شَتَانْ) کے لئے دو اسم ضروری ہیں کما مر۔

ثانیاً اس لئے کہ اس کو جملہ فعلیہ قرار دینا غلط کما مر۔

ثالث اس لئے کہ اسکو جملہ خبریہ قرار دینا غلط کما مر۔ پھر (مَسْرُوعَانِ زَيْدٌ
خُرُوجًا) اور ترکیب میں (زید) کو تمیز اور (خروجًا) کو تمیز اور اس کو جملہ فعلیہ
قرار دیا ہے۔ یہ بھی اسہ وجہ غلط ہے۔

اولاً اسلئے کہ زید تمیز نہیں کہ اس میں ابہام نہیں پایا جاتا۔ پھر (خروجًا) اس
سے تمیز کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ تمیز نسبت ہے جس کا خود قرار بھی کیا ہے۔ بایں الفاظ
خروجًا منصوب بنا بر تمیز برائے رفع ابہام نسبت) جب نسبت سے ابہام
دور کیا تو تمیز نسبت ہوئی نہ زید۔

ثانیاً اس کو جملہ فعلیہ قرار دینا غلط ہے کما مر۔

ثالثاً اس کو جملہ خبریہ قرار دینا بھی غلط کما مر۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

چہارم اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال عمل فعل معروف کذب بشرط آنکہ

اعتماد کردہ باشد بر لفظیکہ پیش از و باشد و آن لفظ مبتداء باشد در لازم چوں
زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوهُ و در متعدی چوں زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوهُ عَمَرُوْا یا موصوف چوں مَرُوْثٌ
بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوهُ بَنُوْا یا موصول چوں جَاءَ نَبِيُّ الْقَائِمِ أَبُوهُ وَجَاءَ نَبِيُّ
الضَّارِبِ أَبُوهُ عَمَرُوْا یا ذو الحال چوں جَاءَ نَبِيُّ زَيْدٍ رَاكِبًا غَلَامَةً فَرَسًا یا ہمزہ
استفہام چوں اَضَارِبُ زَيْدٌ عَمَرُوْا یا حرف نفی چوں مَا قَائِمٌ زَيْدٌ ہمزہ عمل کہ قَامَ
وَضَرَبَ میگرد قَائِمٌ وَضَارِبٌ میگرد۔

چوتھی قسم اسم فاعل، حال یا استقبال کے معنی میں ہو کر فعل معروف جیسا عمل

کرتا ہے بشرطیکہ اعتماد کئے ہوئے ہو ایسے لفظ پہ جو اس سے پہلے ہے اور وہ لفظ

یا مبتداء ہو لازم میں جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوهُ اور متعدی میں جیسے زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوهُ

عَمُرُوا۔ یادہ لفظ موصوف ہو جیسے مَرَزْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوهُ
بَكْرًا۔ یا موصول ہو جیسے جَاءَ نَبِيُّ الْقَائِمِ أَبُوهُ وَجَاءَ نَبِيُّ الضَّارِبِ أَبُوهُ
عَمُرُوا یا ذوالحال ہو جیسے جَاءَ نَبِيُّ زَيْنْدَرَا كِبَا غَلَامُهُ فَرَسًا يَادُهُ لَفْظُ هِمْرَةٍ اسْتَفْهَام
ہو جیسے أَضَارِبُ زَيْنْدَعَمُرُوا۔ یا حرف نفی ہو جیسے مَا قَائِمٌ زَيْنْدَعَمُرُوا جو عمل کہ قائم
اور ضَرْب کرتے تھے وہی قائم اور ضارب کرتے ہیں۔

سوال: حروف مشبہ بفعل کی بحث میں (اَنْ زَيْنْدَقَائِمٌ) مثال گذری۔ اس میں
آپ نے (قائم) اسم فاعل کو عمل میں لایا ہے حالانکہ مبتدا پر اعتماد نہیں۔
جواب: مبتدا سے مراد مند الیہ ہے اور وہ مثال مذکور میں موجود یعنی (زید) کہ
حروف مشبہ بفعل کا اسم مند الیہ ہوتا ہے۔

ترکیب:

(زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (قائم) مفرد منصرف صحیح مرفوع
لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر (أَبُو) اسمائے ستہ مکبرہ، مرفوع بواو مضاف۔
(ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محال مثنیٰ برضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے
مضاف الیہ سے ملکر فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جمل
اسمیہ خبریہ ہوا۔

زید کا باپ کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔

(زید) ترکیب سابق مبتدا (ضارب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا، اسم
فاعل، صیغہ واحد مذکر (أَبُو) ترکیب سابق مضاف (ہا) ترکیب سابق مضاف الیہ،
مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، (عَمُرُوا) مفرد منصرف صحیح منصوب
لفظا مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ
اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کا باپ عمر کو مارتا ہے یا مارے گا۔

(مَرَدْتُ) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر سکون، صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، مرفوع مثنیٰ بر ضم (یا) حرف جار مثنیٰ بر کسر (رجل) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا موصوف (ضارب) مفرد منصرف صحیح مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محال مثنیٰ بر ضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر کفاعل (بکرا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر مفعول، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں ایسے مرد کے پاس سے گذرا جس کا باپ بکر کو مارتا ہے یا مارے گا۔

(جاء) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر فتح، صیغہ واحد کر فاعل (نون) برائے وقایہ مثنیٰ بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محال مثنیٰ بر سکون۔

(الف) بمعنی (الذی) اسم موصول مثنیٰ بر سکون (قائم) مفرد منصرف صحیح مرفوع۔ لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر (ابو) بترکیب سابق مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محال مثنیٰ بر ضم راجع بسوئے اسم موصول، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر فاعل مرفوع محال، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس وہ شخص آیا جس کا باپ کھڑا تھا یا کھڑا ہوگا۔

فائدہ:

یہ ترجمہ اس لئے کہ جب اسم فاعل پر الف لازم بمعنی اسم موصول ہو تو اس وقت تینوں زمانوں میں سے ہر ایک مراد ہو سکتا ہے۔ (جاء نی) بترکیب سابق (الف لام) بمعنی (الذی) اسم موصول مثنیٰ بر سکون (ضارب) مفرد منصرف

صحیح مرفوع لفظ اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر (ابو) ترکیب سابق مضاف (ہا) ترکیب سابق مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، (عمرو) ترکیب سابق مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر صلہ، اسم موصول اپنے صلے سے ملکر فاعل مرفوع محلا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس وہ شخص آیا جس کے باپ نے عمرو کو مارا یا مارتا ہے یا مارے گا۔
(جاء نی) ترکیب سابق (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ ذوالحال (راکبا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظ، اسم فاعل صیغہ واحد مذکر،

(غلام) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ مضاف (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی برضم راجع بسوئے ذوالحال، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل (فرما) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظ مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس زید آیا درانحالیکہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار تھا۔

(ہمزہ) برائے استفہام مبنی برفتح (ص) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ مبتدا کی قسم دوم، اسم فاعل صیغہ واحد مذکر (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ فاعل قائم مقام خبر (عمرو) ترکیب سابق مفعول بہ، مبتدا کی قسم دوم اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: کیا زید کو عمر مارتا ہے یا مارے گا۔

(ما) حرف نفی مبنی برسکون (قائم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ مبتدا کی قسم دوم، اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ فاعل، قائم مقام خبر، مبتدا کی قسم دوم اپنے فاعل قائم مقام خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کھڑا نہیں ہے یا کھڑا نہ ہوگا۔

تنبیہ ۱۸۷ تا ۱۸۸:

المصباح المنیر صفحہ ۱۲۳ میں اور مہر منیر صفحہ ۱۱۳ میں عمل اسم فاعل کی دوسری شرط کے متعلق بیان کیا کہ (دوم اسم فاعل سے قبل ایک اسم موجود ہو جو مبتدا ہو اور یہ اسم فاعل اسکی صفت ہو)۔

اقول:

یہ غلط ہے بلکہ اس صورت میں اسم فاعل اس کی خبر ہوگا۔ چونکہ یہ عبارت چونکہ یہ عبارت دونوں میں ہے اس لئے کاتب کے سر تھوپنا انصاف سے بعید ہوگا بلکہ گزشتہ اکثر و بیشتر غلطیاں بھی دونوں میں مشترک ہونے کی وجہ سے کاتب کی جانب منسوب نہیں کی جاسکتیں۔ پھر اول نے صفحہ ۱۲۳ میں اور دوم نے صفحہ ۱۱۵ میں (موردت برجل ضارب ابوہ بکرا) کا ترجمہ کیا ہے (میں ایک آدمی کے ساتھ گذرا جس کا باپ بکر کو مارنے والا ہے) یہ بد وجہ غلط ہے۔ اول اس لئے کہ (رجل) کا ترجمہ آدمی نہیں کہ نابالغ پر (آدمی) صادق آتا ہے (رجل) صادق نہیں آتا۔ ثانیاً اس لئے کہ (کے ساتھ گذرا) ترجمہ صحیح نہیں کیونکہ اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ متکلم کی طرح وہ بھی گذرنے والا ہے۔ حالانکہ یہ عبارت صرف متکلم کے گذرنے پر دلالت کرتی ہے۔ صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم بیان کر آئے۔ پھر اول نے صفحہ ۲۵ پر اور دوم نے صفحہ ۱۱۵ پر (جاء نبی زید ذرا کباً غلاماً فرساً) کا ترجمہ یوں کیا ہے (زید میرے پاس اس حال میں آیا کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار ہونے والا ہے) یہ بھی غلط ہے کہ زید کا آنا گزشتہ زمانہ میں واقع ہوا اور اس کے غلام کا سوار ہونا آئندہ زمانہ میں ہوگا، تو حال کا زمانہ اور عامل ذو الحال کا زمانہ متحد نہ رہا حالانکہ یہ شرط ہے۔ مگر یہ فاضل دیوبند اس سے لکھا جائیں۔ صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے کیا۔ اور یاد رہے کہ یہ حال حکائی جس کی

تفصیل شرح جامی بحث اسم فاعل اور مکملہ میں دیکھی جائے۔ یہ مقام اُس کے بیان کا نہیں۔

پھر اول نے اسی صفحہ ۱۲۵ پر اور دوم نے صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶ پر (أضارب زید عمروا) کو شبہ جملہ انشائیہ اور (مقام زید) کو شبہ جملہ خبریہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اول کے الفاظ پہلی مثال کے متعلق یہ ہیں۔ (یاد رکھو کہ یہ اسم فاعل مع فاعل ومفعول بہ جملہ انشائیہ نہیں ہے۔ ہمزہ استفہام کی وجہ سے بلکہ شبہ جملہ انشائیہ کہلاتا ہے۔ اور دوسری مثال کے متعلق الفاظ یہ ہیں (اور اسم فاعل مع فاعل زید کے جملہ اسمیہ خبریہ نہیں ہے بلکہ شبہ اسمیہ خبریہ ہے۔ خوب سمجھ لو) یہ بھی بدو وجہ غلط ہے۔ اولاً اسلئے کہ کسی نحوی نے شبہ جملہ نہیں کہا اور کہتے بھی کیسے شبہ جملہ مفید نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں نسبت تامہ نہیں ہوتی اور یہ دونوں مفید ہیں کہ پہلی مثال سے طلب مفہوم ہوتی ہے اور دوسری سے خبر۔ البتہ ان کے جملہ اسمیہ اور فعلیہ ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور کا مسلک ہے کہ دونوں جملہ اسمیہ ہیں کافی القوائد الشافیہ صفحہ ۵۶۔ ثانیاً اس لئے کہ یہ کہنا (بلکہ شبہ جملہ انشائیہ کہلاتا ہے) اس سے اگر مراد یہ ہے کہ نحویوں کے مسلک میں شبہ جملہ کہلاتا ہے تو یہ نحویوں پر افتراء ہوا اور ان کی توہین بھی۔ افتراء اس لئے کہ وہ شبہ جملہ نہیں کہتے بلکہ جملہ کہتے ہیں کما مر۔

اور توہین اسلئے کہ کہ سلیم النفل کی جانب غلط بات کی نسبت اس کی توہین ہوتی ہے۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ دیوبندی مسلک میں شبہ جملہ کہلاتا ہے تو اس پر اتنی گزارش ہے کہ یہ کتاب نحوی مسلک کو بیان کرنے کے لئے ہے نہ دیوبندی مسلک کو۔ نظر برآں اس دیوبندی مسلک کا بیان یہاں درست نہیں۔ اس کا بیان تو ان کتابوں میں مناسب ہے جن میں مصنفین دیوبندی مسلک بیان کیا کرتے ہیں جیسے ہندوستانی دیوبندی صاحبان کے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب، سابق

صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے بھی (حمد المقل) میں دیوبندی مسلک یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ جملہ قبائح کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے یعنی جھوٹ بول سکتا ہے، زنا کر سکتا ہے، خودکشی کر سکتا ہے کہ یہ سب قبائح ہیں۔ العیاذ باللہ۔
 اور مولانا خلیل احمد صاحب صدر المدرسین مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے (براہین قاطعہ) میں یہ دیوبندی مسلک بیان کیا کہ صاحب لوک رسول پاک ﷺ سے شیطان کا علم زیادہ۔ معاذ اللہ۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زیوں شدہ است

پہلے اسم مفعول بمعنی حال و استقبال عمل فعل مجہول کنہ بشرط اعتماد مذکور چون زید مضر و ب ابوة و عمر و معطی غلامہ درہما و بکر معلوم ن ابنہ فاضلا و خالد مخیر ن ابنہ عمر و فاضلا مان عمل کہ ضرب و اعطی و علم و اخیر مکر مضر و ب و معطی و معلوم و مخیر میکند۔

پانچویں قسم اسم مفعول حال و استقبال کے معنی میں ہو کر فعل مجہول جیسا عمل کرتا ہے اعتماد مذکور کی شرط پر جیسے زید مضر و ب ابوة و عمر و معطی غلامہ درہما و بکر معلوم ن ابنہ فاضلا و خالد مخیر ن ابنہ عمر و فاضلا جو عمل ضرب و اعطی و علم و اخیر کرتے تھے مضر و ب و معطی و معلوم و مخیر کرتے ہیں۔

ترکیب:

(زید) ترکیب سابق مبتدا (مضر و ب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا، اسم مفعول، صیغہ واحد مذکر (ابو) اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع ہوا و مضاف۔

(ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلاتی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے

مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کا باپ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا۔

(عمرو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (معطی) اسم مقصورہ مرفوع تقدیر اسم مفعول صیغہ واحد مذکر (غلام) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف۔

(ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مثنیٰ بر ضم، راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل (درہما) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: عمرو کے غلام کو درہم دیا جاتا ہے یا دیا جائے گا۔

(بکر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (معلوم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول، صیغہ واحد مذکر (ابن) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف۔

(ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مثنیٰ بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نائب فاعل (فاضلا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا صفت مشبہ، صیغہ واحد مذکر اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر (شخصا) صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے ملکر صفت، موصوف مقدر اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: پھر بکر فاضل جانا جاتا ہے یا جانا جائے گا۔

(خالد) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (مخبر) مفرد منصرف صحیح

مرفوع لفظ اسم مفعول میخورد احد مذکر۔

(ابن) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ مضاف (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محال یعنی برضہم راجع بسوئے مبتدا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نائب قاعِل۔ (عمروا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظ مفعول بہ اول (فاضلاً) ترکیب سابق مفت موصوف مقدر مذکور اپنی مفت سے ملکر مفعول بہ دوم۔ اسم مفعول اپنے نائب قاعِل اور دونوں مفعول بہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: پسر خالد کو خبر دی جاتی ہے کہ عمرو فاضل ہے یا خبر دی جائے گی کہ عمرو فاضل ہے۔

تیسیمہ ۱۸۸ تا ۱۹۱:

المصباح المعیر صفحہ ۱۲۷ میں اور مہر منیر صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸ میں باختلاف اقل قلیل (زَيْدٌ مَضْرُوبٌ أَبَوُهُ) کا ترجمہ کیا ہے
(زید کا باپ بچا ہوا ہے)

اور (عَمْرٌ مُقْطَى غَلَامُهُ دِرْهَمًا) کا، (عمر کے غلام کو ایک درہم دیا ہوا ہے) اور (يَكْفُرُ مَقْلُومٌ ابْنُهُ فَاضِلًا) کا، (بکر کے بیٹے کو فاضل جانا ہوا ہے) اور (خَالِدٌ مُخْبِرٌ ابْنُهُ عَمْرُوًا فَاضِلًا) کا، (خالد کے بیٹے کو خبر دی ہوئی ہے کہ عمر فاضل ہے)

اقول:

یہ سب کے سب غلط ہیں کیونکہ ان مثالوں میں اسم مفعول بمعنی حال ہے یا بمعنی استقبال اور یہ ترجمے سب کے سب ماضی کے ہیں سچ ہے کہ
یہ ہی کتب و ہی مثلاً
حال طفلان زبوں شدہ است

ششم صفت مشبہ عمل خود کند بشرط اعتماد مذکور چون زَيْدٌ حَسَنٌ غَلَامَةٌ
ہاں عمل کہ حَسَنٌ میگرد حَسَنٌ میکند۔

چھٹی قسم صفت مشبہ اپنے فعل جیسا عمل کرتی ہے۔ اعتماد مذکور کی شرط پر جیسے
زَيْدٌ حَسَنٌ غَلَامَةٌ جو عمل کہ حَسَنٌ کرتا تھا حَسَنٌ کرتا ہے۔

سوال: صفت مشبہ کے عمل کے واسطے کیا صرف اعتماد شرط ہے حال اور استقبال
کے معنی میں ہونا شرط نہیں؟

جواب: صفت مشبہ حال اور استقبال کے معنی میں نہیں ہوتے، اس لئے عمل کے
واسطے صرف اعتماد شرط ہے۔

سوال: (اعتماد مذکور) جو صفت مشبہ کے عمل کے واسطے مصنف علیہ الرحمۃ نے شرط
بتایا۔ اُس سے مراد اگر وہی اعتماد ہے جو اسم فاعل کی بحث میں گذرا، یعنی جو چھ چیزوں
میں سے ایک پر ہوتا ہے تو یہ صحیح نہیں کہ صفت مشبہ کا اعتماد الف لام بمعنی اسم موصول
پر نہیں ہوتا۔ مصنف علیہ الرحمۃ کو چاہیے تھا کہ اس کا استثناء فرماتے۔

جواب: بیشک الف لام بمعنی موصول پر اعتماد نہیں ہوتا۔ استثنا کی ضرورت اس لئے
نہ ہوئی کہ اسمائے موصولہ کی بحث میں گذر چکا ہے کہ الف لام بمعنی اسم موصول صرف
اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے تو اعتماد مذکور سے مراد وہ اعتماد ہے جو باقی ماندہ
پانچ چیزوں میں سے کسی ایک پر ہو۔ مبتدا پر اعتماد ہو، اس کی مثال کتاب میں
مذکور ہے۔ موصوف پر جیسے جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ أَحْمَرٌ وَجْهُهُ ذُو الْحَالِ پر جیسے جَاءَ نَبِيٌّ
زَيْدٌ أَحْمَرٌ وَجْهُهُ، ہمزۃ استفہام پر جیسے أَحْسَنَ زَيْدٌ، حرف نفی پر جیسے مَا حَسَنَ
زَيْدٌ۔ ان کی ترکیب اسم فاعل کی مثالوں کی طرح ہوگی۔

سوال: اس کو صفت مشبہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: اسم فاعل کے ساتھ شئی، مجموع، مذکر، مؤنث ہونے میں اس کو نحوی تشبیہ

دیتے ہیں، اسلئے مشبہ کہا جاتا ہے۔

ترکیب:

(زید) بترکیب معلوم مبتدا (حسن) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا صفت مشبہ، صیغہ واحد مذکر (غلام) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مثنیٰ برضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید کا غلام حسین ہے۔

ہفتم اسم تفضیل واستعمال اور سد وجہ است بہ من چون زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یا بالف ولام چون جَاءَ نَبِیُّ زَيْدٍ اَلْأَفْضَلُ یا با ضافت چون زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ و عمل اور در فاعل باشد و آں ہوا است فاعل أَفْضَلُ کہ درو مستتر است۔ ساتویں قسم اسم تفضیل اور اس کا استعمال تین طریقہ پر ہے۔ من کے ساتھ جیسے جَاءَ نَبِیُّ زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یا الف لام کے ساتھ جیسے جَاءَ نَبِیُّ زَيْدٍ اَلْأَفْضَلُ یا ضافت کے ساتھ جیسے زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ۔ اور عمل اس کا فاعل میں ہوتا ہے اور وہ ہُوَ ہے أَفْضَلُ کا فاعل جو اُس میں پوشیدہ ہے۔

سوال: کیا اسم تفضیل کے لئے بھی اعتماد شرط ہے جیسے صفت مشبہ کے واسطے تھا؟ اگر ہے تو مصنف علیہ الرحمۃ نے کیوں بیان نہ فرمایا؟

جواب: اعتماد شرط ہے بغیر اعتماد کسی صفت کا عمل ثابت نہیں، خواہ وہ اسم فاعل ہو یا اسم مفعول یا صفت مشبہ یا اسم تفضیل یا اسم منسوب۔ لیکن اسم تفضیل کے اعتماد میں تفصیل تھی جو اس ابتدائی کتاب کے واسطے مناسب نہیں، اس واسطے مصنف علیہ الرحمۃ نے بیان نہ فرمائی۔ وہ تفصیل یہ ہے کہ اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم منسوب کی طرح بجز مسئلہ کمال اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا۔ لہذا یہ مبتدا کی قسم ثانی بنے

گاحتی کہ اس پر حرف استفہام اور حرف نفی داخل ہو تو حرف استفہام اور حرف نفی پر اعتماد تو یوں گیا اور الف لام بمعنی اسم موصول بھی اس پر داخل نہیں ہوتا، تو اس پر بھی اعتماد گیا۔ اب صرف تین رہ گئے جن پر بروقت عمل اعتماد ہوتا ہے۔ اول مبتدا پر اعتماد جس کی دو مثالیں کتاب میں مذکور ہیں۔ یعنی اول اور سوم۔ دوم موصوف پر اعتماد جیسے مثال دوم۔ سوم ذوالحال پر اعتماد جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ اَعْلَمَ مِنْ عَمْرٍو۔

ترکیب:

(زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا (افضل) غیر منصرف مرفوع لفظاً، اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا (من) حرف جار مثنی بر سکون (عمرو) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر ظرف لغو۔ اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے۔

(جاء نبي) بترکیب معلوم (زید) بترکیب معلوم موصوف (الافضل) غیر منصرف مرفوع لفظاً، اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم تفضیل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس (مثلاً عمرو سے) فاضل تر زید آیا۔

(زید) بترکیب معلوم مبتدا (افضل) غیر منصرف مرفوع لفظاً مضاف، اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا (القوم) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، اسم تفضیل

مضاف اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتدأ اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: زید قوم سے فاضل تر ہے۔

تنبیہ ۱۹۲ تا ۱۹۶:

المصباح المنیر صفحہ ۱۲۹ پر اور مہر منیر صفحہ ۱۲۰ پر (جاء لی زید الافضل) کی ترکیب میں الافضل کو بدون عمل دیئے صفت قرار دیا۔

اقول:

یہ غلط ہے کیونکہ مصنف علیہ الرحمۃ نے عمل کی مثال میں اس کو بیان فرمایا ہے اور بتا بھی دیا ہے کہ اس کا فاعل ان مثالوں میں (ہو) ہے اور وہ افضل میں پوشیدہ۔ مگر ان فاضلان دیوبند کو اتنا سمجھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔ پھر اول نے اس مثال کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے (میرے پاس زید آیا جو سب سے افضل شخص ہے) اور دوم نے بایں الفاظ (میرے پاس وہ زید آیا جو سب سے افضل ہے) یہ دونوں ترجمے بدو وجہ غلط ہیں۔ اولاً اس لئے کہ مثال مذکور میں زید موصوف ہے اور الافضل صفت اور موصوف و صفت میں نسبت ناقصہ ہوتی ہے۔ اسی واسطے یہ مرکب غیر مفید کی قسم ہیں اور نسبت ناقصہ کا ترجمہ (ہے) نہیں ہوتا جو ان دونوں فاضلان دیوبند نے کیا ہے، یہ تو نسبت تامہ کا ترجمہ ہے لیکن ان فاضلان دیوبند کے نزدیک تام اور ناقص دونوں برابر ہیں کیوں اس لئے کہ اردو نہیں پڑھی۔ ثانیاً اس لئے کہ ترجمہ میں لفظ (سب) جملہ موجودات کو شامل ہے تو زید جملہ موجودات سے افضل ہوا اور جملہ موجودات میں خالق عالم عز وجل اور اس کے انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام سب داخل۔ اگر تاویل کی گنجائش نہ ہو تو اس کے کلمہ کفر ہونے میں کیا شک۔ پھر دونوں صاحبان نے مذکور صفحات میں دوسری مثال کے (الافضل) اور تیسری مثال کے (افضل) کو بدون ضم فاعل صفت اور خبر قرار دیا ہے، یہ بھی غلط ہے کہ مصنف علیہ

الرحمة خود فرما رہے ہیں کہ (افضل) کا فاعل اس میں پوشیدہ (ہو) ہے اور اس کو آخر میں بیان فرمایا تاکہ تینوں مثالوں کے (افضل) کو شامل رہے۔ پھر اول نے صفحہ ۱۳۰ پر اور دوم نے صفحہ ۱۲۱ پر تحریر کیا کہ (اگر فاعل ضمیر ہو تو عمل کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں) یہ بھی غلط ہے کہ بدون اعتماد عمل نہیں ہوتا تو اعتماد شرط ہوا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

ہشتم مصدر بشرط آنکہ مفعول مطلق نباشد عمل فعلش کند چون اغجبینی ضرب زید عمروا۔

آٹھویں قسم مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے جیسے اغجبینی ضرب زید عمروا۔

سوال: مصدر کے عمل کے واسطے اعتماد شرط ہے یا نہیں، اگر ہے تو مصنف علیہ الرحمۃ نے بیان کیوں نہ فرمایا اور اگر نہیں تو کیا وجہ؟

جواب: عمل مصدر کے واسطے اعتماد شرط نہیں۔ وجہ یہ کہ عمل میں فعل اصل ہے اور مصدر فرع۔ چونکہ فعل کے ساتھ مناسبت رکھنے کی بنا پر عمل کرتا ہے اور وہ مناسبت اشتقاق ہے کہ ایک دوسرے سے نکلتا ہے تو دونوں میں لفظی تناسب بھی ہوا اور معنوی بھی۔ لفظی بایں طور کہ حروف اصلی دونوں کے متحد ہوتے ہیں اور معنوی بایں طور کہ مصدر کے معنی فعل کے معنی کے جز ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ تناسب تھا اسلئے اعتماد کی طرف احتیاج نہ ہوئی۔

سوال: مصدر مفعول مطلق ہونے کی صورت میں عمل کیوں نہیں کرتا؟

جواب: مفعول مطلق ہونے کی صورت میں چونکہ فعل موجود ہوتا ہے اور وہ عمل میں اصل ہے، اس لئے اصل کی موجودگی میں فرع کو عامل قرار دینا مناسب نہیں

مصدر کا فعل اگر لازم ہے تو فاعل میں عمل کرے گا نہ مفعول بہ میں جیسے اَعَجَبْنِي فَيَامُ زَيْدٍ۔ اور متعدی ہے تو مفعول بہ میں بھی عمل کرے گا جیسے اَعَجَبْنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرَوًا۔

ترکیب:

(اعجب) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مثنیٰ بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلای مثنیٰ بر سکون (ضرب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مصدر مضاف (زید) مفرد منصرف صحیح مضاف الیہ مجرور لفظا مرفوع محلاینا بر تعلیت (عمرو) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ۔ مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ اور مفعول بہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: مجھے متعجب کر دیا زید کی مارنے عمر کو۔

تنبیہ ۱۹: مہر منیر صفحہ ۱۲۲ پر مثال کتاب کی ترکیب کرتے ہوئے کہا (مصدر اپنے مضاف الیہ با فاعل اور مفعول بہ سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر فاعل)۔

اقول:

یہ غلط ہے اس لئے کہ یہاں پر مفرد کی تاویل میں کرنے والی کوئی چیز نہیں جیسے (لَنْ) اور (أَنْ) موصول حرفی کہ یہ اپنے مدخول کے ساتھ ملکر مفرد کی تاویل ہوا کرتے ہیں اور یہاں پر ان میں سے کوئی بھی نہیں، نہ مفرد کی تاویل میں کرنے کے لئے کوئی ضرورت داعی۔ پھر تاویل میں مفرد کیسے ہو گیا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی کتب و ہی مثلاً

حال طغلاں زیوں شدہ است

نہم اسم مضاف مضاف الیہ را بجز کند چوں جساء نسی غلام زید بدانکہ

انجیلام بحقیقت مقدرست زیرا کہ تقدیرش انست کہ غلام لزید
نویں قسم اسم مضاف، یہ مضاف الیہ کو جر کرتا ہے جیسے جَاءَ نَبِیٌّ غَلَامٌ
زید۔ جان لو کہ یہاں پر یعنی مضاف، مضاف الیہ کے درمیان درحقیقت لام مقدر ہے
کیونکہ اس کی اصل یہ ہے غلام لزید۔

ترکیب:

(جاء نسی) ترکیب معلوم (غلام) مفرد منصرف صحیح مرفوع
لفظاً مضاف (زید) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ
سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میرے پاس زید کا غلام آیا۔

سوال: ترکیب میں یہ کہنا صحیح ہے کہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل؟
جواب: ہرگز صحیح نہیں اس لئے کہ مضاف مضاف الیہ کا مجموعہ مرکب ہے اور فاعل
مرکب نہیں ہوتا۔ فاعل اسم ہوتا ہے جیسے کہ اس کی تعریف میں گذرا اور اسم کلمہ کی قسم
ہے اور کلمہ کی تعریف میں افراد ماخوذ ہے۔ نظر برآں فاعل مفرد ہو گا نہ مرکب۔ اسی
طرح مفعول بہ، مفعول مطلق، مفعول فیہ، مفعول معہ، مفعول لہ، تمیز، مستثنیٰ، حال، نائب
فاعل وغیرہ معمولات جواز قبل اسماء ہیں۔ لیکن مبتدی کی سہولت کے پیش
نظر ہندوستان میں ایسا کیا جاتا ہے جیسے تیسویں پارہ کی ترتیب بچوں کی سہولت
پر نظر رکھتے ہوئے بدل دی گئی ہے۔ چنانچہ مولوی افغانی بخش صاحب علیہ الرحمۃ نے
شرح المیۃ عامل کی ترکیب اسی سہولت کے انداز پر فرمائی ہے اور الفوائد الثانیہ میں کافیہ
کی ترکیب کا انداز نظر حقیقت ہے۔ اس اعتبار سے ترکیب یوں کی جائے
گی۔ (غلام) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل (زید) مفرد منصرف صحیح
مجرور لفظاً مضاف الیہ، فعل اپنے فاعل سے ملکر جماعہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

یہ ترکیب اُن حضرات کے نزدیک جو صرف مسدالیہ اور مسد کو کلام قرار دیتے ہیں۔ باقی متعلقات کو کلام سے خارج۔ یہ حضرات ان متعلقات کا اعراب بیان فرمادیتے ہیں۔ لیکن اُن کو ملا کر مصنف علیہ الرحمۃ اور جو حضرات متعلقات کو کلام میں داخل قرار دیتے ہیں وہ متعلقات کو ملا کر جملہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک مثال مذکور میں یوں کہا جائے گا، فعل اپنے قائل اور مفعول یہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اسی طرح (غلام زند) میں صرف (غلام) کو مفعول یہ قرار دیا جائے گا (اور ضربا شدیداً) میں صرف (ضربا) کو مفعول مطلق نوعی اور (یوم الجمعة) میں صرف (یوم) کو مفعول فیہ۔ وَهَلُمَّ جَزَاءً۔

وہم اسم تام تمیز راجع کدو تہائی اسم یا بحوین باشد چوں مافی السماء
قَلْبُرُ رَا حِلْسَحَابَا یَتَقَدِّرُ یَتَوْنِ چوں عِنْدِی اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَزَیْدًا اَکْثَرُ مِنْکَ
مَا لَا یَا بَنُونَ ثَنِیَہ چوں عِنْدِی قَفِیْزَانِ بُرَا یَا بَنُونَ جَع چوں هَلْ نُنَبِّئُکُمْ
بِالْاُخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا یَا بَشَابَہُ نُون جَع چوں عِنْدِی عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا لِّلْاِسْخُوْنَ
یَا بَا ضَافَت چوں عِنْدِی مِلْوَةُ عَسَلًا۔

دسویں قسم اسم تام، یہ تمیز کو نصب کرتا ہے اور اسم کی تمامیت یا نحوین سے
ہوتی ہے جیسے مافی السماء قَلْبُرُ رَا حِلْسَحَابَا یَتَقَدِّرُ یَتَوْنِ جیسے عِنْدِی
اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَزَیْدًا اَکْثَرُ مِنْکَ مَا لَا یَا بَنُونَ ثَنِیَہ جیسے عِنْدِی قَفِیْزَانِ
بُرَا یَا بَنُونَ جَع جیسے هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاُخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا یَا بَشَابَہُ نُون جَع جیسے عِنْدِی
عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا لِّلْاِسْخُوْنَ یَا بَا ضَافَت جیسے عِنْدِی مِلْوَةُ عَسَلًا۔

مخفی نہ رہے کہ اس مقام پر کتابت میں دو ہوا واقع ہوئے۔

اول یہ کہ اسم کی تمامیت بحوین کی مثال میں (مافی السماء قَلْبُرُ
رَا حِلْسَحَابَا) کو ذکر کرو یا حالانکہ اسم (قَلْبُرُ) کی تمامیت اضافت سے ہے نہ

توین سے۔ تمامیت بتوین کی مثال (عِنْدِي رِجْلٌ زَيْتًا) جس میں رطل اسم کی تمامیت بتوین سے ہوئی ہے۔

دوم یہ کہ تمامیت تقدیر بتوین کی مثال میں (زَيْدٌ اَكْثَرُ مَنْكَ مَالًا) ذکر کر دیا حالانکہ یہ درست نہیں۔ کیونکہ جس اسم کی تمامیت بتوین سے ہوتی ہے خواہ توین لفظ ہو یا مقدر، اُس میں ابہام ہوتا ہے اور اکثر میں ابہام نہیں۔ ابہام تو اکثر کی نسبت بسوئے قائل میں ہے تو (مالا) نسبت سے تیز ہوئی نہ (اکثر) سے اور (الاخسرين) اُس اسم کی مثال ہے جس کی تمامیت بتوین جمع ہوئی ہے لیکن اس میں بھی ابہام نہیں۔ ابہام اس کی نسبت بسوئے قائل میں ہے اور (اعمالا) اس نسبت سے تیز ہے۔

ترکیب:

(عند) غیر جمع ذکر سالم مضاف بیائے شکلم منصوب تقدیر اکسرہ موجودہ حرکت مناسبت (وا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور مثنیٰ بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا (ناہت) مقدار کا (ناہت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ اسم قائل، صیغہ واحد ذکر۔ اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ قائل مرفوع علامتی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر۔ اسم قائل اپنے قائل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم۔

(احد عشر) مرکب بنائی جس کے دونوں جز مثنیٰ بر فتح، تیز (رجلا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظ تیز، تیز اپنی تیز سے ملکر مبتدا مرفوع محلا، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس گیارہ مرد ہیں۔

(زید) ترکیب معلوم مبتدا (اکثر) غیر منصرف صحیح مرفوع لفظ اسم تفضیل، صیغہ

واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنی بر فتح، راجع بسوئے مبتدا (من) حرف جار مثنی بر سکون (کاف) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مثنی بر فتح۔ جار مجرور ملکر ظرف لغو (مالا) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظاً تمیز نسبت۔ یعنی نسبت (اکثر) بسوئے فاعل۔ اسم تفصیل اپنے فاعل اور ظرف لغو اور تمیز نسبت سے ملکر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید تجھ سے مال میں زیادہ ہے۔

(هل) حرف استفہام مثنی بر سکون (نَبَّی) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمیر بارز مرفوع لفظاً، صیغہ واحد متکلم معظم۔ اس میں (نحن) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنی بر ضم (کاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول منصوب محلا مثنی بر ضم (م) علامت جمع مذکر مثنی بر سکون۔

(با) حرف جار زائد مثنی بر کسر (الاخسرين) جمع مذکر سالم مجرور لفظاً بیائے ماقبل مکسور، منصوب معنی بنا بر مفعولیت اسم تفصیل، صیغہ جمع مذکر۔ اس میں (هم) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مثنی بر ضم راجع بسوئے موصوف مقدر (الاشخاص) اور (اعمالا) جمع مکسر منصوب لفظاً تمیز نسبت۔ اسم تفصیل اپنے فاعل اور تمیز نسبت سے ملکر صفت الاشخاص جمع مکسر منصوب مجرور لفظاً منصوب معنی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ دوم۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کس کے ہیں۔

(عندی) بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا (ثابت) مقدر کا اور وہ بترکیب

معلوم خبر مقدم۔

(عشرون) مشابہ بجمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم میتر (درهما) مفرد منصوب

صحیح منصوب لفظا تمیز۔ تمیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میرے پاس بیس درہم ہیں۔

(عندی) بترکیب معلوم خبر مقدم (ملء) مفرد منصوب مرفوع لفظا مضاف (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا بنی برضم راجع بسوئے ظرف معبود مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تمیز (عسلا) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظا تمیز، تمیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ ۱۹۸ تا ۲۰۲:

المصباح المنیر میں صفحہ ۱۳۳، ۱۳۲ پر اور مہر نمبر صفحہ ۱۲۲، ۱۲۵ پر (مافی السماء قلندر راحة سحابا) میں (راحة) کو اسم تام بتوین قرار دیا ہے اور (سحابا) اسکی تمیز۔

اقول:

یہ غلط ہے۔ اسلئے کہ اسم تام بتوین مبہم ہوا کرتا ہے اور (راحة) میں کوئی ابہام نہیں اور جب ابہام نہیں تو سحابا کو اسکی تمیز قرار دینا بھی غلط ہوا۔ اس میں اسم تام (قلندر) ہے جو اضافت بسوئے راحة سے تام ہوا۔ کافی الرضی صفحہ ۱۹۹ اور (سحابا) اس سے تمیز ہے اور یہ مثال یہاں پر سہو کاتب سے لکھی گئی۔ مگر ان فاضلان دیوبند کو اتنی تمیز کہاں۔

پھر حماقت بر حماقت یہ کہ ترکیب میں (قلندر راحة) کو تمیز قرار دیا اور (سحابا) کو اسکی تمیز پھر (زید اکثر منک مالا) میں (اکثر) کو تمیز قرار دیا اور (مالا) کو اس کی تمیز۔ یہ بھی غلط ہے کہ مالا تمیز نسبت ہے یعنی نسبت اکثر بسوئے فاعل سے تمیز ہے

کافی الرضی صفحہ ۲۰۲، پھر اس مثال کا ترجمہ یوں کیا (مال کے اعتبار سے زید مجھ سے بڑھا ہوا ہے) یعنی (منک) کا ترجمہ مجھ سے۔

پھر مثال مذکور میں (الاخسرین) کو تمیز اور (اعمالا) کو اسکی تمیز قرار دیا۔ یہ بھی غلط ہے کہ (اعمالا) اس کی تمیز نہیں بلکہ یہ بھی تمیز نسبت ہے۔ پھر بالاخرین کی باکو فعل مذکور سے متعلق قرار دے دیا۔ یہ بھی غلط ہے کہ یہ باء زائدہ ہے جو کسی سے متعلق نہیں ہوا کرتی۔ مگر ان فاضلان دیوبند کو اتنا شعور کہاں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

یازدہم اسمائے کنایہ از عدد و آن دو لفظ است کم و کذا کم بردو قسم است استفہامیہ و خبریہ کم استفہامیہ تمیز را نصب کند و کذا نیز چوں کم رَجُلًا عِنْدَكَ وَعِنْدِي كَذَا ذَرَهُمَا و کم خبریہ تمیز را بجز کند و کذا نیز چوں کم مَالٍ اَنْفَقْتُ و کم ذَارِبْنِيْث و گا ہے مِنْ جَارِ بِرِ تَمِيْز کم خبریہ آید چوں قَوْلُهُ تَعَالٰی كَمْ مِنْ مَلِكٍ فِي السَّمٰوٰتِ ۔

گیارہویں قسم، عدد پر غیر واضح دلالت کرنے والے اسماء اور وہ دو لفظ ہیں کم اور کذا۔ کم دو قسم پر ہے۔ استفہامیہ اور خبریہ۔ کم استفہامیہ تمیز کو نصب کرتا ہے اور کذا ابھی جیسے کم رَجُلًا عِنْدَكَ وَعِنْدِي كَذَا ذَرَهُمَا اور کم خبریہ تمیز کو بجز کرتا ہے جیسے کم مَالٍ اَنْفَقْتُ اور کم ذَارِبْنِيْث ۔ اور کبھی مِنْ جَارِ کم خبریہ کی تمیز پر آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا مقولہ: كَمْ مِنْ مَلِكٍ فِي السَّمٰوٰتِ ۔

(کنایہ) مصدر ہے جس کے لغت اور اصطلاح میں ایک معنی ہیں۔ یعنی کسی معین چیز کو ایسے لفظ سے تعبیر کرنا جس کی دلالت اُس پر واضح نہ ہو۔ لیکن یہاں پر معنی مصدری مراد نہیں بلکہ وہ لفظ مراد ہے جس کی دلالت اُس معین چیز پر واضح نہ

ہو (کم) استفہامیہ اُس عدد کے لئے آتا ہے جو متکلم کے نزدیک مبہم ہو اور اس کے خیال میں مخاطب کو معلوم اور (کم) خبریہ، اُس عدد کے لئے جو مخاطب کے نزدیک مبہم ہوتا ہے اور متکلم کے نزدیک بسا اوقات معلوم۔

ترکیب:

(کم) استفہامیہ مثنیٰ بر سکون مرفوع محلا تمیز (رجلا) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظا تمیز، تمیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدا (عند) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظا مضاف (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلا مثنیٰ بر فتح۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا (ثابت) مقدار کا (ثابت) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظا، اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: کتنے مرد تیرے پاس ہیں۔

(عند) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً۔ کسرہ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مثنیٰ بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثابت مقدار کا (ثابت) مفرد منصوب صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم (کذا) اسم کنایہ مرفوع محلا مثنیٰ بر سکون تمیز (درہما) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظا۔ تمیز اپنی تمیز سے ملکر مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس اتنے درہم ہیں۔

(کم) خبریہ مثنیٰ بر سکون منصوب محلا تیز مضاف (مال) مفرد منصوب صحیح
مجرور لفظا تیز مضاف الیہ تیز، مضاف اپنے تیز مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم۔
(انفقت) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر سکون، صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع
متصل بارز فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر ضم، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ
فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: کتنا مال خرچ کر دیا میں نے۔

(کم) خبریہ مثنیٰ بر سکون منصوب محلا تیز مضاف (دار) مفرد منصوب صحیح
مجرور لفظا مضاف الیہ تیز، تیز مضاف اپنے تیز مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم۔
(بنیت) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع
متصل بارز فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر ضم، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ
فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: کتنے گھر بنا ڈالے میں نے۔

وَ كُمْ مِنْ مَلِكٍ فِي السَّمَوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ
بَعْدَ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُؤْذَنُ: میں (کم) خبریہ مثنیٰ بر سکون مرفوع
محلا تیز (من) حرف جازز اند مثنیٰ بر سکون (ملک) مفرد منصوب صحیح
مجرور لفظا موصوف (فی) حرف جاو مثنیٰ بر سکون (السَّمَوَاتِ) جمع مؤنث سالم
مجرور لفظا جار مجرور ظرف مستقر ہوا (ثابت) مقدرا (ثابت) مفرد منصوب صحیح
مجرور لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل
مرفوع محلا مثنیٰ بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے
ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر تیز، تیز اپنی تیز سے ملکر مبتدا۔
(لَا تُغْنِي) میں (لا) برائے نفی جنس مثنیٰ بر سکون (تُغْنِي) فعل مضارع معروف

مفرد متعل یا ئی مرفوع تقدیرا، صیغہ واحد مؤنث غائب (شفاعة) مفرد منصرف صحیح مرفوع فقط مصدر مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیه مجرور باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید بنا بر قاعلیت، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر قائل (شیئا) مفرد منصرف صحیح منصوب فقط مفعول مطلق (الا) حرف استثنائی بر سکون۔

(من) حرف جار مثنی بر سکون (بعد) مفرد منصرف صحیح مجرور فقط مضاف (ان) ناصبہ موصول حرفی مثنی بر سکون (یاذن) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمیر بارز منصوب فقط صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلات) مفرد منصرف صحیح مرفوع فقط قائل (لام) حرف جار مثنی بر کسر۔

(من) اسم موصول حرفی مثنی بر سکون مجرور محلا (یشاء) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمائر بارز مرفوع فقط صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ قائل مرفوع محلا مثنی بر فتح راجع بسوئے اسم جلات (ها) ضمیر منصوب متصل مقدر مفعول بہ، منصوب محلا مثنی بر ضم راجع بسوئے اسم موصول، فعل اپنے قائل اور مفعول بہ مقدر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ (واو) حرف عطف مثنی بر فتح (یرضی) فعل مضارع معروف مفرد متعل الفی مرفوع تقدیرا صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ قائل مرفوع محلا مثنی بر فتح راجع بسوئے اسم جلات (عند) مقدر جس میں (عن) حرف جار مثنی بر سکون (ها) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مثنی بر ضم راجع بسوئے اسم موصوف، جار مجرور ملکر ظرف لغو۔ فعل اپنے قائل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، (یشاء) معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ موصول ایسی اپنے صلہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو (یاذن) فعل اپنے قائل اور ظرف لغو سے ملکر صلہ موصول حرفی اپنے صلہ سے ملکر بتاویل

مفرد ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف لغو (لا تغنی) فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: آسمانوں میں رہنے والے کثیر فرشتوں کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جب اللہ اجازت دیدے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے۔

تنبیہ ۲۰۳ تا ۲۰۶:

المصباح المنیر میں صفحہ ۱۳۵ پر اور مہر منیر میں صفحہ ۱۲۶ پر (کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ) کا ترجمہ کیا ہے (تیرے پاس کتنے آدمی ہیں)۔

اقول:

یہ ترجمہ غلط ہے اسلئے کہ (رجلاً) کے معنی آدمی نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں مرد، جس کا اطلاق بالغ پر ہوتا ہے بخلاف آدمی کہ بالغ اور نابالغ دونوں کو شامل ہے۔ پھر ادل نے اسی صفحہ پر تحریر کیا کہ (لفظ گاہے سے اس طرف اشارہ کیا کہ استعمال اکثری تو یہ ہے کہ کم خبریہ کی تمیز منصوب ہو مگر کبھی حرف جار داخل ہونے سے مجرور ہو جاتی ہے)۔ یہ بھی غلط ہے اور نحو میر نہ سمجھنے پر مبنی۔ اس لئے کہ (کم) خبریہ کی تمیز تو کبھی منصوب نہیں ہوتی چہ جائیکہ اکثر۔ اور لفظ (گاہے) سے اس طرف اشارہ ہوا کہ (کم) خبریہ کی تمیز پر کبھی (من) حرف جار آتا ہے اور اکثر اوقات نہیں آتا۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے تو اس سے پہلے خود فرمایا ہے کہ (کم خبریہ تمیز را بجز کند) مگر ان فاضلان دیوبند کو اتنا سمجھنے کی بھی توفیق نہیں اور شرح لکھنے بیٹھ گئے۔ پھر دوم نے صفحہ مذکورہ پر تحریر کیا کہ (مصنف نے یہاں پر مذہب مشہور کی پیروی کرتے ہوئے صرف کم خبریہ کے ساتھ من کا استعمال بیان کیا ہے ورنہ ابن حاجب کا قول ہے کہ من جارہ کم استفہامیہ اور خبریہ دونوں پر آ سکتا ہے۔ دیکھو کافیہ۔ مگر امام

رضی شارح کافیہ نے کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ کم استفہامیہ پر من آتا ہواور نہ آج تک کسی کتاب میں میں نے دیکھا۔ البتہ علامہ زحشری نے آیت:

مَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمْ آتَيْنَهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ میں لکھا ہے کہ یہاں کم استفہامیہ اور خبریہ دونوں طرح کا ہو سکتا ہے۔

اقول:

بچہ وجوہ یہ بھی غلط ہے۔ اولاً اسلئے کہ یہاں پر خود کم استفہامیہ اور خبریہ پر من کے دخول میں کلام نہیں۔ حتیٰ کہ علامہ ابن حاجب علیہ الرحمۃ کا قول مذکور یہاں پر نقل کرنا درست ہو۔

ثانیاً اس لئے کہ قول مذکور کی نسبت شارح رضی کی جانب افتراء خالص ہے۔ شارح رضی نے ہرگز نہیں کہا کہ (مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ کم استفہامیہ پر من آتا ہواور نہ آج تک کسی کتاب میں میں نے دیکھا) کیونکہ انہوں نے اپنی شرح میں صفحہ ۹۲ پر خود تصریح کی ہے کہ کم استفہامیہ اور خبریہ دونوں پر عامل رفع، عامل نصب، عامل جر آتا ہے اور عامل جر حرف جار بھی ہے اور حرف جار میں من بھی داخل۔ آپ کو مثال نہ ملتی ہو تو ہم سے سنئے۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا (مِنْ كَمْ مَجْلِسٍ أَخْبَرَ جَسْتٌ) تم کتنی مجلسوں سے نکالے گئے۔ تو اسمیں کم استفہامیہ ہے اور اس پر من داخل بلکہ کلام (کم) استفہامیہ اور خبریہ کی تمیز پر من کے دخول میں ہے اور علامہ ابن حاجب علیہ الرحمۃ دونوں اثبات فرمایا۔

شارح رضی نے (کم) استفہامیہ کی تمیز کے بارے میں کہا کہ مجھے اس کی تمیز پر من کا دخول نہ نثر میں دستیاب ہوا نہ لطم میں، نہ کتب نحو میں سے کسی کتاب نے اس کے جواز پر دلالت کی۔

ثالثاً اس لئے (البتہ زحشری نے الخ) کو شارح رضی کا مقولہ قرار دینا صحیح

نہیں جیسے کہ عبارت اس پر صراحت دلاتی کرتی ہے۔ یہ مقولہ تو شرح جامی میں عارف جامی قدس سرہ السامی کا ہے جو شارح رضی پر رد کرتے ہوئے فرمایا کہ تم کہتے ہو (کم استفہامیہ کی تمیز پر من کا دخول مجھے نہ نثر میں دستیاب ہوا نہ لفظ میں، حالانکہ زمحشری نے آیت مذکورہ میں (کم) کا استفہامیہ ہونا جائز قرار دیا ہے اور اس کی تمیز پر (من) داخل ہے تو نثر میں۔ (کم استفہامیہ) کی تمیز پر من کا دخول موجود ہے اور زمحشری کی کتاب نے بھی جواز کی تصریح کر دی۔

بلکہ عارف جامی قدس سرہ السامی سے پہلے زمحشری کا قول مذکور نقل کر کے سید شریف قدس سرہ اللطیف نے حواشی شرح رضی میں یہ بھی فرمایا کہ علامہ تھتازانی قدس سرہ التورانی نے فرمایا کہ آیت مذکورہ میں بقرینہ (مسئل) یہ کم استفہامیہ ہے نہ خبریہ، جب ثابت ہوا کہ زمحشری کا قول مذکور شارح رضی کے رد میں ذکر کیا گیا ہے تو اس کو شارح رضی کی طرف منسوب کرنا بے عقلی نہیں تو اور کیا ہے۔ مگر ان فاضلان دیوبند سے بے عقلی کی باتیں بعید نہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زیوں شدہ است



قسم دوم

درعوامل معنوی بدانکہ عوامل معنوی بر دو قسم است اول ابتداء یعنی خلوا سم از عوامل لفظی کہ مبتداء و خبر را بر رفع کند چون زَيْدٌ قَائِمٌ و اینجا گویند کہ زَيْدٌ مبتداء است مرفوع بابتداء وَقَائِمٌ خبر مبتداء است مرفوع بابتداء و اینجا دو مذہب دیگر است یکی آنکہ ابتداء عامل است در مبتداء و مبتداء در خبر دیگر آنکہ ہر یکی از مبتداء و خبر عاملست و دیگر دوم خلوا فعل مضارع از ناصب و جازم فعل مضارع را بر رفع کند۔

چون يَضْرِبُ زَيْدٌ يَضْرِبُ مرفوعست زیرا کہ خالی است از ناصب و جازم تمام شد عوامل نحو يَتَوَفَّقِي اللّٰهَ تَعَالٰی وَعَوْنُهُ۔

دوسری قسم عوامل معنوی کے بیان میں۔ جان لو کہ عوامل معنوی دو قسم پر ہیں۔ پہلی قسم ابتدا یعنی اسم کا لفظی عوامل سے خالی ہونا جو مبتداء اور خبر کو رفع کرتا ہے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ۔ اور اسکی ترکیب میں کہتے ہیں کہ زید مبتداء ہے، ابتدا کے سبب مرفوع اور قائم مبتداء کی خبر ہے ابتدا کے سبب مرفوع۔ اور اس کی ترکیب میں دو مذہب اور ہیں۔ ایک یہ کہ ابتدا عامل ہے مبتداء میں اور مبتداء خبر میں۔ اور دوسرا یہ کہ مبتداء و خبر میں سے ہر ایک دوسرے میں عامل ہے۔

دوسری قسم فعل مضارع کا خالی ہونا ناصب اور جازم سے فعل مضارع کو رفع کرتا ہے جیسے يَضْرِبُ زَيْدٌ، اس ترکیب میں يَضْرِبُ مرفوع ہے کیونکہ خالی ہے ناصب اور جازم سے۔ تمام ہوئے نحو کے عوامل، اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے۔

سوال: عامل معنوی اور عامل لفظ کس عامل کو کہتے ہیں؟

جواب: لفظی عامل اس کو کہتے ہیں جس کا زبان سے تلفظ کر سکیں اور اگر اس کا تلفظ نہ ہو سکے تو اس پر دلالت کرنے والے کا تلفظ کر سکیں جیسے (أَنْ) ناصبہ عامل لفظی ہے کہ

بعض صورتوں میں اُس کا تلفظ کرتے ہیں۔ جب کہ یہ مذکور ہوا اور بعض صورتوں میں اس کا تلفظ نہیں ہوتا جبکہ یہ (حسی) وغیرہ کے بعد مقدر ہو لیکن حتی وغیرہ کا تلفظ ہوتا ہے جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔ لہذا یہ عامل لفظی ہوا اور جو عامل ایسا نہ ہو اس کو معنوی عامل کہتے ہیں جیسے ابتدا۔ یعنی اسم فاعل کا عامل لفظی سے خالی ہونا جو مبتدا اور خبر کو رفع کرتا ہے تو یہ خالی ہونا ملحوظ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح فعل مضارع کا نا صب اور جازم سے خالی ہونا ملحوظ نہیں اور یہ نا صب و جازم سے خالی ہونا فعل مضارع کو رفع کرتا ہے۔ نحو یوں کہ نزدیک عامل معنوی بھی دو ہیں، باقی لفظی۔

ترکیب

(زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (قائم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا، اسم فاعل میخدا واحد کر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلائی بر فتح راجع ہوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔

(بضرب) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمیر بارز مرفوع لفظا، میخدا واحد کر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید مارتا ہے یا مارے گا۔

(تمام) خبر مقدم (شد) فعل ماضی مطلق معروف میخدا واحد کر غائب فعل ناقص (عوامل) مضاف (نحو) مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر اسم۔

(یا) حرف جارثی بر کسر (توفیق) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مصدر مضاف (اسم)

جلالت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مرفوع محلا بنا بر فاعلیت ذوالحال (تعالیٰ) فعل
ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر، صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل
پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ
فعلیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلا۔ ذوالحال اپنے حال سے ملکر مضاف الیہ، مضاف
اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ۔

(و) حرف عطف مبنی بر فتح (عون) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مصدر مضاف
(ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور باعتبار محل قریب، مرفوع باعتبار محل
بعید، بنا بر فاعلیت، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے
معطوف سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل ناقص اپنے اسم خبر اور ظرف لغو سے
ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔



خاتمہ

خاتمہ در فوائد متفرقہ کہ دانستن آن واجبست و آن سه فصل ست فصل اول در توابع بدانکہ تابع لفظی است کہ دومی از لفظ سابق باشد با عراب سابق از یک جهت و لفظ سابق را متبوع گویند و حکم تابع آنست کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد و تابع پنج نوع است اول صفت و او تابعیت کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چون جَاءَ نِسِي رَجُلٌ عَالِمٌ یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چون جَاءَ نِسِي رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ یا أَبَوُهُ مثلاً قسم اول درده چیز موافق متبوع باشد در تعریف و تنکیر و تذکیر و تانیث و افراد و ثنیه و جمع و رفع و نصب و جر۔

چون عِنْدِي رَجُلٌ عَالِمٌ وَ رَجُلَانِ عَالِمَانِ وَ رَجَالٌ عَالِمُونَ وَ امْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَ امْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَ نِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز تعریف و تنکیر و رفع و نصب و جر چون جَاءَ نِسِي رَجُلٌ عَالِمٌ أَبَوُهُ بدانکہ نکرہ را بجملة خبریہ صفت توان کرد چون جَاءَ نِسِي رَجُلٌ أَبَوُهُ عَالِمٌ و در جمله ضمیری عائد بکرہ لازم باشد۔

خاتمہ متفرق فوائد کے بیان میں جن کا جاننا واجب ہے اور وہ تین فصل پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل توابع کے بیان میں۔ جان لو کہ تابع وہ لفظ ہے جو پہلے لفظ سے دوسرے مرتبہ میں ہو، پہلے لفظ کے اعتبار کے ساتھ ایک جهت سے۔ اور پہلے لفظ کو متبوع کہتے ہیں۔ اور تابع کا حکم یہ ہے کہ ہمیشہ اعراب میں متبوع کی طرح ہوتا ہے۔ اور تابع پانچ قسم پر ہے، پہلی قسم صفت اور وہ ایسا تابع ہے جو دلالت کرے ایسے معنی پر کہ وہ متبوع میں ہوں جیسے جَاءَ نِسِي رَجُلٌ عَالِمٌ یا ایسے معنی پر جو متبوع کے متعلق میں ہوں جیسے جَاءَ نِسِي رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ یا أَبَوُهُ۔ مثلاً پہلی صفت دس

چیزوں میں متبوع کی طرح ہوتی ہے، معرفہ اور نکرہ ہونے میں اور مذکر اور مؤنث ہونے میں اور مفرد و ثنی و مجموع ہونے میں اور مرفوع و منصوب و مجرور ہونے میں جیسے
عِنْدِي رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرَجَالٌ عَالِمُونَ
وَأَمْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَأَمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ۔

لیکن دوسری قسم متبوع کی طرح صرف پانچ چیزوں میں ہوتی ہے، معرفہ اور نکرہ ہونے میں اور مرفوع و منصوب اور مجرور ہونے جیسے جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبَوُهُ۔

جان لو کہ نکرہ کو جملہ خبریہ کے ساتھ موصوف کیا جاسکتا ہے جیسے جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ عَالِمٌ اور جملہ میں نکرہ کی طرف راجع ہونے والی ضمیر لازم ہوتی ہے۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ پہلی صفت دس چیزوں میں موصوف کی طرح ہوتی ہے اور اس کی مثال یہ پیش فرمائی (عِنْدِي رَجُلٌ عَالِمٌ) اس میں رجل موصوف ہے اور عالم صفت، لیکن دونوں میں دس چیزوں میں مطابقت نہیں۔

جواب: یہ مراد نہیں کہ ہر ترکیب میں یہ دسوں پائی جائیں گی بلکہ مراد یہ ہے کہ صفت اپنے موصوف کے ساتھ موافقت انہیں دس میں ضروری ہے نہ ان کے غیر میں۔ لیکن ان دس میں بعض ایک دوسرے کے مخالف ہیں تو ہر ترکیب میں ان میں سے ایک ہی ہوگا جیسے تعریف و تنکیر ہر ایک دوسرے کے مخالف ہے تو ان میں سے ہر ترکیب میں ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح تذکیر و تانیث ایک دوسرے کے مخالف ہیں تو ہر ترکیب میں ان میں سے ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح افراد و ثنائیہ و جمع، ہر ایک دوسرے کے مخالف ہے تو ہر ترکیب میں ان میں سے ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح رفع و نصب و جر ہر ایک دوسری کے مخالف ہیں، ان میں سے ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح رفع و نصب و جر ہر ایک دوسرے کے مخالف ہے تو ہر ترکیب میں ان میں سے ایک ہی ہوگا۔

نظر برآں ہر ترکیب میں ان میں سے چار پائے جائیں گے۔ چنانچہ

ترکیب مذکور میں چار پائے جارہے ہیں (رجل) موصوف نکرہ (عالم) صفت بھی نکرہ۔ موصوف مذکر ہے، صفت بھی مذکر، موصوف مفرد، صفت بھی مفرد، موصوف مرفوع ہے، صفت بھی مرفوع۔ ان دس کے علاوہ کسی اور چیز میں موافقت ضروری نہیں مثلاً یہ ضروری نہیں کہ کہ موصوف مثنی ہو تو صفت بھی مثنی یا موصوف معرب ہو تو صفت بھی معرب یا موصوف غیر منصرف تو صفت بھی غیر منصرف یا موصوف منصرف ہو تو صفت بھی منصرف۔ اسی طرح دوسری صفت کی موافقت مذکورہ پانچ میں ضروری ہے نہ ان کے غیر میں۔

لیکن ہر ترکیب میں ان میں سے دو ہی پائیں جائیں گی۔ تعریف و تنکیر میں سے ایک اور رفع و نصب و جر میں سے ایک۔ چنانچہ مصنف علیہ الرحمۃ کی پیش کردہ دونوں صفت کی مثالوں میں یہ بات پائی جاتی ہے۔

ترکیب:

(جاء) فعل ماضی معروف مثنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مثنی بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مثنی بر سکون (رجل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا موصوف (عالم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل، مرفوع محلا مثنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ایک علم والا مرد آیا۔

یہ پہلی صفت کی مثال ہے جو موصوف کے ساتھ تنکیر، افراد، تذکیر، رفع میں موافق ہے۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (رجل) بترکیب معلوم موصوف (حسن) مفرد منصرف

صحیح مرفوع لفظا صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر (غلام) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (۵) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی برضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ایک حسین غلام والا مرد آیا۔

یہ دوسری صفت کی مثال ہے جو پانچ مذکورہ چیزوں میں موصوف کے موافق ہے جن میں دو پائی جا رہی ہیں تنگیر اور رفع۔

یا غلامۃ کی جگہ ابوہ رکھ دیں تو (ابوہ) بترکیب معلوم (حسن) صفت مشبہ کا فاعل ہو جائے گا۔ اب یہ دو مثالیں ہو جائیں گی۔ اول میں صفت مشبہ کا فاعل مفرد منصرف صحیح ہے اور دوم میں اسمائے ستہ مکبرہ سے (عند) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً، کسرۃ موجودہ حرکت مناسبت۔

(یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی برسکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا (ثابت) مقدر کا۔ (ثابت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر۔

اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم۔ (رجل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا موصوف (عالم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل، صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ایک دانا مرد ہے۔

(رجلان عالمان) بتقدیر (عندی) کما مرندی ترکیب معلوم مفعول فیہ
ہوا (ثابتان) مقدرا کا (ثابتان) ثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ ثنیہ مذکر اس
میں (ہما) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا ثنی برضم راجع
بسوئے مبتدائے مؤخر (میم) حرف عدا ثنی بر فتح۔

(الف) علامت ثنیہ ثنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے
ملکر خبر مقدم (رجلان) ثنی مرفوع بالف موصوف (عالمان) ثنی مرفوع بالف اسم
فاعل صیغہ ثنیہ مذکر اس میں (ہما) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل
مرفوع محلا ثنی برضم راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے
ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم
سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دو دانا مرد ہیں۔

(عندی) ترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا (ثابتون) مقدرا کا (ثابتون) جمع
مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم، اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (ہم) پوشیدہ جس
میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل، مرفوع محلا ثنی برضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر۔

(میم) علامت جمع مذکر ثنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے
ملکر خبر مقدم (رجال) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظا موصوف (عالمون) جمع مذکر سالم
مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (ہم) پوشیدہ جس میں (ہا)
ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا ثنی برضم راجع بسوئے موصوف (میم) علامت جمع
مذکر ثنی بر سکون اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے
ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دانا مرد ہیں۔

(عنعنی) بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا۔ (ثابتہ) مقدار کا (ثابتہ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ اسم فاعل میضہ واحد مؤنث، اس میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ قائل مرفوع علامتی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، اسم فاعل اپنے قائل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر مقدم۔

(امراة) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ موصوف (عالمة) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ اسم فاعل، میضہ واحد مؤنث اس میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ قائل مرفوع علامتی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے قائل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ایک دانا عورت ہے۔

(عنعنی) بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا (ثابتان) مقدار کا (ثابتان) ثنی مرفوع بالف اسم فاعل میضہ ثنیہ مؤنث اس میں (ہما) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل قائل مرفوع علامتی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر (مبسم) حرف عدا ثنی بر فتح (الف) علامت ثنیہ جنی بر سکون، اسم فاعل اپنے قائل اور مفعول بہ سے ملکر خبر مقدم (امراةان) ثنی مرفوع بالف موصوف (عالمتان) ثنی مرفوع بالف اسم فاعل میضہ ثنیہ مؤنث اس میں (ہما) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل قائل مرفوع علامتی بر ضم راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے قائل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دو دانا عورتیں ہیں۔

(عندی) بترکیب بترکیب مفعول فیہوا (ثابتات) مقدرا (ثابتات) جمع
 مؤنث سالم مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاتی برضم راجح بسوئے مبتدائے
 مؤخر (نون) مشد و علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ
 سے ملکر خبر مقدم (نسوة) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظا موصوف (عالمات) جمع
 مؤنث سالم مرفوع لفظا اسم فاعل، صیغہ جمع مؤنث اس میں (هْن) پوشیدہ جس میں
 (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاتی برضم راجح بسوئے موصوف۔

(نون) مشد و علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح، اسم فاعل اپنے فاعل سے
 ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم
 سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دانا عورتیں ہیں۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (رجل) بترکیب معلوم موصوف (عالم) مفرد منصرف صحیح
 مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر (ابو) اسمائے ستہ مکمرہ سے مرفوع بواو مضاف
 (۵) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاتی برضم راجح بسوئے موصوف، مضاف اپنے
 مضاف الیہ سے ملکر فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت
 سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دانا باپ والا مرد آیا۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (رجل) بترکیب معلوم موصوف (ابو) بترکیب
 معلوم مضاف (۵) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاتی برضم راجح بسوئے
 موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا (عالم) مفرد منصرف صحیح مرفوع
 لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع
 محلاتی بر فتح راجح بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے

ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت مرفوع محلا، موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس ایک مرد آیا جس کا باپ دانا تھا۔

تبیہ ۲۰ تا ۲۱۱:

المصباح المنیر میں صفحہ ۱۳۸ پر اور مہر منیر میں صفحہ ۱۲۹ پر (جاء نسی رجل عالم) کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس ایک عالم آدمی آیا)۔

اقول:

یہ غلط ہے کیونکہ رجل کا ترجمہ آدمی نہیں بلکہ مرد ہے کما مر۔ پھر انہی صفحات پر دونوں نے (جاء نسی رجل حسن غلامہ) کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس ایک شخص آیا جس کا غلام خوبصورت ہے) یہ بدوجہ غلط ہے۔ اولاً اس لئے کہ (رجل) کا ترجمہ (شخص) نہیں۔ ثانیاً اس لئے کہ حسن صفت مشبہ کی اسناد پر اپنے فاعل کی جانب ناقص ہوتی ہے نہ تام۔ اور لفظ ہے اسناد تام کا ترجمہ نہ ناقص کا، کما سبق فی اول الکتاب۔

پھر اول نے صفحہ ۱۳۹ پر اور دوم نے صفحہ ۱۳۱ پر (جاء نسی رجل عالم ابوہ) کا ترجمہ کیا ہے (میرے پاس وہ مرد آیا جس کا باپ عالم ہے) یہ بیک وجہ غلط ہے کہ (عالم) اسم فاعل کی اسناد بھی اپنے فاعل کی طرف ناقص ہوتی ہے۔ تو اس اسناد کا ترجمہ بھی (ہے) نہیں ہو سکتا ہے۔ البتہ فحوئے

گاہ باشد کہ کودک ناداں

بغلط بر ہدف زند تیر

اس مثال میں (رجل) کا ترجمہ دونوں صاحبان صحیح کر گئے ہیں۔

ناظرین! ہمارا یہ کہنا کہ غلط سے صحیح ترجمہ کر گذرے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ

اس کے بعد کی مثال (جاء نی رجل ابوه عالم) کا ترجمہ دوم نے یہ کیا ہے (میرے پاس ایک شخص آیا جس کا باپ عالم ہے) اور گزشتہ مثالوں میں دونوں صاحبان نے (رجل) کا ترجمہ (شخص) اور (آدی) کیا ہے، پھر دونوں نے اس مثال کی ترکیب میں (ابوہ) مقدم کو (عالم) مؤخر کا فاعل قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملّا
حال طفلان زبوں شدہ است

دوم تاکید و او تاجیست کہ حال متبوع را مقرر گرداند و نسبت یاد ر شمول تا سماع را شک نماوند تاکید بر دو قسم است لفظی و معنوی تاکید لفظی بتکرار لفظ است چوں زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ وَضَرْبٌ ضَرْبٌ زَيْدٌ وَانَّ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ و تاکید معنوی بہشت لفظ ست نَفْسٌ وَعَيْنٌ كَلَاوِ كَلْنَا وَكُلٌّ وَاجْمَعٌ وَابْتَعٌ وَابْتَعٌ چوں جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ نَفْسُهُ وَجَاءَ نَبِيٌّ الزَّيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا وَجَاءَ نَبِيٌّ الزَّيْدُونَ اَنْفُسُهُمْ وَعَيْنٌ زَابِرِينَ قِيَّاسٍ كُنْ وَجَاءَ نَبِيٌّ اَلْزَّيْدَانِ كَلَامًا وَ اَلْهِنْدَانِ كَلْنَا هُمَا وَكَلَاوِ كَلْنَا خَاصِدٌ بَشِيٍّ وَجَاءَ نَبِيٌّ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُونَ وَ اَكْتَعُونَ وَابْتَعُونَ وَابْتَعُونَ بَدَا كَلَهُ اَكْتَعُ وَابْتَعُ وَابْتَعُ اَتَا عِنْدَهُ اَجْمَعُ بَلَسْ بَدَوْنَ اَجْمَعُ و مقدم بر اَجْمَعُ نباشد۔

دوسری قسم تاکید اور وہ ایسا تابع ہے جو متبوع کے حال کو پختہ کر دے نسبت میں یا شمول میں تاکہ سماع کو شک نہ رہے اور تاکید دو قسم پر ہے لفظی اور معنوی۔ تاکید لفظی لفظ کو دوبارہ ذکر کرنے سے ہوتی ہے جیسے زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ وَضَرْبٌ ضَرْبٌ زَيْدٌ وَانَّ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ۔ اور تاکید معنوی آٹھ لفظ سے ہوتی ہے نَفْسٌ وَعَيْنٌ كَلَاوِ كَلْنَا وَكُلٌّ وَاجْمَعٌ وَابْتَعٌ وَابْتَعٌ جیسے جَاءَ نَبِيٌّ

زَيْدٌ نَفْسُهُ وَجَاءَ بِي الزَّيْدَانِ أَنْفُسُهُمَا وَجَاءَ بِي الزَّيْدُونَ أَنْفُسَهُمْ
وَعَيْنٌ كَوَاسٍ بِرَقِاسٍ كَرَوَارٍ جَاءَ بِي الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا وَالْهِنْدَانِ
كِلْتَاهُمَا وَكِلَاوِ كِلْتَا خَاصٍ هِيَ شَيْءٌ كَسَاتِهَا وَجَاءَ بِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ
وَكَتَبُوا وَابْتَعُوا وَابْتَعُوا جَانِ لَوْ كَذَبُوا وَابْتَعُوا وَابْتَعُوا تَالِحٌ هِيَ أَجْمَعُ
كے۔ پس بغیر اجمع کے اور مقدم الجمع پر نہیں ہوتے۔

سوال: تاکید متبوع کے حال کو نسبت میں پختہ کرتی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟
جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ تاکید متبوع کے منسوب الیہ ہونے کو پختہ کرتی ہے
جیسے زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ۔ میں (زید) اول منسوب الیہ ہے۔ (زید) ثانی نے اس کے
منسوب الیہ ہونے کو سننے والے کے نزدیک پختہ کر دیا یا اس معنی کہ زید ثانی نے یہ
بتایا کہ قائم مذکور کا منسوب الیہ زید ہی ہے کوئی اور نہیں یا متبوع کے منسوب ہونے
کو پختہ کرتی ہے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ قَائِمٌ میں (قائم) اول منسوب ہے (قائم) ثانی
نیاس کے منسوب ہونے کو سننے والے کے نزدیک پختہ کر دیا یا اس معنی کہ (قائم) ثانی
نے بتایا کہ (زید) مذکور کا منسوب (قائم) ہی ہے کوئی اور نہیں۔

سوال: شمول میں پختہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟
جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ متبوع اگر اقرار والا ہے تو تاکید سے متبوع کے تمام
افراد کو شامل ہونے کی پختگی حاصل ہوتی ہے جیسے الْإِنْسَانُ كُلُّهُ حَيَوَانٌ
میں (الانسان) تمام افراد کو شامل ہے۔ لفظ (کل) نے اس شمول کی پختگی کر دی
اور اگر متبوع اجزاء والا ہے تو متبوع کے تمام اجزاء کو شامل ہونے کی پختگی حاصل ہوتی
ہے جیسے جَاءَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ میں (القوم) کل اجزاء کو شامل ہے لفظ (کل) نے اس
شمول کو پختہ کر دیا۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ نے تاکید کی تعریف کے بعد فرمایا (و تاکید بردو قسم

است) اور چاہیے یہ تھا کہ یوں فرماتے (واو) بردو قسم است) یعنی بجائے لفظ (تاکید) ضمیر (او) لاتے۔

کیونکہ تاکید کا پہلے ذکر آچکا اور جب کسی چیز کو ایک مرتبہ ذکر کرنے کے بعد دوبارہ ذکر کیا جاتا ہے تو اس کو بنظر تخفیف ضمیر سے ذکر کیا کرتے ہیں تو بجائے ضمیر (او) لفظ (تاکید) ذکر کرنے میں کیا نکتہ ہے؟

جواب: بجائے ضمیر لفظ (تاکید) ذکر کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ تاکید جس کو دو قسم پر بتایا جا رہا ہے وہ نہیں ہے جو پہلے مذکور ہو چکی کہ وہ تو اصطلاحاً حاصراً اسم ہوتی ہے جو نسبت یا شمول کی پختگی پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ اسم، فعل، حرف سب کو شامل ہے۔ اسی واسطے آئندہ تینوں کی مثالیں بیان فرمائی ہیں اور اگر (واو) بردو قسم است) فرماتی تو اس ضمیر مرجع تاکید مذکور ہوتی ہو نسبت یا شمول کی پختگی پر دلالت کرتی ہے۔

اس تقدیر پر (اِنَّ اِنْ زَيْدًا قَاتِلًا) کا ذکر کرنا درست نہ ہوتا کہ (اِنْ) ثانی نہ نسبت کی پختگی پر دلالت کرتا ہے نہ شمول کی پختگی پر کیونکہ (اِنْ) اول نہ منسوب الیہ ہے نہ منسوب۔ حتی کہ (اِنْ) ثانی اس کے منسوب الیہ یا منسوب ہونے کی پختگی پر دلالت کرے نہ (اِنْ) اول کے افراد ہیں نہ اجزاء جیسے (انسان) اور (قوم) کے ہوتے ہیں۔ حتی کہ (اِنْ) ثانی شمول افراد یا شمول اجزاء کی پختگی پر دلالت کرے۔ پس لازم آتا ہے کہ تاکید کی تعریف مذکور جامع نہ ہو۔ اسی واسطے (واو) بردو قسم است) نہ فرمایا۔ ہذا ما یحظر بالبال واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

سوال: تاکید کو لفظی اور معنوی کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: لفظی منسوب ہے لفظ کی طرف۔ یعنی لفظ والی چونکہ یہ تکرار لفظ سے حاصل ہوتی ہے، اسلئے لفظی کہتے ہیں اور معنوی منسوب ہے معنی کی طرف یعنی معنی والی چونکہ

یہ بلا حظہ معنی حاصل ہوتی ہے اس لئے معنوی کہتے ہیں۔

ترکیب:

(زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا (زید) ثانی تاکید قائم
مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل
پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے
ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید زید کھڑا ہے۔

(ضرب) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (ضرب) ثانی
تاکید (زید) ترکیب معلوم فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: مارا مارا زید نے۔

(ان) حرف مشبہ بالفعل مبنی بر فتح (ان) ثانی تاکید (زید) مفرد منصرف صحیح
منصوب لفظا اسم (قائم) ترکیب معلوم خبر (ان) اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ
ہوا۔

ترجمہ: بیشک بیشک زید کھڑا ہے۔

(جاء فی) ترکیب معلوم (زید) ترکیب معلوم مؤکد (نفس) مفرد منصرف
صحیح مرفوع لفظا مضاف (ہ) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم، راجع
بسوئے مؤکد، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید، مؤکد تاکید سے ملکر فاعل، فعل
اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس خود زید آیا۔

(جاء فی) ترکیب معلوم (الزیدان) ثنی مرفوع بالف مؤکد (انفس) جمع
مکسر منصرف مرفوع لفظا مضاف (ہما) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم

راجع بسوئے موکد۔

(میم) حرف عماوٹی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید، موکد تاکید سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دونوں زید آئے۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (الزیدون) جمع مذکر سالم مرفوع بواو اما قبل مضموم موکد (انفس) بترکیب معلوم مضاف (هم) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے موکد (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید، موکد اپنی تاکید سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس سب زید خود آئے۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (الزیدان) بترکیب معلوم موکد (کلا) مرفوع باللف مضاف (هما) میں (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم، راجع بسوئے موکد (میم) حرف عماوٹی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دونوں زید آئے۔

(جاء نی) مقدر بترکیب معلوم (هندان) ثنی مرفوع باللف موکد (کلتا) مرفوع باللف مضاف (هما) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم، راجع بسوئے موکد (میم) حرف عماوٹی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید، موکد اپنی تاکید سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس دونوں ہند آئیں۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (القوم) مفرد منصرف صحیح مرفوع
 لفظ موکد (کل) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظ مضاف (ہم) میں (ہا) ضمیر مجرور متصل
 مضاف الیہ مجرور محلہ مثنیٰ برضم راجع بسوئے موکد (مبہم) علامت جمع مذکر مثنیٰ بر سکون
 مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید اول (اجمعون) جمع مذکر سالم مرفوع
 بواو ماقبل مضموم معطوف علیہ، (واو) حرف عطف مثنیٰ بر فتح (ابصعون) جمع مذکر سالم
 مرفوع بواو ماقبل مضموم معطوف (واو) حرف عطف مثنیٰ بر فتح (ابصعون) جمع مذکر سالم
 مرفوع بواو ماقبل مضموم معطوف (واو) حرف عطف مثنیٰ بر فتح (ابصعون) جمع
 مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم معطوف (اجمعون) معطوف علیہ اپنے معطوفات
 سے ملکر تاکید دوم، موکد اپنی دونوں تاکید سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ
 سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس کل سب کی سب ساری قوم آئی۔

تنبیہ ۲۱۲ تا ۲۱۳:

المصباح المنیر صفحہ ۱۴۲ میں (جاء تنسی الہندان کلثامہما) کا ترجمہ
 کیا ہے (دونوں ہند میرے پاس آئیں)۔

اقول:

یہ بدو وجہ غلط ہے۔ اولاً اس لئے کہ (ہندان) تنبیہ (ہند) کا ہے نہ
 (ہندہ) کا۔ کافیہ میں (فہند منصرف) اسی ہند کا تنبیہ ہے (ہندان) تو ترجمہ میں
 (ہندہ) کہنا غلط ہوا۔ ثانیاً اس لئے کہ دو کے لئے (آئی) کہنا درست نہیں بلکہ
 (آئیں) کہا جائے گا۔

ان فاضل دیوبند کی اردو بھی صحیح نہیں۔ اگر کافیہ یاد ہوتا اور اردو باقاعدہ

پڑھی ہوتی تو ایسے اغلاط میں آلودہ نہ ہوتے۔ سچ ہے کہ
 یہ ہی کتب و ہی مٹا
 حال طفلان زبوں شدہ است

فصل:

سوم بدل واو تاجعیت کہ مقصود بہ نسبت او باشد و بدل بر چہار قسم است بدل
 الکل و بدل الاشتمال و بدل الغلط و بدل البعض بدل الکل آنست کہ مدلولش مدلول
 مبدل منہ باشد چوں جَاءَ نَبِیٌّ زَیْدًا خَوْکَ و بدل البعض آنست کہ مدلولش
 جز و مبدل منہ باشد چوں ضُرِبَ زَیْدًا مَئۃً و بدل الاشتمال آنست کہ مدلولش متعلق
 بمبدل منہ باشد چوں مُسَلِّبَ زَیْدًا قَوْبۃً و بدل الغلط آنست کہ بعد از غلطی
 دیگر یاد کنند چوں مَرَوْتُ بِوَجْہِ جِمَارٍ۔

تیسری قسم بدل، آوردہ ایسا تابع ہے جو مقصود بہ نسبت ہو۔ اور بدل چار قسم
 پر ہے۔ بدل الکل و بدل الاشتمال و بدل الغلط و بدل البعض۔ بدل الکل وہ اسم تابع
 ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو جیسے جَاءَ نَبِیٌّ زَیْدًا خَوْکَ۔ اور بدل البعض
 وہ اسم تابع ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا جزء ہو جیسے ضُرِبَ زَیْدًا مَئۃً۔ اور بدل
 الاشتمال ایسا اسم تابع ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا متعلق ہو جیسے مُسَلِّبَ زَیْدًا قَوْبۃً
 اور بدل الغلط ایسا اسم تابع ہے جس کو غلطی کے بعد دوسرے لفظ سے ذکر کریں جیسے
 مَرَوْتُ بِوَجْہِ جِمَارٍ۔

ترکیب:

(جاء نسی) ترکیب معلوم (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبدل
 منہ (اخو) اسمائے متکبرہ سے مرفوع بواو مضاف (کاف) ضمیر مجرور متصل
 مضاف الیہ مجرور محلا مثنیٰ بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بدل الکل، مبدل منہ

اپنے بدل اکل سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میرے پاس زید تیرا بھائی آیا۔

(ضرب) فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف۔

(ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبدل منہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل البعض سے ملکر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: پٹا گیا زید اس کا سر۔

(سلب) فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبدل منہ
(ثوب) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبدل منہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بدل الاشتمال، مبدل منہ اپنے بدل الاشتمال سے ملکر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: کھینچا گیا زید اس کا کپڑا۔

(مورد) ترکیب معلوم (با) حرف جار مبنی بر کسر (رجل) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مبدل منہ (حمار) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا بدل الغلط مبدل منہ اپنے بدل الغلط سے ملکر مجرور، جار مجرور ظرف لغو، فعل اپنے اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں ایک مرد کے پاس سے گذرا (بلکہ) گدھے کے پاس سے۔

تنبیہ ۲۱۲:

المصباح المنیر صفحہ ۱۴۴ میں اور مہر منیر صفحہ ۱۳۵ میں (مردت برجل حمار میں واقع (رجل) کا ترجمہ (فخص) اور (آدی) کے ساتھ کیا ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے بلکہ اس کا ترجمہ (مرد) کا سلف۔ سچ ہے کہ
یہ ہی مکتب و ہی ملا
حال طفلان زیوں شدہ است

فصل:

چہارم عطف بحرف واو تابعیت کہ مقصود باشد بہ نسبت بامتبوع
بعد از حرف عطف چوں جَاءَ نَبِیْ زَیْدٌ وَعَمْرُوْہُ و حرف عطف وہ است در فصل سوم
یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ و اور اعطف نق نیز گویند۔

چوتھی قسم معطوف بحرف اور وہ ایسا اسم تابع ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ
حرف عطف کے بعد نسبت سے مقصود ہو جیسے جَاءَ نَبِیْ زَیْدٌ وَعَمْرُوْہُ۔ اور حرف
عطف دس ہیں، تیسری فصل میں ذکر کریں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اور اس
کو عطف نق بھی کہتے ہیں۔

(عطف بحرف) میں (عطف) مصدر بمعنی (معطوف) اسم مفعول
ہے۔ کیونکہ اس کے بعد مصنف علیہ الرحمۃ نے جو تعریف بیان فرمائی ہے یعنی
(واو تابعیت الخ) وہ معطوف بحرف کی ہے نہ (عطف بحرف) بمعنی مصدر کی
نظر برآں تابع مذکور کا اسم نام ہو (عطف بحرف)۔

پھر مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تابع مذکور (عطف نق) بھی کہتے
ہیں۔ اس میں بھی (عطف) بمعنی (معطوف) ہے اور (نق) بمعنی منسوق۔ یعنی

مرتب، اور یہ مرکب تو صیغی ہے۔ اب معنی یہ ہوئے معطوف مرتب اور مرتب وہ چیز جو اپنے رتبہ پر رکھی گئی ہو اور اس معطوف کا اپنے رتبہ پر ہونا بایں معنی کہ اپنے متبوع سے مؤخر ہوتا ہے کیونکہ تابع کا رتبہ متبوع سے متاخر ہے۔ بایں وجہ اس کو (عطف نسق) کے ساتھ موسوم کیا گیا۔

یہ وجہ دوسرے توابع میں بھی پائی جاتی ہے لیکن وجہ تسمیہ میں اطراد و انعکاس نہیں ہوتا۔

لہذا یہ سوال وارد نہ ہوگا کہ وجہ مذکور دوسرے توابع میں بھی پائی جاتی ہے۔
نظر برآں اُن کو بھی (عطف نسق) کے ساتھ موسوم کیا جائے۔ ہذا مایہ حطر بالبال
واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

اور حاشیہ ملا عبد الغفور علیہ الرحمۃ سے مفہوم ہوتا ہے کہ عطف نسق میں نسق بمعنی طریقہ ہے کہ لغت میں اس کے یہ معنی بھی آتے ہیں۔ بریں تقدیر یہ مرکب اضافی ہوا۔ اور مراد یہ کہ ایک طریقہ والا معطوف۔ یعنی وہ معطوف جو اپنے متبوع کے ساتھ ایک طریقہ پر ہو اور وہ ایک طریقہ یہ ہے کہ دونوں نسبت سے مقصود ہوتے ہیں۔

ترکیب:

(جاء نی) (ترکیب معلوم (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف
علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (عمرو) مفرد منصرف مرفوع لفظا معطوف، معطوف
علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ
ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس زید اور عمرو آئے۔

پنجم عطف بیاں واو تابعیت غیر صفت کہ متبوعش راروشن گرداند چوں
 اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ وَفَتِيْكَ بِلَعْلَمٍ مَّشْهُورٍ تَرَبَّاشْدُو جَاءَ نَبِيُّ
 زَيْدٌ اَبُو عُمَرُ وَفَتِيْكَ بِلَعْلَمٍ مَّشْهُورٍ تَرَبَّاشْدُو۔

پانچویں قسم عطف بیان اور وہ ایسا اسم تابع غیر صفت ہے جو اپنے متبوع
 کو واضح کرے جیسے اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ۔ یہ جبکہ معطوف علیہ کنیت کے
 ساتھ زیادہ مشہور ہے۔

سوال: کنیت کس کو کہتے ہیں؟

جواب: (علم) جس کی تعریف گذر گئی۔ نحو یوں کی اصطلاح میں اس کی تین قسمیں
 ہیں۔

اگر اس کے شروع میں لفظ (اب) یا (ابن) یا (ام) یا (بنت) تو اس
 کو (کنیت) کہتے ہیں ورنہ اگر اس سے مدح یا ذم مقصود ہو تو اس کو (لقب) کہتے
 ہیں۔ ورنہ اگر مدح یا ذم مقصود نہیں تو اس کو (اسم) کہتے ہیں۔ اور جب لفظ علم لقب
 یا کنیت کے مقابل بولا جائے تو اس سے مراد تیسری قسم ہوتی ہے۔ جیسے یہاں
 پر مصنف علیہ الرحمۃ نے کنیت کے مقابل استعمال فرمایا ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی (عمر) ہے اور کنیت (ابو حفص) جس کے ساتھ آپ کو سید عالم
 ﷺ نے موسوم فرمایا تھا۔ اور (حفص) بمعنی (بچہ شیر)۔ آپ نہ نسبت اسم کے ساتھ
 زیادہ مشہور تھے۔ اسی واسطے اسم گرامی کو عطف بیان قرار دیا گیا۔ (اَقْسَمَ بِاللّٰهِ
 اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ) یہ ایک اعرابی کا قول ہے جس نے خدمت والا میں حاضر ہو کر سوای
 طلب کی تھی۔ یہ کہہ کر کہ میری اونٹنی لاغر ہے اور اُس کے سم گھس گئے، پشت زخمی
 ہوگئی۔ آپ نے اس کے بیان کو غلط سمجھ کر فرمایا: بخدا تیری اونٹنی کہ سم گھسے ہیں نہ پشت
 زخمی ہوئی ہے۔ اپنی اس اونٹنی پر سوار ہو کر جاؤ تمہیں ہم سے سواری طلب کرنے کی

ضرورت نہیں۔ وہ اعرابی مایوس ہو کر واپس ہو گیا۔ راستے میں اونٹنی کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے کہنے لگا:

أَقْسِمُ بِاللّٰهِ أَبُوحَفْصٍ عَمَرَ
مَامَسَّهُ أَنْقَبَ وَلَا ذَبَرَ
إِغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ فَجَرٌ

یعنی ابو حفص عمرؓ نے اللہ کی قسم کھائی کہ نہ اونٹنی کے سُم گھسے ہیں نہ پشت زخمی ہوئی ہے۔ اے اللہ ان کی مغفرت فرما اگر ان کی قسم غلط بات پر ہو۔ سامنے سے حضرت فاروق اعظمؓ تشریف لا رہے تھے۔ جب اُس کا یہ قول سنتے (إِغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ فَجَرٌ) تو فرماتے (اللَّهُمَّ صَدِّقْ صَدِّق) یعنی اے اللہ بیان ان مذکور میں اس کے صدق کو ظاہر فرما دے۔

یہاں تک کہ دونوں کی ملاقات ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا اپنی اونٹنی سے سامان اتار دو۔ جب سامان اترا تو دیکھا کہ پشت زخمی ہے اور اونٹنی لاغر ہے، پھر اس کو سواری بھی عطا فرمائی اور زاد راہ بھی دیا اور کپڑے بھی مرحمت فرمائے۔

لقب کے معنی ہیں (گھس جانا) چوپایوں کے سموں کا۔ اور (دبر) جمع (دبرۃ) کی امام فراء کے نزدیک، جس کے معنی ہیں زخم جو چوپاؤں کی پشت میں پڑ جاتا ہے۔ آپؐ نے بروز پنج شنبہ ۲۸ ذی الحجہ بمقام مدینہ منورہ ۶۳ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

(زید) بن ارقم ایک جلیل القدر صحابی کا اسم گرامی ہے۔ ان کی کنیت ابو عمر ہے، اسی کے ساتھ زیادہ مشہور تھے۔ اسی واسطے کنیت کو مثال مذکور میں عطف بیان فرما دیا۔ (غزوہ مریح) سے فارغ ہو کر سید عالم ﷺ نے ایک کنویں کے پاس قیام فرمایا۔ وہاں یہ واقعہ پیش کہ حضرت فاروق اعظمؓ کے اخیر (حجۃ) غفاری اور ابن ابی منافق کے حلیف (سنان جہنی) کے درمیان جنگ ہو گئی۔ (حجۃ) نے مہاجرین

کو پکارا اور (سان) نے انصار کو۔ اُس وقت ابن ابی منافق نے نبوی شان میں گستاخانہ کلمات کہے اور کہا کہ مدینہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذیلیوں کو نکال دیں گے اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم اپنا پس خوردہ ان کو نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں۔ اب ان پر کچھ خرچ نہ کرو تا کہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں۔ یہی زید بن ارقم تھے جن کو یہ بکواس سن کر تاب نہ رہی اور ابن ابی منافق سے فرمایا کہ تو ہی ذلیل ہے، اپنی قوم میں بغض ڈالنے والا۔ اور سید عالم ﷺ کے سر پر تاج معراج ہے۔ اللہ عزوجل نے انہیں عزت بخشی ہے۔ یہ منافق بولا کہ چپ رہو میں تو ہنسی سے کہا تھا۔ حضرت زید نے اس کی گستاخانہ گفتگو نبوی خدمت میں نقل فرمائی۔ اس کو بلا کر دریافت کیا گیا تو مکر گیا۔ اللہ عزوجل نے سورہ منافقون میں حضرت زید بن ارقم کی تصدیق نازل فرمائی:

يَقُولُونَ لَيْنَا رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ

یعنی کہتے ہیں (منافقین) ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور بڑی عزت والا اُس سے نکال دے گا نہایت ذلت والے کو۔

آپ نے بمقام کوفہ بزمانہ (مختار) ۶۶ھ یا ۶۸ھ میں وصال فرمایا۔

ترکیب:

(اقسم) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (با) حرف جار مبنی بر کسر (اسم جلال) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر ظرف لغو (ابو حفص) کنیت، جس کا جز اول مرفوع بواو اور جز ثانی مشغول باعراب سابق معطوف علیہ (عمر) غیر منصرف مرفوع لفظاً عطف بیان۔ معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: ابو حفص عمر نے اللہ کی قسم کھائی۔

(مَاسَّس) میں (ما) تانیہ مبنی بر سکون (مَسَّس) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح
 (هـ) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلای مبنی بر سکون راجع بسوئے ناقصہ
 اعرابی (نَقَبَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح
 (لا) زائدہ مبنی بر سکون (دبـ) اسم جنس مفرد منصرف صحیح اور برنہ ہب امام فرامع
 مکسر منصرف کہ وہ اسم جنس کو جمع فرماتے ہیں۔ کذا فی نوادر الاصول۔ مرفوع
 لفظا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر قائل، فعل اپنے قائل اور مفعول بہ
 سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم ہو قسم مقدر (واللہ) کا جس کی ترکیب معلوم۔
 (اغفر) امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس میں (انت) پوشیدہ
 جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل قائل مرفوع محلای مبنی بر سکون (نا) علامت خطاب مبنی
 بر فتح (لام) حرف جار مبنی بر فتح (ها) ضمیر مجرور متصل مجرور محلای مبنی بر ضم راجع بسوئے
 (عمر)۔ جار مجرور ملکر ظرف لغو۔

فعل اپنے قائل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب
 ندا ہوا مقدم (اللہم) میں (ام جلال) منادی مفرد معروف مبنی بر ضم منصوب محلای مفعول
 بہ (میم) مشدّد عوض حرف ندا (یا) جو قائم مقام (ادعو) جس کی ترکیب معلوم، فعل
 اپنے قائل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(ان) حرف شرط مبنی بر سکون (کان) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح فعل ناقص
 مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ اسم مرفوع
 محلای مبنی بر فتح راجع بسوئے عمر۔ اور (فجر) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ
 واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ قائل مرفوع محلای مبنی بر فتح
 راجع بسوئے اسم کان، فعل اپنے قائل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر منصوب محلا، فعل
 ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ جس کی جزا بقریہ سابق

محذوف۔ شرط مذکور اپنی جزائے محذوف سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔
 (جساء نی) بترکیب معلوم (زید) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف
 علیہ (ابو عمر) کنیت جس کا جز اول مرفوع بواو اور جز و ثانی مشغول باعراب سابق
 عطف بیان۔ معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے ملکر قاعِل، فعل اپنے قاعِل اور مفعول
 بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
 ترجمہ: میرے پاس زید ابو عمر آئے۔

تنبیہ ۲۱۵ تا ۲۱۸:

مہر منیر صفحہ ۱۳۷ میں اعرابی مذکور کے قول بابت اوٹنی (نقباء) کا ترجمہ
 کیا ہے کہ (پیروں میں سوراخ ہو گئے ہیں)۔

اقول:

(نقباء) کے ترجمہ میں یہاں پر (سوراخ) کہنا غلط ہے۔ یہ نقب سے شتق
 ہے جس کے معنی یہاں پر ہیں۔ (سودہ و تنک شدن پہل ستور) یعنی چار پائے کے سم
 کا گھس جانا اور پتلا پڑ جانا۔ یہ اُس نقب سے شتق نہیں جو نقب زنی میں ہے۔ نہ معلوم
 کس مناسبت کی بناء پر ان فاضل دیوبند کا ذہن اس طرف منتقل ہو گیا۔ پھر لکھا ہے کہ
 اُس اعرابی کے اس بیان پر کہ میری اوٹنی لاغر ہے پشت زخمی ہو گئی سم کھس گئے ہیں
 فاروق اعظم نے فرمایا (خدا کی قسم تو جھوٹا ہے) یہ بھی غلط ہے۔ انہوں نے یہ
 فرمایا تھا (واللہ لیس لہا نقب و دبیر) یعنی بخدا نہ اس کے سم میں سودگی ہے نہ
 پشت میں زخم۔ کما فی حاشیة الجمال علی شرح العجاسی قدس
 سرہما السامی۔

دونوں میں کیا فرق ہے مگر جو الہی اور نبوی تو ہیں کے خوگر ہوں ان کو یہ فرق
 کیسے نظر آ سکتا ہے۔ پھر (اللہم صدق صدق) کا ترجمہ کیا ہے (خدا یا اعرابی

کو سچا کر دے) یہ بھی غلط ہے کہ اعرابی تو اپنے قول مذکور میں سچا تھا ہی، سچے کو سچا کرنا کیا معنی۔

یہ تو (طلب حاصل) ہوئی اور حاصل کی طلب باطل۔ کما لایخفی علی العاقل۔ اس کے معنی ہیں حق کی حقیقت کا اظہار اور ابطال باطل کے معنی باطل کے بطلان کا اظہار۔ ورنہ حق کے معنی ہی ہیں (ثابت) پھر اس کا اثبات تحصیل حاصل ہوا جو باطل ہے۔ اسی طرح ابطال باطل از قبیل تحصیل حاصل۔ مگر یہ فاضل دیوبند ان باریکیوں کے سمجھنے سے غافل نہیں بلکہ عاقل۔

بکھر (مہر میر) میں اسی صفحہ پر اور المصباح المہر میں صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶ پر (اغفر لہ اللہم ان کان فجور) کا ترجمہ کیا ہے (خدایا ان کو بخش دے اگر انہوں نے جھوٹی قسم کھائی ہو) یہ یہاں غیر مناسب ہے کہ قسم جھوٹی نہیں ہوتی۔

وجہ یہ کہ قسم جملہ انشائیہ ہوتی ہے اور جملہ انشائیہ میں نہ صدق کا احتمال ہوتا ہے نہ کذب کا۔ مصنف علیہ الرحمۃ شروع نحو میر میں بیان فرما چکے ہیں کہ قسم جملہ انشائیہ کی قسم ہے۔ کہنا یوں تھا (اگر انہوں نے جھوٹ پر قسم کھائی) کیونکہ قسم جواب قسم پر کھائی جاتی ہے۔ وہ جھوٹا ہو سکتا ہے بشرطیکہ جملہ خبریہ ہو مگر یہ فاضلان دیوبند امکان کذب کے قائل ہو کر جھوٹ سے اتنے زیادہ مانوس ہو گئے ہیں کہ جس میں جھوٹ کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی اس کی جانب بھی جھوٹ کو منسوب کر دیتے ہیں۔ پھر دونوں نے مذکورہ صفحات پر مثال ثانی کی ترکیب میں (ابو عمر) کو مرکب اضافی قرار دیا ہے، یہ بھی غلط ہے کیونکہ (ابو عمر) کنیت ہے اور کنیت علم کی قسم ہے اور علم معرفہ کی قسم ہے اور معرفہ اسم کی قسم ہے اور اسم کلمہ کی قسم ہے اور کلمہ میں افراد معتبر ہے تو کلمہ مفرد ہوا۔ پس اُس کی قسم اسم بھی مفرد اور اسم کی قسم معرفہ بھی مفرد اور معرفہ کی قسم علم بھی مفرد اور علم کی قسم کنیت بھی مفرد۔

لہذا مرکب اضافی کہنا باطل ہوا۔ اتنا بھی نہ سوچا کہ مرکب اضافی کا جزو معنی مقصود کے جزو پر دلالت کیا کرتا ہے ورنہ وہ سرے سے مرکب ہی نہ ہوگا کہ مرکب میں جزو لفظ کی دلالت جزو معنی مقصود پر معتبر ہے جس کو مبتدی طلبہ بھی جانتے ہیں۔ اب یہ فاضلان دیوبند بتائیں کہ بحالت کنیت ابو عمر اگر مرکب اضافی ہے اور اس کے جزو دو ہی ہیں (ابو) اور (عمر) تو (ابو) معنی مقصود کے کون سے جزو پر دلالت کرتا ہے اور عمر کون سے جزو پر۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

فصل دوم در بیان منصرف و غیر منصرف آنست کہ پنج سبب از اسباب منع صرف درو نباشد و غیر منصرف آنست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشند و اسباب منع صرف نہ است عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل و الف و نون مزید تان چنانچہ در غَمَرُ عدلست و عَلِمَ و در ثُلُث و مَثَلُ صفت است و عدل و در طَلْحَةُ تانیث ست و عَلِمَ و در زَيْنَبُ تانیث معنوی است و عَلِمَ و در حُبْلَى تانیث ست بالف مقصورہ و در حَمْرَاءُ تانیث است بالف ممدودہ و این مؤنث بجائی دو سبب ست و در اَبْرَاهِيمُ عجمہ است و عَلِمَ و در مَسَاجِدُ و مَصَابِيحُ جمع منتہی المجموع بجائی دو سبب ست و در بَغْلَبَكُ ترکیب ست و عَلِمَ و در اَحْمَدُ وزن فعلست و عَلِمَ و در مَسْكُوْنُ الف و نون زائد تان ست و وصف و در عُفْمَانُ الف و نون زائد تانست و عَلِمَ و تحقیق غیر منصرف از کتب دیگر معلوم شود۔

دوسری فصل بیان میں منصرف اور غیر منصرف کے۔ منصرف وہ اسم ہے جس میں جوئی سبب (موخر) منع صرف کے اسباب سے نہ ہو اور غیر منصرف وہ اس ہے جس میں دو سبب منع صرف کے اسباب سے ہوں اور اسباب منع صرف تو ہیں عدل

اور وصف اور تانیث اور معرفہ اور عجمہ اور جمع اور ترکیب اور وزن فعل اور الف نون زائد جیسے عمر میں عدل ہے اور علم اور ثلث اور مثلث میں صفت ہے اور عدل اور طحہ میں تانیث ہے اور علم اور زینب میں تانیث معنوی ہے اور علم اور جلی میں تانیث بالف مقصورہ ہے حمراء میں تانیث ہے الف مدودہ کے ساتھ اور یہ مؤنث دو سبب کے قائم مقام ہوتی ہے اور ابراہیم میں عجمہ ہے اور علم اور مساجد و مصانع میں جمع منتہی الجموع قائم مقام دو سبب کے ہے اور بعلبک میں ترکیب ہے اور علم اور احمد میں وزن فعل ہے اور علم اور سکران میں الف و نون زائد ہیں اور وصف اور عثمان میں الف و نون زائد ہیں اور علم اور تحقیق غیر منصرف کی دوسری کتابوں سے معلوم ہوگی۔

اعراب غیر منصرف کے بیان میں ان فاضلان دیوبند نے بعض غلطیاں کی تھیں جن سے طلبہ گمراہ ہو رہے تھے نظر برآں ہم نے وہاں پر اسباب منع صرف کی بقدر ضرورت تفصیل کر دی تاکہ طلبہ گمراہی سے محفوظ ہو جائیں ورنہ اسباب کی تعریف اور شرائط وغیرہ کے لئے بقول مصنف علیہ الرحمۃ کتب آئندہ ہیں۔

فصل سوم در حروف غیر عاملہ و آن شازدہ قسم است اذل حروف تنبیہ و آن سہ است آلا و اما و ہا۔

تیسری فصل غیر عامل حروف کے بیان میں اور وہ سولہ قسم پر ہیں پہلی قسم حروف تنبیہ اور وہ تین ہیں آلا اور اما اور ہا۔

(حروف التنبیہ) یعنی وہ حروف جو تنبیہ کے لئے وضع کئے گئے ہیں (تنبیہ) کے معنی ہیں بیدار کرنا۔ متکلم ان کو اس لئے ذکر کرتا ہے کہ مخاطب اُس چیز سے غافل نہ رہے جو بیان کی جاتی ہے اور اس کو توجہ کے ساتھ سنے خواہ وہ چیز مفرد ہو جیسے زید ہذا یا کلام اور بر تقدیر کلام خواہ جملہ اسمیہ ہو جیسے **الَاِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ**۔

یا جملہ فعلیہ جیسے اَلَا قَسَمٌ عِنْدَ ذِکْرِ الْوَلَادَةِ نَعُظِيْعًا۔ وہ جملہ خواہ خبریہ ہو جیسے مثال اول یا انشاء یہ جیسے مثال ثانی۔ ان حروف میں (الا) اور (اما) صرف جملہ کے شروع میں آتے ہیں اور (ها) جملہ اور مفرد دونوں کے شروع میں لیکن (ها) معنی تنبیہ پر رہتے ہوئے ہر مفرد کے شروع میں نہیں آتا بلکہ صرف اسم اشارہ کے شروع میں اور منادی معرف بلام کے شروع میں آتا ہے مگر معنی تنبیہ پر نہیں ہوتا۔
تنبیہ ۲۱۹ تا ۲۲۱:

مہر میر صفحہ ۱۲۹ میں حروف تنبیہ کے متعلق ہے کہ (اصطلاح میں ان حروف کو کہتے ہیں جو مخاطب کو تنبیہ اور آگاہ کرنے کے لئے آتے ہیں تاکہ متکلم جس بات کی خبر دے رہا ہے مخاطب اُس سے غافل نہ ہو)۔

اقول:

یہ غلط ہے کہ کیونکہ متکلم کی بات کبھی انشاء بھی ہوتی ہے تو خبر پر قصر کرنا صحیح نہیں اور خود انشاء کی مثال بھی پیش کی ہے (جیسے اَمَّا لَا تَفْعَلُ۔ خبردار مت کر) لیکن ستم تو یہ ہے کہ فاضل دیوبند ہذا اپنا لکھا بھی نہیں سمجھتے۔ تو دوسرے کی لکھی نحو میر کیا سمجھیں گے۔ پھر تحریر فرمایا (یہ حروف ہمیشہ جملہ کے شروع میں آتے ہیں) یہ بھی غلط ہے کیونکہ ان میں سے (ها) مفرد کے شروع میں بھی آتی ہے کافی شرح الجامی قدس سرہ السامی۔

پھر (هَآؤِنْدَقَانِم) کا ترجمہ کیا ہے (دیکھو زید کھڑا ہے) یہ ترجمہ ہو یا بیان مقصود دونوں غلط ہیں کیونکہ (ها) کا ترجمہ (دیکھو) نہیں نہ یہ اُس سے مقصود اول اس لئے نہیں کہ (ها) حرف ہے اور (دیکھو) فعل اور دونوں قسمیں ہیں اور ایک قسم دوسرے قسم کے ہم معنی نہیں ہوتا ورنہ قسمیں نہ رہیں گے۔ دوم اس لئے کہ یہ حروف تنبیہ ہے اور تنبیہ سے متکلم کا مقصود ہوتا ہے اپنی بات کے سننے کے لئے مخاطب کو متوجہ

کرنا، نہ کسی چیز کو دیکھنے کے لئے متوجہ کرنا۔

نظر برآں اس مقصود کو یوں تعبیر کیا جائے گا

(سنو زید کھڑا ہے) نہ یوں (دیکھ زید کھڑا ہے)

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زیوں شدہ است

دوم حروف ایجاب و آن شش نَعَمْ وَبَلٰی وَ اَجَلَ وَاِیْ وَ جَبِر وَاِنَّ .

دوسری قسم حروف ایجاب اور وہ چھ ہیں نعم اور بلی اور اجل اور ای

اور جبر اور ان۔

(حروف ایجاب) میں (ایجاب) بمعنی (جواب دادن) ہے یعنی (جواب

دینا) اور یہ حروف کسی نہ کسی بات کا جواب واقع ہوتے ہیں۔ بایں مناسبت ان

کو (حروف ایجاب) کہا جاتا ہے۔ ان میں (نعم) جملہ خبریہ کے بعد واقع ہوتا ہے

جیسے کسی نے خبر دی (ذَهَبَ زَيْدٌ اِلَى الْمَدْرَسَةِ) زید مدرسہ گیا۔ تم نے جواب

میں کہا (نعم) ہاں گیا۔ اور جملہ انشائیہ کے بعد بھی جیسے کسی نے سوال

کیا (اَصْلَيْتَ) کیا تم نے نماز پڑھ لی۔ تم نے جواب میں کہا (نعم) ہاں پڑھ لی۔

اور (بلی) صرف جملہ منفیہ کے جواب میں آتا ہے اُس کی نفی توڑنے کے

لئے خواہ وہ خبریہ ہو جیسے کسی نے کہا (مَاضَتْ اَفْسٌ) تم نے کل روزہ

نہیں رکھا تھا۔ تم نے جواب میں کہا (بلی) نہیں۔ رکھا تھا یا انشائیہ جیسے کسی نے سوال

کیا (اَمَّا حَجَّجْتُ) کیا تم نے حج نہیں کیا تم نے جواب میں کہا (بلی) نہیں کر لیا۔

اور (اجل) اور جبر اور (ان) تینوں اکثر خبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں جیسے کسی

نے خبر دی (فَلَمَّا زَاخَوْكَ فِي الْاِمْتِحَانِ) بیشک تمہارا بھائی امتحان میں پاس

ہو گیا۔ تم نے اُس کی تصدیق کے لئے کہا (اجل) یا (جبر) یا (ان) ہاں بیشک پاس

ہو گیا۔ اور (ای) اکثر استفہام کے بعد آتا ہے۔ جس چیز کو دریافت کیا ہے اس کو ثابت کرنے کے لئے اور بغیر قسم کے مستعمل نہیں ہوتا۔ جیسے کسی نے سوال کیا (هَلْ قُضِيَتِ الصَّلَاةُ) کیا نماز ہو گئی تم نے جواب میں کہا (اِیْ وَاللّٰہِ) ہاں بخدا ہو گئی۔
تنبیہ ۲۲۲:

مہر نمبر ۱۲۹ میں (بلی) کا ترجمہ (ہاں) کیا ہے

اقول:

یہ ترجمہ ہو یا حاصل مطلب دونوں غلط ہیں کیونکہ (ہاں) سے کلام سابق کا اقرار ہوتا ہے جیسے (نعم) سے جس کو خود (نعم) کی بحث میں بیان کیا ہے اور (ہاں) کو (نعم) کا ترجمہ قرار دیا ہے پس (اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ) کے جواب میں جو (بلی) کہا گیا تھا۔ اگر اُس کا ترجمہ (ہاں) ہو تو کلام سابق کا اقرار ہو گا اور کلام سابق نفی ہے تو نفی کا اقرار ہوا کیونکہ ہاں کہنے سے نفی ٹوٹی نہیں بلکہ تسلیم ہوتی ہے جیسے (نعم) میں پس (ہاں) کہنے سے معنی یہ ہوئے کہ تو ہمارا رب نہیں۔ یہ معنی باطل ہیں۔ بلکہ (بلی) کا مطلب ہے (کیوں نہیں) یا صرف (نہیں) کہ یہ دونوں نفی پر دلالت کرتے ہیں اور سابق میں بھی نفی تھی تو جب نفی پر نفی وارد ہوئی تو سابق کی نفی ٹوٹ گئی اور جب سابق کی نفی ٹوٹ گئی تو اثبات ہو گیا۔ اب معنی یہ ہوئے کہ تو ہمارا رب ہے۔ یہ معنی صحیح ہیں یہ فاضل دیوبند اردو بھی نہیں سمجھتے پھر خمیر سمجھنا چہ معنی وارد۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

سوم حروف تفسیر و آن دواست ائی وَاَنْ كَقَوْلِهِ تَعَالٰی نَادَيْنٰهُ اَنْ

يَا اِبْرَاهِيْمُ

تیسری قسم حروف تفسیر اور وہ دو ہیں ائی اور اُن جیسے اللہ تعالیٰ کے قول نَادَيْتُهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ .

میں (اُن) (ائی) اور (اُن) میں یہ فرق ہے کہ (ائی) مفرد اور جملہ دونوں کی تفسیر کرتا ہے جیسے قُطِعَ رِزْقُهُ اَي مَاتَ کہ اس میں (ائی) نے جملہ (قُطِعَ رِزْقُهُ) کی تفسیر کی (مَاتَ) جملہ کے ساتھ اور جیسے جَاءَ نِسِي زَيْدًا اَي اَبُو عَمْرٍو۔ اس میں (ائی) نے (زَيْدًا) مفرد کی تفسیر کی (اَبُو عَمْرٍو) مفرد کے ساتھ۔ اور (اُن) حرف مفرد کی تفسیر کے لئے آتا ہے اور وہ بھی مفعول بہ کی جس کا فعل معنی میں (قول) کے ہونہ خود (قول) خواہ وہ مفعول بہ مقدر ہو جیسے

نَادَيْتُهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ۔ میں (بلفظ) مقدر ہے جس میں (لفظ) مفعول بہ غیر صریح (اُن) نے اسی کی تفسیر کی (یا ابراہیم) کے ساتھ یا وہ مفعول بہ مذکور ہو جیسے اِذَا وَحَيْنَا اِلَى اُمِّكَ مَا يُؤْلِحِي اَنْ اَقْدِفِيْهِ۔

اس میں (اُن) نے (ما یؤلحی) مفعول بہ مذکور کی تفسیر کی (اَقْدِفِيْهِ) کے ساتھ۔

ترکیب:

(نَادَيْتُهُ) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر سکون۔ صیغہ واحد متکلم معظم۔ اس میں (نا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر سکون (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مثنیٰ بر ضمیر راجع بسوئے اسم رسالت (بلفظ) مقدر۔ جس میں (با) حرف جار مثنیٰ بر کسر (لفظ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً معطوف علیہ یا مبدل منہ (اُن) برائے تفسیر مثنیٰ بر سکون (یا ابراہیم) مراد اللفظ مجرور تقدیراً عطف بیان یا بدل الکل معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے مل کر یا مبدل منہ اپنے بدل الکل سے مل کر مجرور۔ مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ ۲۲۲ تا ۲۲۵:

المصباح السمر صفحہ ۱۴۹ میں مہر منیر صفحہ ۱۴۰ میں ہے (اَی بفتح ہمزہ وسكون

یا بمعنی یعنی)

اقول:

یہ غلط ہے کہ (اَی) حرف ہے اور (یعنی) فعل مضارع اور دونوں قسمیں ہیں تو ایک دوسرے کے ہم معنی کیسے ہو سکتا ہے۔ حرف کے معنی غیر مستقل اور فعل کے مستقل۔ جب حرف فعل کے معنی میں ہوا تو حرف نہ رہا پھر دوم میں ہے (دوم اَن بمعنی کہ) یہ ایسے فعل کے مقولے کی تفسیر کرتا ہے جو قول کے معنی میں ہو۔ یہ بھی غلط کہ مقولہ جملہ ہوتا ہے اور (اَن) جملہ کی تفسیر نہیں کرتا اور اول میں ہے (یہ ایسے فعل کی تفسیر میں) استعمال کرتے ہیں جو کہ قول کے معنی میں ہو جیسے نَادِیْنَا اَن یَاْبُوْاْہِیْم۔ یہاں پر نادیہ قلنا کے ہم معنی ہے اس لئے اس کی تفسیر میں اَن آیا) یہ بھی غلط ہے کہ یہ (اَن) مذکورہ (نادیہ) کی تفسیر کے لئے نہیں کیونکہ یہ جملہ ہے اور (اَن) جملہ کی تفسیر کے لئے نہیں آتا۔ یہ ہے ان فاضلان دیوبند کا مبلغ علم۔ سچ ہے کہ

بہ ہی کتب و ہی مَلَا

حال طفلان زبوں شدہ است

چهارم حروف مصدریہ و اَن سہ است مَآوَا اَن وَاَن مَآوَا اَن در فعل روندنا فعل

بمعنی مصدر باشد۔

چوتھی قسم حروف مصدریہ اور وہ تین ہیں مَآوَا اَن اور اَن مَآوَا اَن فعل پر داخل

ہوتے ہیں تاکہ فعل مصدر کے معنی میں ہو جائے۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ کے قول (تافعل بمعنی مصدر باشد) سے صراحت ثابت

ہوتا ہے کہ تہا فعل مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے نہ (اَنْ) اور (فعل) دونوں کا مجموعہ یا نہ (ما) اور فعل دونوں کا مجموعہ۔ حالانکہ پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ تہا فعل بمعنی مصدر نہیں ہوتا بلکہ دونوں کا مجموعہ۔

جواب: بات وہی صحیح ہے جو پہلے گذر چکی یہاں پر (و با فعل بمعنی مصدر باشد) تھا۔ کاتب کی غلطی سے (واو) ساقط ہو گیا اور (با) کی جگہ (تا) لکھا گیا۔ یا (تا با فعل بمعنی مصدر باشد) تھا سہو کاتب سے (با) لکھنے سے رہ گئی۔ یہ توجیہ اس لئے اختیار کی گئی کہ مصنف علیہ الرحمۃ ماقبل میں خود بیان فرما چکے ہیں کہ مجموعہ بمعنی مصدر ہوتا ہے نیز دلیل قائم ہو چکی ہے اس بات پر کہ تہا فعل بمعنی مصدر نہیں ہوتا بلکہ مجموعہ۔

سوال: یہ تیسری فصل حروف غیر عاملہ کے بیان میں ہے نظر برآں اس میں (اَنْ) اور (اَنْ) کو بیان کرنا صحیح نہیں کہ یہ عامل ہیں۔
جواب: (اَنْ) جب فعل ماضی پر داخل ہو تو عمل نہیں کرتا اور (اَنْ) کے ساتھ جب (مائے) كافہ لاحق ہوتا ہے تو وہ عامل نہیں رہتا۔ اسی اعتبار سے ان دونوں کو یہاں پر ذکر فرمایا ہے۔

سوال: ان حروف کو (مصدریہ) کہنے کی کیا وجہ؟

جواب: (مصدریہ) میں (یائے) نسبت ہے۔ اب معنی یہ ہوئے (مصدر ہونے والے) چونکہ یہ حروف اپنے مابعد سے مل کر مصدر کے معنی میں ہو جاتے ہیں اس لئے ان کو حروف مصدریہ کے ساتھ موسوم کیا گیا۔

تسمیہ ۲۲۶ تا ۲۲۵:

المصباح المنیر صفحہ ۱۵ میں حروف مصدریہ کی تفسیر بایں الفاظ بیان کی ہے (یعنی وہ حروف جو مصدر کے معنی میں فعل کو کر دیتے ہیں یا اسم

کو) اور (مہر منیر صفحہ ۱۳۱) میں بایں الفاظ (یعنی وہ حروف جو اپنے مابعد کو مصدر کی تاویل میں کر دیتے ہیں)۔

اقول:

یہ دونوں غلط ہیں اولاً اس لئے کہ یہ حروف فعل یا اپنے مابعد کو مصدر کے معنی میں نہیں کرتے بلکہ اپنے مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہوتے ہیں۔ ثانیاً اس لئے کہ یہ حروف اسم کو معنی میں مصدر کے نہیں کرتے بلکہ اپنے مابعد جملہ اسمیہ کے ساتھ مل کر بمعنی مصدر ہوتے ہیں پھر دوسرے نے (وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَخُبَتْ) کے متعلق کہا کہ (یہاں مانے رَخِبَتْ کو رُخْب کی تاویل میں کر دیا اور) (أَعْجَبْنِي أَنْ تَضْرِبَ) کے متعلق کہا کہ (یہاں أَنْ نے تَضْرِبَ کو ضَرْب) کے معنی میں کر دیا) اور (أَعْجَبْنِي أَنْتَ قَائِمٌ) کے متعلق کہا کہ (یہاں أَنْ نے جملہ اسمیہ کو مصدر کے معنی میں کر دیا ہے) اور اول نے أَضْحَكْنِي أَنْتَ نَاحِسٌ کے متعلق کہا کہ (یہاں پر أَنْ نے جملہ اسمیہ کو مصدر کے معنی میں کر دیا) یہ سب غلط ہے کہ (أَنْ) یا (أَنَّ) اپنے مابعد کو مصدر کے معنی میں نہیں کرتے بلکہ اپنے مابعد کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہوتے ہیں۔ سچ ہے کہ

بہ ہی کتب و ہی ملا

حال طغلاں زبوں شدہ است

چشم حروف تخصیض و آن چہ راست الاوہلا و لولوا و لوما۔

پانچویں قسم حروف تخصیض اور وہ چار ہیں الا اور ہلا اور لولا اور لوما۔

سوال: ان کو حروف تخصیض کہنے کی کیا وجہ؟

جواب: (تخصیض) کے معنی ہیں (اُبھارتا) کسی فعل کے کرنے پر چونکہ متکلم ان کے

ذریعہ سے مخاطب کو کسی فعل کے کرنے پر ابھارتا ہے۔ اس لئے ان کو حروف تخصیض کہا جاتا ہے جیسے اَلَا حَفِظْتَ الدَّرْسَ تو سبق زبانی یاد کیوں نہیں کرتا۔ جب مضارع پر داخل ہوں تو حرف تخصیض کا افادہ کرتے ہیں اور جب ماضی پر داخل ہوں تو تنذیم کا افادہ بھی کرتے ہیں جیسے:

اَلَا حَفِظْتَ الدَّرْسَ تو نے سبق زبانی یاد کیوں نہیں کیا؟ اس سے مخاطب کو پشیمان بکرتا مقصود ہے۔ سبق زبانی یاد نہ کرنے پر اور سبق زبانی یاد کرنے پر ابھارتا بھی۔

ترکیب:

(اَلَا) حرف تخصیض مبنی بر سکون (حَفِظْتَ) فعل مضارع صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحدہ کر حاضر۔ اس میں (اَنْتَ) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل قائل مرفوع محلا مبنی بر سکون (تَا) علامت خطاب مبنی بر فتح (الدَّرْسَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ فعل اپنے قائل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (اَلَا) حرف تخصیض مبنی بر سکون (حَفِظْتَ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحدہ کر حاضر اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز قائل مرفوع محلا مبنی بر فتح۔ (الدَّرْسَ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ فعل اپنے قائل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ ۲۳۲:

المصباح المنیر صفحہ ۱۵۰ میں ہے کہ ان حروف سے تخصیض کا افادہ مقصود ہو یا تنذیم کا، دونوں صورتوں میں جملہ انشائیہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ دونوں کا خبر دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ انشائے توجیح یا انشائے ترغیب ہوتی ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے بلکہ جملہ خبریہ رہتا ہے۔ وجہ یہ کہ حرف مذکور انشاء تمنی کے لئے ہے۔ اسی واسطے جملہ مدخولہ انشائیہ ہو جاتا ہے بلکہ ان کا جملہ مدخولہ خبریہ ہے جس میں عدم فعل کا اخبار ہے اور اس اخبار سے انشاء تحفیض و تدبیر کی جانب اشارہ مقصود ہوتا ہے تو اس اشارہ سے وہ جملہ خبریت سے نہ نکلے گا جیسے کبھی انشاء سے اخبار کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

مثلاً آقا نے کچھ لوگوں کے سامنے اپنے غلام سے کہا (لَا تَغْتَمِلْ أَمْرِي) میرے حکم کی تعمیل نہ کرو۔ یہ نہی کا صیغہ ہے جو عدم تعمیل کی طلب پر دلالت کرتا ہے تو جملہ انشائیہ ہوا لیکن اس سے مقصود حاضرین کو غلام کے نافرمان ہونے کی خبر دینا ہے۔

تو اس اخبار کے مقصود ہونے سے (لا تمش) جملہ خبریہ نہیں ہوا۔ وہ تو انشائیہ ہی رہا اور اگر نقل درکار ہو تو سنیے تکملہ صفحہ ۵۵۰ میں:

والا یلیدون لزوم الجملة الفعلية الخبرية لا تدخل الانشاء لامتناع
محض عليه اه فتأمل في هذا المقام كيلا يلزم التنافي بين كلمات
الاعلام.

سوال: المصباح الممیر میں یہ لکھا ہے کہ دونوں صورتوں میں جملہ انشائیہ بن جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حروف مذکورہ جملہ خبریہ پر داخل ہوتے ہیں لیکن ان کے دخول سے وہ جملہ خبریہ انشائیہ بن جاتا ہے اب یہ تکملہ کے خلاف نہ ہوا۔

جواب: قطعاً مخالف ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حروف جملہ فعلیہ خبریہ کو لازم ہیں اور جب جملہ مدخولہ انشائیہ بن گیا تو لزوم جاتا رہا۔ نظر برآں ثابت ہوا کہ ان حروف کے داخل ہونے پر بھی وہ جملہ خبریہ رہتا ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی کتب و ہی ملّا

حال طفلان زبوں شدہ است

ششم حروف توقع و آن قد است برای تحقیق در ماضی و برای تقریب ماضی بحال و در مضارع برای تقلیل۔

چھٹی قسم حرف توقع اور وہ قَدْ ہے تحقیق کے لئے ماضی میں اور ماضی کو حال سے قریب کرنے کے لئے اور مضارع میں تقلیل کے واسطے۔

سوال: توقع کے کیا معنی؟

جواب: اس کے معنی ہیں کسی چیز کے حصول کا انتظار جیسے قَدْ زَكَبَ الْأَمِيرُ ترجمہ بیشک امیر ابھی سوار ہو گیا۔ یہ اس شخص سے کہا جائے گا جس کو اس خبر دینے سے پہلے امیر کے سوار ہونے کا انتظار ہو۔ یعنی جس چیز کا تمہیں انتظار تھا وہ بیشک ابھی واقع ہو گئی۔ اس مثال میں (قَدْ) توقع کے ساتھ ساتھ تقریب اور تحقیق کا بھی افادہ کر رہا ہے۔ نظر برآں اس میں تین معنی کا اجتماع ہوا اور کبھی بدوں توقع صرف تحقیق کا افادہ کرتا ہے تقریب کے ساتھ جیسے یہی مثال جبکہ غیر متوقع سے کہا جائے۔ اب اس میں دو معنی رہے۔ اور کبھی صرف تحقیق کا افادہ کرتا ہے جیسے کسی نے سوال کیا (هَلْ قَامَ زَيْدٌ) اسکے جواب میں کہا (قَدْ قَامَ زَيْدٌ) اس جواب میں قَدْ صرف تحقیق کے لئے ہے۔ حاصل یہ کہ جب ماضی پر داخل ہو تو کبھی تحقیق، توقع، تقریب تینوں معنی کا فائدہ دیتا ہے اور کبھی صرف تحقیق اور تقریب کا اور کبھی صرف تحقیق کا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ کہ تحقیق کے معنی ماضی پر داخل ہونے کی صورت میں اس سے منفک نہیں ہوتے بخلاف تخریب اور توقع کہ کہ یہ منفک ہو جاتے ہیں اور جب مضارع پر داخل ہو تو کبھی صرف تحقیق کے لئے ہوتا ہے جیسے قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا۔ اور کبھی تحقیق کے ساتھ تکثیر کے لئے بھی جیسے قَدْ نَرَى ثَقْلَبَ وَجْهَكَ

فِي السَّمَاءِ کہ اس میں باعتبار (نرئی) مفید تحقیق ہے۔

اور باعتبار (تقلب) مفید نکثیر اور کبھی تحقیق کے ساتھ تقلیل کا بھی مفید ہوتا ہے۔

جیسے اِنَّ الْكَذُوبَ قَدْ يُضَدَّقُ (بیشک زیادہ جھوٹ بولنے والا کبھی تحقیقاً بول جاتا ہے) اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مضارع پر داخل ہونے کی صورت میں بھی تحقیق کے معنی قَدْ سے جدا نہیں ہوتے۔ ماضی اور مضارع میں فرق یہ ہے کہ تقریب کا فائدہ ماضی میں دیتا ہے نہ مضارع میں۔ اور تقلیل و نکثیر کا فائدہ مضارع میں دیتا ہے نہ ماضی میں، معنی تحقیق کا فائدہ دونوں میں دیتا ہے۔

نظر برآں کتاب الحروف کی نظر قاصر بتاتی ہے کہ عبارت کتاب میں ناخین سے تقدم و تاخر ہو گیا ہے۔ اصل عبارت یوں تھی (برائے تحقیق و در ماضی برائے تقریب ماضی بحال اور در مضارع برائے تقلیل) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (قَدْ) تحقیق کے لئے ہے خواہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر، تحقیق کے معنی اس سے منفک نہیں ہوتے۔ البتہ کبھی ماضی میں تقریب کا بھی افادہ کرتا ہے اور کبھی مضارع میں تقلیل کا۔ یہ تقریب اور تقلیل ماضی اور مضارع میں مابہ الامتیاز ہیں۔ معنی تحقیق کے اعتبار سے دونوں میں فرق نہیں کہ وہ تو دونوں میں پائے جاتے ہیں اور کتاب کی موجودہ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماضی میں تحقیق کا افادہ کرتا ہے اور مضارع میں تقلیل کا۔ اس تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کہ مضارع میں تحقیق کا افادہ نہیں کرتا۔ تحقیق کا افادہ ماضی کے ساتھ مخصوص ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔ موجودہ عبارت میں واؤ پہلے ہے، برائے تقریب سے اس کو در ماضی سے پہلے ہونا چاہیے۔ سہو برائے تقریب سے پہلے لکھا گیا۔

خفی نہ رہے کہ ہمارے بیان سے ظاہر ہوا کہ معنی نکثیر بھی مابہ الامتیاز ہیں کہ قد مضارع میں ان کا افادہ کرتا ہے نہ ماضی میں، قائل۔ نیز ظاہر ہوا کہ قد پانچ معنی

کا افادہ کرتا ہے۔ تحقیق، توقع، تقریب، تقلیل، تکثیر۔ ہذا ما یحظر بالبال واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

ترکیب:

(قد) برائے تحقیق و تکثیر مبنی بر سکون (نری) فعل ماضی معروف مفرد معتل
الفی مرفوع تقدیرا صیغہ واحد متکلم معظم اس میں (نحسن) ضمیر مرفوع منفصل پوشیدہ
فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (تقلب) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مصدر مضاف۔

(وجه) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا منصوب معنی بنا بر مفعولیت مضاف الیہ
مضاف (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر فتح (وجه) مضاف اپنے
مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ (فی) حرف جار مبنی بر سکون (السماء) مفرد منصرف
صحیح مجرور لفظا، جار مجرور ملکر ظرف لغو (تقلب) مضاف اپنے مضاف الیہ اور ظرف
لغو سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔

(ان) حرف مشبہ بالفعل مبنی بر فتح (الکدوب) مفرد منصرف صحیح منصوب
لفظا اسم (قد) حرف تحقیق مع التقلیل مبنی بر سکون (بصدق) فعل مضارع صحیح
مجرور از ضمیر بارز مرفوع لفظا صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل
پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ
خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا (ان) اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(قد) حرف تحقیق مع التوقع مبنی بر سکون (رکب) فعل ماضی معروف مبنی
بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (الامیر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے
فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(قد) حرف تحقیق مبنی بر سکون (بعلم) فعل مضارع معروف صحیح

مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظا صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلات) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل (الذین) اسم موصول مبنی بر فتح (یتسللون) فعل مضارع فعل مضارع معروف صحیح با ضمیر بارز مرفوع با ثبات نون صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز ذوالحال مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے اسم موصول (لو اذا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، جس کے لئے محل اعراب نہیں۔ اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر ذوالحال۔

(من) حرف جار مبنی بر سکون (کم) میں (کاف) ضمیر مجرد متصل مجرد محلا مبنی بر ضم (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، جار مجرد سے ملکر ظرف مستقر ہوا (ثابتین) مقدر کا (ثابتین) جمع مذکر سالم منصوب بیائے ماقبل مکسور، اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (هم) پوشیدہ جس میں (ها) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے ذوالحال (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے ملکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: بیشک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لیکر۔

ہفتم حروف استفہام و آن سہ است ما و همزہ و هل۔

ساتویں قسم حروف استفہام اور وہ تین ہیں، ما اور ہمزہ اور هل۔

سوال: ہدایۃ النحو، کافیہ وغیرہ کتب نحو میں حروف استفہام صرف دو بتائے ہیں ہمزہ اور هل۔ اور مصنف علیہ الرحمۃ نے تین بیان فرمائے، ما کا اضافہ فرمایا تو کیا (ما) حرفیہ بھی استفہام کے لئے آتا ہے۔

جواب: (ما) حرفیہ استفہام کے واسطے نہیں آتا۔ یہاں پر تائخین نے (ان) کی

جگہ (نما) لکھ دیا ہے اور (اَلْ) استفہام کے لئے آتا ہے۔ امام قطر بنی نے جلیل القدر صحابی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا (اَلْ فَعَلْتُ) یعنی (هَلْ فَعَلْتُ) کذا فی التکملة صفحہ ۵۵۰۔ نظر برآں حروف استفہام تین ہو گئے۔

سوال: ہدایۃ النحو وغیرہ میں کتب نحو سے مخالفت اب بھی رہی کہ انہوں نے حروف استفہام صرف دو بیان فرمائے ہیں۔

جواب: جنہوں نے حروف استفہام دو بیان فرمائے ہیں وہ (اَلْ) کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ اصل میں (هَلْ) ہے (ھا) کو ہمزہ سے بدل کر (اَلْ) کہتے ہیں۔ (اَلْ) الگ کوئی حرف نہیں۔ نظر برآں حروف استفہام دو ہی رہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے (اَلْ) کو مستقل حرف شمار فرمایا تو تین ہوئے۔

وللناس فیما یعشقون مذاہب۔

یایوں کہا جائے گا کہ اصل عبارت یوں تھی (وَأَسْ دَوَاسْتْ ہَمَزْ وَهَلْ) نا تخین نے (دو) کی جگہ (سہ) کر دیا اور (ما) بڑھا دیا۔ اب دیگر کتب سے مخالفت نہ رہے گی۔ نا تخین کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ کہ ہدایۃ النحو، کافیہ اور اس کی شروح، شرح جامی، جامع الغموض، غلیۃ التحقيق، تسہیل الکافیہ، محرم آفندی، وافیہ، حتی کہ شرح رضی میں بھی نہیں ملا کہ (ما) حرفیہ برائے استفہام آتا ہے۔ نہ شرح رضی کے حاشیہ میں سید شریف میں، نہ شرح جامی کے حواشی، حاشیہ ملا عبد الغفور، حاشیہ ملا عبد الحکیم موسوم بہ تکملہ، حاشیہ ملا عصام، حاشیہ ملا جمال، حاشیہ سوال باسولی، حاشیہ سوال کابلی وغیرہ میں بلکہ نہ علامہ ابن ہشام کی معنی اللیب میں، نہ بمع الہوامع میں، شرح جمع الجوامع للسيوطی میں، نہ الفیہ ابن مالک کی شرح اشمونی میں، نہ اُس کے حاشیہ الصبان میں۔ بلکہ (ما) حرفیہ کی کل چار قسمیں مذکور ہیں۔ اول نافیہ، دوم کافیہ، سوم مصدریہ، چہارم زائدہ۔

تعجب اس پر ہے کہ نحو میر کے کسی صاحبان جیسے کہ حضرت مولانا عبدالحی صاحب مداری، مولانا انور علی صاحب، مولانا ہادی علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی بلکہ نحو میر کا تحشیہ فرمانے والے صاحب نے اس مقام پر نحو میر کی شرح بزبان فارسی سے حروف استفہام کی مثالیں ذکر کی ہیں۔ شرح مذکور کے مصنف نے (ما) حرفیہ استفہام کی مثال میں (مَا اسْمُکَ) پیش فرمایا ہے جو صحیح نہیں کہ اس مثال میں (ما) اسمیہ استفہامیہ ہے نہ (ما) حرفیہ استفہامیہ۔ ورنہ لازم آئے گا کہ (ما اسمک) جملہ نہ رہے۔ حالانکہ جملہ ہے کہ اس پر سکوت کرنے سے مخاطب کو طلب معلوم ہوتی ہے، جملہ نہ رہنے کی وجہ یہ کہ (ما) چونکہ حرف ہے۔

لہذا وہ نہ مسند الیہ، نہ مسند اب رہ گیا (اسْمُکَ) اگر یہ مسند الیہ ہے تو مسند غیر موجود اور اگر مسند ہے تو مسند الیہ مفعول۔ اور یہاں پر فقط مسند الیہ یا مسند سے جملہ نہیں بنتا۔ نظر برآں مثال مذکور میں (ما) حرفیہ ہونا یقیناً ناحق تو اسمیہ ہونا حق حق۔

فيا ايها الناظرون خذوا ما اتيتكم فان الناس من قديم الزمان عنه غافلون.

ترکیب: (اَلْ) حرف استفہام مبنی بر سکون (فَعَلْتَ) ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اسمیں (مَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، مرفوع محلا مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(ما) اسمیہ برائے مبتدا مرفوع محلا مبنی بر سکون (اسم) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (کاف) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلا مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

تثبیہ ۲۳۳ و ۲۳۴:

مہر میر صفحہ ۱۴۲ میں، المصباح المنیر صفحہ ۱۵۱ میں (ما) حرفیہ کو برائے استفہام قرار دیا ہے اور اول نے صفحہ مذکور پر اس کی مثال میں (ما اسمک) پیش کیا ہے۔

اقول:

یہ دونوں غلط ہیں۔ کما سبق آنفا۔ سچ ہے کہ
 بہ ہی مکتب و ہی مٹا
 حال طفلان زبوں شدہ است
 ہشتم حروف ردع دآں نکاست بمعنی بازگردانیدن و بمعنی حقانیز آمدہ است
 چوں کلاسوف تعلّمون۔

آٹھویں قسم حرف ردع اور وہ کلا ہے۔ بمعنی کسی کو روکنا اور بمعنی حَقًّا بھی
 آیا ہے جیسے کلاسوف تعلّمون۔
 سوال: ردع کے کیا معنی؟

جواب: روکنا چونکہ متکلم کو اس کے کلام سے روکنے کے لئے آتا ہے اس لئے حرف
 ردع کہتے ہیں۔ جیسے کسی نے تم سے کہا (زَيْدًا يَغْضُكُ) ترجمہ: زید تجھ سے بغض
 رکھتا ہے۔ تم نے جواباً کہا (کَلَّا) ہرگز نہیں۔ یعنی آئندہ ایسا نہ کہنا جو تم کہہ رہے
 ہو، ایسا نہیں ہے۔ اور یہ (کَلَّا) کبھی (حَقًّا) کے معنی میں آتا ہے یعنی جیسے
 (حَقًّا) مضمون جملہ کی تحقیق کے لئے آتا ہے، یہ بھی آتا ہے جیسے: کلاسوف
 تعلّمون۔

ترجمہ: بیشک عنقریب جان لو گے (نزع کے وقت اپنے اس حال کے نتیجہ بد کو)۔

ترکیب:

(زید) بہ ترکیب معلوم مبتدا (یغرض) فعل مضارع معروف صحیح
مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظا صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل
پوشیدہ فاعل مرفوع محلائی بر فتح راجع بسوئے مبتدا (ک) ضمیر منصوب متصل مفعول
بہ منصوب محلائی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مرفوع
محلا، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: زید تجھ سے بغض رکھتا ہے۔

(کلا) حرف رد و مثنی بر سکون، اس کے بعد (لا تفل کلا) محذوف جس
میں (لا) برائے مثنی بر سکون (تفل) فعل مضارع صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون
صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں (آنت) پوشیدہ جس میں (آن) ضمیر مرفوع منفصل فاعل
مرفوع محلائی بر سکون (تا) علامت خطاب مثنی بر فتح (کلا) اسم کنایہ مفعول بہ
منصوب محلائی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
یا (لیس الامر کلا) محذوف جس میں (لیس) فعل ناقص مثنی بر فتح
(الامر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم (کلا) اسم کنایہ خبر منصوب محلائی بر سکون
فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(کلا) بمعنی (حقا) مثنی بر سکون (سوف) حرف استقبال مثنی بر فتح
(تعلمون) فعل مضارع معروف صحیح با ضمیر بارز مرفوع با ثبات نون، صیغہ جمع
مذکر حاضر، اس میں (واؤ) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلائی بر سکون، فعل
اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نہم توین وآن پنج است تمکن چوں زیند و تنگیر چوں صہ ای اُسکٹ
سکوتا مافی و قبت ما اخاصہ بغیر توین نعمتاہ اُسکٹ السکوت الان و عوض

چوں یَوْمِئِذٍ وَّمِقَابِلَہ چوں مُسْلِمَات و ترنم کہ در آخریات باشد شعر اَقْلَى اللُّوَمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابِیْنَ وَقَوْلِیْ اِنْ اَصْبْتُ لَقَدْ اَصَابْتُ۔ و تنوین ترنم در اسم و فعل و حرف رود اما چہار اولین خاص است باسم۔

نویں قسم تنوین اور وہ پانچ ہیں تمکن جیسے زید اور تنکیر جیسے صہ بمعنی اسکت سکوتا فی وقت مالیکن صہ بغیر تنوین تو اس کے معنی ہیں اسکت السکوت الان اور عوض جیسے یومئذ اور مقابلہ جیسے مسلمات اور ترنم جو آخریات میں ہوتی ہے۔

اے عاذلہ تو طامت اور عتاب کو کم کر، اگر میں صواب کو پہنچوں تو کہہ کہ وہ صواب کو پہنچا۔

اور تنوین ترنم اسم اور فعل اور حرف پر داخل ہوتی ہے لیکن اول چار خاص ہیں اسم کے ساتھ۔

سوال: لغت عرب اور اصطلاح میں (تنوین) کے کیا معنی؟

جواب: تنوین کے لغت عرب میں کوئی معنی نہیں عرب نے اس لفظ کا استعمال ہی نہیں کیا۔

یہ لفظ اہل عبیت کا ایجاد کردہ ہے انہوں نے (نون) سے (تنوین) بنایا جس کے حاصل معنی اُن کے نزدیک یہ کہ کسی کلمہ پر (نون) داخل کرنا۔ کوئی (نون) بھی ہو۔ پھر اس معنی سے نقل کیا (نون) مخصوص کی جانب یعنی (نون) اصطلاحی کی جانب جس کی تعریف آئندہ آتی ہے اب (تنوین) کے معنی ہوئے کسی کلمہ پر (نون) اصطلاحی داخل کرنا۔ چونکہ یہ پہلے معنی سے منقول ہوئے۔ نظر بر آں پہلے معنی اصل قرار پائے۔ بایں معنی عارف جامی قدس سرہ السامی نے پہلے معنی کو اصل قرار دیا ہے نہ بایں معنی کہ پہلے معنی لغت عرب کے ہیں (تکملہ صفحہ

(۵۵۰) پھر نون مخصوص تنوین کے ساتھ موسوم کر دیا۔ نظر برآں جن کتابوں میں پہلے معنی کو لغوی قرار دیا ہے وہ صحیح نہیں۔

تنوین کے اصطلاحی معنی:

وہ نون جو وضعاً ساکن اور کلمہ کے منتہی کی حرکت کے بعد واقع ہو اور تاکید فعل کا افادہ نہ کرے جیسے جاء فی زید میں (زید) کلمہ ہے۔ اس کا منتہی (دال) ہے۔ اُس پر حرکت ضمہ، اس ضمہ کے بعد نون ساکن ہے۔ جس کی وضع سکون پر ہوئی ہے۔ ایسے نون کو تنوین کہتے ہیں۔ اگر یہ نون کسی عارض کی بنا پر متحرک ہو جائے تو تنوین ہونے سے خارج ہو جائے گا کہ باعتبار وضع ساکن ہے جیسے:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ (احد) کے نون ساکن پر بعارض وصل کسرہ آگیا۔ (وضعاً ساکن ہو) اس قید سے وہ نون تنوین ہونے سے نکل گیا جو وضعاً متحرک ہو جیسے فَعَلْنَ کَانُونَ (کلمہ کے منتہی کی حرکت کے بعد واقع ہو) اس قید سے (من) اور (لندن) کے نون تنوین ہونے سے نکل گئے کہ یہ خود کلمہ کے منتہی ہیں۔ منتہی کی حرکت کے بعد واقع نہیں (اور تاکید فعل کا افادہ نہ کرے) اس قید سے (نون خفیفہ) نکل گیا جیسے (لَيَفْعَلْنَ) کہ یہ وضعاً ساکن بھی ہے اور کلمہ کے منتہی کی حرکت کے بعد بھی ہے لیکن فعل کی تاکید کا افادہ کرتا ہے اور تنوین تاکید فعل کا افادہ نہیں کرتی۔ نظر برآں یہ تنوین نہ ہوا۔ اس تنوین کی پانچ قسم ہے۔

اول تنوین تنکین جو اسم کے معرب ہونے پر دلالت کرے جیسے جاء فی زَيْدٍ میں۔
دوم تنوین تنکیر جو اسمائے مبیہ کے معرفہ اور نکرہ ہونے میں فارق ہو جس پر یہ تنوین داخل ہے وہ نکرہ اور جس پر داخل نہیں وہ معرفہ جیسے صَبَّ، اسم فعل پر تنوین اس کے نکرہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

نظر برآں اس کے معنی ہیں اُسْكَتْ سَكُوْنَا مَا فِیْ وَقْتُ مَا۔ یعنی کسی

وقت تو چپ رہا کرو اور (صہ) بغیر تنوین اسم فعل معرفہ ہے۔ نظر برآں اس کے معنی ہوئے (أَسْكَتَ الشَّكُوتَ الْآنَ) اب چپ رہو۔ یعنی خاموشی اختیار کرو زمانہ متکلم کے بعد متصل زمانہ میں۔

سوم تنوین عوض جو اسم پر مضاف الیہ کے بدلے میں آتی ہے خواہ مضاف الیہ جملہ ہو جیسے جِئْنِیْذِ میں (اِذْ) پر تنوین (كَانَ كَذَا) جملہ مضاف الیہ کے بدلے میں ہے، خواہ مضاف الیہ جملہ نہ ہو جیسے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ میں (بعض) پر تنوین (هم) مضاف الیہ کے بدلے میں ہے جو جملہ نہیں۔

چہارم تنوین مقابلہ جونون جمع مذکر سالم کے مقابلہ میں جمع مونث سالم پر آتی ہے جیسے جَاءَ نَبِیُّ مُسْلِمَاتٍ میں تنوین مُسْلِمُوْنَ کے نون مقابلہ ہے۔ اس میں علامت جمع (واو) ہے اور اُس میں (الف)۔

پنجم تنوین ترنم جو شعر کے مصرعوں کے آخر لگتی ہے جیسے:

أَقْلَى اللُّؤْمُ عَاذِلَ وَالْعَتَابِ
وَقَوْلِي إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابْتُ

پہلے مصرع میں (العتاب) کے آخر اور دوسرے مصرع میں (اصاب) کے آخر، پہلی چار قسمیں اسم کے ساتھ مخصوص ہیں، اسی واسطے علامت اسم قرار پائیں۔ پانچویں مخصوص نہیں اسی واسطے اس کو علامت اسم قرار نہیں دیا گیا۔

ترکیب:

(صہ) اسم فعل مبتدا مرفوع محلا مثنیٰ بر کسر اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (اَنْ) ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر مرفوع محلا مثنیٰ بر سکون (تا) علامت خطاب مثنیٰ بر فتح اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(أَسْكَتَ) فعل امر حاضر معروف مثنیٰ بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس

میں (انت) پوشیدہ جس میں (ان) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون
(تا) علامت خطاب مبنی بر فتح (سکونا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا موصوف
(ما) صفت مبنی بر سکون منصوب محلا موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مطلق نوعی
(فی) حرف جار مبنی بر سکون (وقت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا موصوف
(ما) صفت مجرور محلا مبنی بر سکون، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر نظر
ف لغو، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق نوعی اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
(صہ) اسم فعل مبتدا مبنی بر سکون۔ باقی ترکیب حسب سابق۔ (اسکت) فعل
امر حاضر معروف مبنی بر سکون کسرہ موجودہ حرکت فتل من السکونین باقی حسب
سابق (الان) ظرف زمان مبنی بر فتح مفعول فیہ منصوب محلا، فعل اپنے فاعل اور مفعول
مطلق اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(اَقْلٰی) فعل امر حاضر معروف مبنی بر حذف نون صیغہ واحد مونث حاضر اس
میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (اللوم) مفرد منصرف صحیح
منصوب لفظا معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (العتاب) مفرد منصرف صحیح
منصوب لفظا معطوف (تنوین) برائے ترنم، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول
بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا مقدم
ہوا (یا عاذل) اس میں (یا) حرف ندا قائم مقام (ادعو) فعل مضارع معروف
مفرد معتل واوی مرفوع تقدیرا، صیغہ واحد متکلم اسمیں (اننا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ
فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (عاذل) منادی مفرد معرفہ مرخم مبنی بر ضم مقدر مفعول بہ
منصوب، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جملہ ندا ہوا۔

(واو) حرف عطف مبنی بر فتح (قولی) فعل امر حاضر معروف مبنی بر حذف
نون صیغہ واحد مونث حاضر اس میں (یا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی

برسکون (لقد) میں (لام) برائے تاکید مبنی بر فتح (قد) حرف تحقیق مبنی برسکون۔

(اصاب) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے جرید جو اس شعر کا قائل ہے۔ (توین) برائے ترنم، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ منصوب محلا (قولی) فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

هذا على مافى التكملة كے، انہوں نے جملہ من حیث جملہ کو مقولہ قرار دیا ہے۔ فقیر کا تب الحروف اس کے سمجھنے سے قاصر رہا۔ کیونکہ یہ مقولہ منصوب ہے کہ رفع اور جر کی کوئی وجہ نہیں اور منصوب ہونے کی تقدیر پر ضروری ہے کہ منصوبات میں سے کوئی منصوب ہو۔ حالانکہ کسی منصوب میں داخل نہیں کہ سب کے سب اسم ہوتے ہیں اور جملہ من حیث جملہ اسم نہیں، اگر اس کو اسم کی تاویل میں لیں تو جملہ نہ رہے گا اور مقولہ جملہ ہی کہلاتا ہے عند الکل۔

لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثَ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا.

(ان) حرف شرط مبنی برسکون (اصْبَتْ) فعل ماضی معروف مبنی برسکون مجزوم محلا صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط جس کی جزا بقریۃ سابق محذوف یعنی (قولی لقد اصابن) شرط اپنی جزائے محذوف سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

ترجمہ: اگر میں تیرے عشق میں صادق ہوں تو یوں کہہ کہ میرے عشق میں برحق ہے۔ یہ ترجمہ اس وقت ہے جبکہ (قلت) سے عدم مراد ہو جو مناسب مقام ہے، ورنہ ترجمہ معروف۔

تنبیہ ۲۳۵ تا ۲۳۷:

المصباح المنیر صفحہ ۱۵۱ میں توین تکبیر کے متعلق تحریر کیا ہے کہ (یہ توین فقط

اسمائے افعال میں لگتی ہے)

اقول:

یہ غلط ہے بلکہ اسمائے اصوات میں بھی لگتی ہے کمافی الکملۃ صفحہ ۵۵۷
 پھر صفحہ ۱۵۶ پر تنوین مقابلہ کے بیان میں تحریر کیا کہ اس تنوین کو تنوین مقابلہ کہنے کی وجہ
 یہ ہے کہ یہ تنوین دراصل نون جمع کے مقابلے میں لائی گئی ہے کیونکہ جمع مذکر سالم میں
 نون جمع اور الف آتا ہے اور جمع مؤنث سالم میں الف جمع اور تنوین آتی ہے۔ اسلئے
 اس تنوین کو تنوین مقابلہ کہا جاتا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ جمع مذکر سالم میں الف نہیں
 آتا۔ بلکہ (واو) آتا ہے جس کو علامت جمع کہتے ہیں اور جمع مذکر سالم
 میں (نون) نون جمع نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ بصورت اضافت نون ساقط ہونے
 کے بعد جمع نہ رہے۔ نظر برآں اسم متمکن کی باعتبار وجہ اعراب سولہویں قسم باقی نہ
 رہے گی۔ حالانکہ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کو سولہویں قسم قرار دیا ہے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طغلاں زیوں شدہ است

دہم نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ وخفیفہ چوں اَضْرِبَنَّ وَاَضْرَبَنَّ۔

دسویں قسم نون تاکید فعل مضارع کے آخر میں ثقیلہ اور خفیفہ جیسے اَضْرَبَنَّ

اَضْرَبَنَّ۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ کا نون تاکید کے فعل مضارع کے آخر میں ہونے کی
 مثال میں (اَضْرَبَنَّ) اور (اَضْرَبَنَّ) کو پیش فرمانا صحیح نہیں کہ:

(اَضْرَبَنَّ) اور (اَضْرَبَنَّ) امر حاضر معروف ہیں اور یہ فعل مضارع نہیں بلکہ فعل
 مضارع کے قسیم ہیں اس لئے کہ نحو یوں کے نزدیک فعل کی تین قسم
 ہیں۔ ماضی، مضارع، امر حاضر معروف نظر برآں مثال مطابق نہیں مل سکتا۔

جواب: یہاں پر (فعل مضارع) سے مراد (فعل مستقبل) ہے یعنی وہ فعل جو زمانہ آئندہ پر دلالت کرے خواہ اُس سے طلب مفہوم ہوتی ہو جیسے بصورت (امر) جس کی مثال کتاب میں مذکور ہے یا نہی جیسے لَا تَضْرِبَنَّ یا استغھام جیسے هَلْ تَضْرِبَنَّ زَيْدًا یا تمنی جیسے لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ زَيْدًا وغیرہ یا اُس سے طلب مفہوم نہ ہوتی ہو بلکہ خبر جیسے أَضْرِبَنَّ زَيْدًا لیکن مضارع خبری سے نون تاکید کا لحوق مشروط ہے بایں شرط کہ اُس کے شروع میں لام تاکید ہو۔

ترکیب:

(اضْرِبَنَّ) امر حاضر معروف مثنی بر سکون، فتح موجودہ حرکت تخلص من السکونین (نون) ثقیل مثنی بر فتح صیغہ واحد مذکر اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (ان) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مثنی بر سکون (تا) علامت خطاب مثنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: ضرور ضرور مار۔

(اضْرِبَنَّ) فعل امر حاضر معروف مثنی بر سکون، فتح موجودہ حرکت تخلص من السکونین و نون خفیف مثنی بر سکون صیغہ واحد مذکر اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (ان) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مثنی بر سکون (تا) علامت خطاب مثنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: ضرور مار۔

(لا) برائے نہی مثنی بر سکون (تَضْرِبَنَّ) فعل مضارع معروف مثنی بر فتح مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (ان) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مثنی بر سکون (تا) علامت خطاب مثنی بر فتح (نون) ثقیل مثنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترجمہ: ہرگز ہرگز مت مار۔

(هل) حرف استفہام مبنی بر سکون (تَضْرِبَنَّ) فعل مضارع معروف مبنی بر فتح مرفوع محلا صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (ان) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (ما) علامت خطاب مبنی بر فتح (نون) ثقیلہ مبنی بر فتح (زید) ہر کیب مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: کیا تو زید کو ضرور ضرور مارے گا۔

(لیت) حرف مشبہ بالفعل مبنی بر فتح (کاف) ضمیر منصوب متصل اسم منصوب محلا مبنی بر فتح (تَضْرِبَنَّ) ہر کیب معلوم فعل و فاعل (زید) ہر کیب معلوم مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مرفوع محلا (لیت) اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔
ترجمہ: کاش کہ تو زید کو ضرور بالضرور مارے۔

اس مثال میں جملہ انشائیہ خبریہ ہوا جس کا جواز مختلف فیہ ہے۔ متفق علیہ مثال یہ ہے:

لَيَتِمَّ تَضْرِبَنَّ زَيْدًا.

اس میں (لیت) حرف مشبہ بفعل مبنی بر فتح مکفوف عن العمل (ما) کافہ مبنی بر سکون (تَضْرِبَنَّ) ہر کیب معلوم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(لَيَضْرِبَنَّ زَيْدًا) اس میں (لا) برائے تاکید مبنی بر فتح (ضربن) فعل مضارع معروف مبنی بر فتح مرفوع محلا صیغہ واحد مذکر غائب (نون) ثقیلہ مبنی بر فتح (زید) ہر کیب معلوم فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: البتہ ضرور ضرور زید مارے گا۔

اقول:

وَكَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا۔ میں (با) زائد ہونے کے باوجود اسم جلال

کو جردے رہی ہے۔

ترجمہ: اور اللہ کافی ہے گواہ۔

اور (لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ) میں (کاف) زائد ہونے کے باوجود جردے رہا ہے۔
ترجمہ: اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔

اور (هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ) میں (مِنْ) زائد ہونے کے باوجود عامل ہے۔
ترجمہ: کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے۔

وَمَلَكٌ مَّا يَنْ الْعِرَاقِ وَيَشْرِبُ

مَلَكًا أَجَارَ لِمُسْلِمٍ وَمُعَاهِدٌ

میں (لام) زائد ہونے کے باوجود عمل کر رہا ہے۔

ترجمہ: اور تم عراق سے لیکر یثرب تک کے مالک ہوئے ایسی ملکیت کے ساتھ جس نے مسلم اور ذمی کافر کو پناہ دی۔

جواب: بیشک یہ حروف زائد ہونے کے باوجود عمل کرتے ہیں لیکن یہاں پر ان کا ذکر طرد اللباب ہے کہ حروف زائد غیر عاملہ کے ساتھ زوائد عاملہ کو بھی ذکر کر دیا تاکہ کل زوائد بیان میں آجائیں اور جو چیز طرد اللباب بیان کی جاتی ہے اس کے ذکر کو کرنا درست نہیں۔ کہتے جیسے کافیہ میں منع صرف کے سبب (عدل) تقدیری کے ساتھ باب قظام کے عدل تقدیری کو بھی ذکر فرما دیا۔ حالانکہ باب قظام کا عدل تقدیری منع صرف کے لئے سبب نہیں۔ اس کا ذکر طرد اللباب ہے تاکہ عدل تقدیری کے کل افراد بیان میں آجائیں۔ ایک وہ جو منع صرف کے سبب بنے، دوسرا وہ جو منع صرف کے لئے سبب نہ ہو۔ کمافی حاشیۃ الملا عبد الغفور علیہ الرحمۃ اللہ الشکور۔

(اِنْ) زائدہ جیسے

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِعَمَّا لَتَنِي

لَكِنْ مَدَحْتُ بِمَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

اس میں (ما) کے بعد (اَنْ) زائد ہے۔ اس شعر کے حاصل معنی یہ کہ میں اپنے الفاظ سے محبوب خدا ﷺ کی مدح نہیں کی کہ اس قابل کہاں۔

ہزار بار بشوئم دہن بمشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

بلکہ آپ کی مدح میں واقع ہونے سے میرے الفاظ کو شرافت حاصل ہوگئی۔

اور (اَنْ) جیسے:

فَلَمَّا اَنَّ جَاءَ الْبَشِيرُ اَلْقَهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَرَزَلَهُ بَصِيرًا.

اس میں (لَمَّا) کے بعد (اَنْ) زائد ہے۔

ترجمہ: پھر جب خوشی سنانے والا آیا اُس نے وہ گرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا، اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں۔

اور (ما) زائدہ جیسے:

اِذَا مَا تَسَافِرُ اَسَافِرُ اَسْ فِي (اِذَا) کے بعد (ما) زائدہ ہے۔

ترجمہ: جب تو سفر کرے گا میں سفر کروں گا۔

اور (لا) زائدہ جیسے مَاجَاءَ نِي زَيْدٌ وَلَا عَمْرُو۔ اس میں (وَاو) کے

بعد (لا) زائدہ ہے۔

ترجمہ: میرے پاس نہ زید آیا نہ عمرو۔ باقی باندہ چار حروف کی مثالیں گزر گئیں۔

ترکیب:

(واو) حرف عطف مبنی بر فتح (کافی) فعل باضی معروف مبنی بر فتح

مقدر، صیغہ واحد مذکر غائب (با) حرف جار زائد مبنی بر کسر (اسم جالات) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مرفوع محلاً فاعل (شہید) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ

صیغہ واحد مذکر اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم جلالۃ، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر تمیز نسبت، فعل اپنے فاعل اور تمیز نسبت سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(لیس) فعل ناقض مبنی بر فتح (کاف) حرف جار زائد مبنی بر فتح (مثل) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا منصوب محلا مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے اسم جلالۃ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر مقدم (شیء) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم، فعل ناقض اپنے اسم مؤخر و خبر مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(هل) حرف استفہام مبنی بر سکون (من) حرف جار زائد مبنی بر سکون (خالق) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مرفوع محلا مبتدا (غیر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف (اسم جلالۃ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(واو) حرف عطف مبنی بر فتح (ملکت) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (تـا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح (ما) اسم موصول مبنی بر سکون (بین) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مضاف۔

(العراق) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (یثرب) غیر منصرف بوجہ علیت اور وزن فعل مجرور بکسرہ بضر و رت شعری معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا (ثبت) مقدر کا (ثبت) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم موصول۔

فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ جس کے

لئے کل اعراب نہیں۔ اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ منصوب محلّا (ملکاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف (أَجَارَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب۔ جس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلّا مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف۔

(لام) حرف جار زائد مبنی ہو کر (مسلم) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً منصوب محلّا معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح۔

(مُعَاهِدَ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً منصوب محلّا معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت منصوب محلّا۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق نوعی۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق نوعی سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ کیونکہ یہ شعر مدح میں ہے اور مدح انشاء ہوتی ہے۔

(ما) حرف نفی مبنی بر سکون (ان) حرف زائد برائے تاکید نفی مبنی بر سکون (مدحت) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلّا مبنی بر ضم (اسم رسالت) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ (با) حرف جار مبنی بر کسر (مقالہ) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور تقدیراً کسرۃ موجودہ حرکت مناسبت (یا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلّا مبنی بر سکون۔

مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا کہ اس میں مدح سابق کے متعلق اخبار ہے۔ قائل

(لکن) حرف عطف مبنی بر سکون (مدحت) بترکیب سابق (مقالہ) غیر جمع

مذکر سالم مضاف بیائے مکلم مجرور تقدیراً کسرۃ موجودہ حرکت مناسبت۔

(بسا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ (بسا) حرف جار مبنی بر کسر (اسم رسالت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔

فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (فا) حرف عطف مبنی بر فتح (لما) ظرف زمان متضمن معنی شرط مبنی بر سکون مفعول فیہ مقدم منصوب محلا (آن) حرف زائد مبنی بر سکون (جاء) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح، صیغہ واحد مذکر غائب۔

(البشیر) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (القی) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدم صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے البشیر (ها) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے (قمیص) جو ماقبل میں مذکور ہے۔

(علی) حرف جار مبنی بر سکون (وجه) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف (ها) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے یعقوب علیہ السلام، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔

(فا) حرف عطف مبنی بر فتح (ارند) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح، فعل ناقص صیغہ واحد مذکر غائب، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ اسم مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے یعقوب علیہ السلام (بصیرا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفت مشبہ صیغہ واحد مذکر، اس میں (هو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع

ہوئے اسم فعل ناقص، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ معطوف ہوا۔

(اذا) اسم شرطی بر سکون مفعول فیہ مقدم منصوب محلا (ما) حرف زائد مثنیٰ بر سکون (تسا) فعل مضارع معروف صحیح مجرور ضمیر بارز مرفوع لفظا، کیونکہ اذا اجازم نہیں، صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اس میں (انت) پوشیدہ جس میں (ان) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر سکون (تا) علامت خطاب مثنیٰ بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ (ما) فعل مضارع معروف صحیح مجرور ضمیر بارز مرفوع لفظا صیغہ واحد حکم، اکس میں (انا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مثنیٰ بر سکون، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(ما) حرف نفی مثنیٰ بر سکون (جاء) فعل ماضی معروف مثنیٰ بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (نون) برائے وقایہ مثنیٰ بر کسر (یا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مثنیٰ بر سکون (زید) ترکیب معلوم معطوف علیہ (واؤ) حرف عطف مثنیٰ بر فتح (لا) حرف زائد مثنیٰ بر سکون (عمرو) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تمثیلیہ: ۲۲۳۹ تا ۲۲۴۲:

المصباح البشیر صفحہ ۱۵۳ میں (ما) زائدہ کی مثال یوں تحریر کی ہے۔ (لیتما تصلی اصلی اور اینما تنوم انوم)

اقول:

یہ غلط ہے کہ (لَيْتَمَا) اور (أَيْتَمَا) جازم ہیں تو پہلی مثال میں (تُصَلِّ أَصْلَ) اور دوسری میں (تَنْمُ أَنْتُمْ) ہونا چاہیے۔ اور المصباح المنیر میں اسی صفحہ پر اور مہر منیر میں صفحہ ۱۴۵ پر (من) اور (کاف) اور (با) اور (لام) حروف جازمہ کے ذکر اس مقام پر تسامح قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ ان کا ذکر طرد اللباب کے کما سبق تفصیلہ۔ اور جو چیز طرد اللباب ذکر کی جائے اس کو تسامح نہیں کہتے۔

پھر اول نے اسی صفحہ پر ان چاروں حروف کے متعلق لکھا ہے کہ (یا در کھو کہ یہ حروف کلام غیر موجب میں زائد آیا کرتے ہیں) پھر لام زائدہ کی مثال میں (رَدِفَ لَكُمُ) ذکر کیا ہے۔ یہ بدوجہ غلط ہے۔ اولاً اسلئے کہ (رَدِفَ لَكُمُ) کلام غیر موجب نہیں حالانکہ اس لام زائدہ ہے۔

ثانیاً اس لئے کہ (کلام غیر موجب) کی قید دیوبندی اضافہ ہے۔ جس کے باطل ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ (کفی باللہ شہیدا) میں (با) زائدہ ہے اور یہ کلام غیر موجب نہیں۔ اسی طرح مذکورہ شعر میں (اجاز لمسلم) کلام غیر موجب نہیں حالانکہ یہ کلام غیر موجب نہیں کذا فی الرضی۔ باقی رہا (من) اسمیں تحقیق یہ ہے کہ کلام موجب میں بھی زائد ہوتا ہے چنانچہ عبدالرسول میں ہے:

بھر تبعض وقسم ونسبت بدل

نیز تجوید است وزائد ہم بیاید مطلقا

در خود حاشیہ میں اس مثال میں یہ آیت پیش فرمائی:

وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنْ نَبَأِ الْمُرْسَلِينَ - اسمیں (من) زائدہ ہے حالانکہ یہ

کلام غیر موجب نہیں۔ سچ ہے کہ

☆ حال طفلان زبوں شد است بہ ہی مکتب وہی ملاں

دوازدہم حروف شرط و آں دواست اَمَّا وَلَوْ اَمَّا برائے تفسیر و قادر جوابش لازم باشد کَقَوْلِهِ تَعَالٰی فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُّوْا فِى النَّارِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سَعِدُوْا فِى الْجَنَّةِ وَلَوْ بِرَأٰى اِنْتَقَاىِ ثَانِى بِسَبَبِ اِنْتَقَاىِ اَوَّلِ چوں لَوْ كَانَ فِيْهِمَا الْاِلَهَةُ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔

بارہویں قسم حروف شرط اور وہ دو ہیں اَمَّا اور لَوْ برائے تفصیل اور فَا اُس کے جواب میں لازم ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا مقولہ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُّوْا فِى النَّارِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سَعِدُوْا فِى الْجَنَّةِ اور لَوْ اِنْتَقَاىِ ثَانِى کے لئے بوجہ اِنْتَقَاىِ اَوَّلِ جیسے لَوْ كَانَ فِيْهِمَا الْاِلَهَةُ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔

(اَمَّا) تفصیل کے لئے آتا ہے جس کے دو معنی ہیں۔ اول مجمل سابق کی توضیح جیسے آیت مذکورہ میں فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ۔ کلام سابق باعتبار حکم مجمل ہے (فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُّوْا فِى النَّارِ اور (وَاَمَّا الَّذِيْنَ سَعِدُوْا فِى الْجَنَّةِ) سے اُس کی توضیح کر دی گئی کہ شقی کا حکم دخول دوزخ ہے اور سعید کا حکم دخول جنت۔ اس میں بعض حصہ درمیان سے اور بعض حصہ آخر سے اختصار اُذکر کیا گیا ورنہ یہ آیات بایں ترتیب نہیں۔ صرف اتنا حصہ ذکر کر دیا گیا ہے جو مقصود سے متعلق تھا۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے مبتدی طلبہ کا لحاظ کرتے ہوئے اسی ایک معنی براکتفا فرمایا اور مناسب بھی یہی ہے کیونکہ تفصیل کے لئے اگلی کتابیں ہیں۔ دوم چند چیزوں کو الگ الگ ذکر کرنا جیسے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَزَادَ اللّٰهُ بِهَذَا اَمْتًا۔ اس میں مجمل سابق کی تفصیل نہیں بلکہ مومن اور کافر میں سے ہر ایک کے حال کا علیحدہ علیحدہ بیان ہے۔ اور (اَمَّا) استیناف کے لئے بھی آتا ہے جس کے معنی ہیں کلام ابتدائی کے اول لانا۔ جیسے وہ (اَمَّا) جس کو کتابوں اور وعظ کے خطبوں میں ذکر کرتے ہیں۔

چنانچہ اسی نحو میر میں تھا (أَمَّا بَعْدُ) بہر کیف (أَمَّا) تفصیل کے لئے ہو یا استیناف کے لئے معنی شرط اُس سے جدا نہیں ہوتے اور اس کے جواب پر (فَا) لازم ہوتی ہے اَلْأَنَادِرُ جیسے ارشاد نبوی۔ أَمَّا مَوْسَىٰ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذْ يَنْحَدِرُ فِي الْوَادِي۔ کہ اس میں (كَأَنِّي) پر (فَا) نہیں ہے جو جواب میں واقع ہے اور (لَوْ) اس پر دلالت کرتا ہے کہ جزا کا انتفاء ہو اوجہ انتفاء شرط کے جیسے آیت مذکورہ میں (لَوْ) نے اس بات پر دلالت کی کہ اول کا انتفاء یعنی تعدد آلہہ کا انتفاء معلوم سبب ہے ثانی کے انتفاء یعنی فساد زمین و آسمان کے انتفاء معلوم کے لئے نفس الامر میں یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا ہوتے تو زمین و آسمان کا موجودہ نظام برباد ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا نہیں اس لئے زمین و آسمان کا نظام برباد نہ ہوا (لَوْ) کا استعمال بایں معنی مشہور ہے اور کبھی بایں معنی مستعمل ہوتا ہے کہ جزا لازم ہے شرط کے لئے اور جزا منقشی۔

اس سے استدلال کیا جاتا ہے شرط کے منقشی ہونے پر جیسے یہی آیت کریمہ کہ جزا یعنی زمین و آسمان کا فساد لازم ہے شرط کے لئے، یعنی تعدد آلہہ کے لئے تو شرط ملزوم ہوئی اور لازم منقشی ہے کہ زمین و آسمان فاسد نہیں ہیں تو ملزوم منقشی ہوا۔ یعنی تعدد آلہہ منقشی ہوا تو حید ثابت ہوئی۔ چونکہ اس لزوم کا اخبار اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کے اخبار میں کذب ممکن نہیں تو یہ لزوم قطعی ہوا اور جب لزوم قطعی ہوا تو آیت کریمہ تو حید پر دلیل قطعی ہو گئی۔ فَاحْفَظْهُ اور کبھی (لَوْ) کا استعمال جزا کا استمرار بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اُس وقت جزا کو لازم قرار دیتے ہیں اُس شرط کے لئے جو دو متانی چیزوں میں سے بہ نسبت جزا بعید ہوتی ہے۔

جیسے لَوْ أَهَنْتَنِي لَا تُكْرِمُنِي۔ اگر تو میری اہانت کرتا تو بھی میں تیرا اکرام کرتا۔ مخاطب کی (اھانۃ) اور اُس کا (اکرام) دو متانی چیزیں ہیں۔ ان میں مخاطب

کی (اھانۃ) بہ نسبت (اکرام) متکلم بعید ہے اور (اکرام) مستمر ہے۔ مخاطب قریب متکلم نے اپنے (اکرام) کو مخاطب (اہلۃ) کے لئے لازم قرار دیا تو اس کے (اکرام) کے لئے بدرجہ اولیٰ لازم ہوا۔

پس معنی یہ ہوئے کہ متکلم کا (اکرام) مستمر ہے۔ مخاطب (اھانۃ) کرے یا (اکرام) اسی قبیل سے ہے یہ حدیث نَعْمَ الْعَبْدُ صُھِيبُ لَوْ لَمْ يُحِبَّ اللَّهُ لَمْ يُعْصِهِ۔ کہ عدم عصیان عدم حب کو لازم ہے تو حب تو بدرجہ اولیٰ لازم ہوا اب معنی یہ ہوئے کہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدم عصیان مستمر ہے کہ اُن سے معصیت صادر نہیں ہوتی۔

ترکیب:

(فا) برائے تفصیل مبنی بر فتح (مَنْ) حرف جار مبنی بر سکون (ہم) میں (ہا) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے (نفس) جو ماقبل میں تحت نفی واقع ہونے کی وجہ سے عام ہو گیا اسی واسطے ضمیر جمع کا راجع درست ہے (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (فَإِيتَانِ) مقدار کا (فَإِيتَانِ) ثنی مرفوع بالفاء اسم فاعل بصیغہ تشنیہ مذکر اس میں (ہما) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر (میم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم (شقی) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (مَعِيْدُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مفصلہ ہوا۔

(فا) حرف تفصیل مبنی بر فتح (أَمَّا) حرف شرط مبنی بر سکون برائے تفصیل جس

کی شرط محذوف وجوبا (الَّذِينَ) اسم موصول مبنی بر فتح (شَقُوا) فعل ماضی معروف مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے اسم موصول۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ جس کے لئے محل اعراب نہیں۔ اسم موصول اپنے صلے سے مل کر مبتدا مرفوع محلا (فَا) جوابی مبنی بر فتح (فِي) حرف جار مبنی بر سکون (النَّارِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتُونَ) مقدر کا (ثَابِتُونَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (ہم) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا (مِيم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا۔ شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ مفصلہ ہوا (واو) حرف عطف مبنی بر فتح (اَمَّا) حرف شرط مبنی بر سکون جس کی شرط محذوف وجوبا (الَّذِينَ) اسم موصول مبنی بر فتح (سُعِدُوا) فعل ماضی مجہول مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے اسم موصول۔

فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ جس کے لئے محل اعراب نہیں۔ اسم موصول اپنے صلے سے مل کر مبتدا مرفوع محلا۔

(فَا) جوابی مبنی بر فتح (فِي) حرف جار مبنی بر سکون (الْجَنَّةِ) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا (ثَابِتُونَ) مقدر کا (ثَابِتُونَ) جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر اس میں (ہم) پوشیدہ جس میں (ہا) ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا (مِيم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے

مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزاء شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ معطوف ہوا۔

(لو) حرف شرط مبنی بر سکون (کان) فعل ناقص مبنی بر فتح (فی) حرف جار مبنی بر سکون (ہما) میں (ہا) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر کسر۔ راجع بسوئے ارض و سماء (میم) حرف عدا مبنی بر فتح (الف) علامت تشنیہ مبنی بر سکون۔ جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا۔ (متصرفۃ) مقدر کا (متصرفۃ) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مؤنث اس میں (ہی) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم مؤخر۔

اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر..... خبر مقدم۔

(آلہ) جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً موصوف (الا) بمعنی (غیر) مضاف مرفوع محلا (اسم جلالت) مضاف الیہ مجرور تقدیر اضمہ موجودہ (الا) کے اعراب محلی کو بیان کرنے کے لئے ہے۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر اسم مؤخر۔ فعل ناقص اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (لام) جوابی مبنی بر فتح (فَسَدْنَا) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ تشنیہ مؤنث غائب اس میں (الف) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے ارض و سماء (تا) علامت تانیث مبنی بر سکون۔ فتحہ موجودہ حرکت مناسبت فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء۔ شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ ہو (فا) حرف تفصیل مبنی بر فتح۔ (أَمَّا) حرف شرط برائے تفصیل بمعنی ثانی مبنی بر سکون۔ جس کی شرط محذوف و جواباً (الذین) اسم موصول مبنی بر فتح (امَنُوا) فعل ماضی معروف مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے اسم موصول۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ

خبریہ ہو کر صلہ جس کے لئے محل اعراب نہیں۔ اسم موصول اپنے صلے سے مل کر مبتدا مرفوع محلا۔

(فا) جوابیہ مبنی بر فتح (فی علمون) فعل مضارع معروف صحیح باضمیر بارز مرفوع با ثبات نون۔ صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا (آئی) حرف مشبہ بالفعل مبنی بر فتح موصول حرفی (ہا) ضمیر منصوب متصل اسم منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے (مثلاً) جو ماقبل میں مذکور ہے (الحق) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفت مشبہ۔ صیغہ واحد مذکر اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ ذوالحال (من) حرف جار مبنی بر سکون (وب) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً (ہم) میں (ہا) ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے مبتدا (میم) علامت جمع مذکر مبنی بر سکون۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔

جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا۔ (ثابتاً) مقدراً کا (ثابتاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (ہو) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل۔ صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر خبر۔ اسم (آئی) اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مفعول بہ منصوب محلا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا۔ شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ ہو (واو) عطف مبنی بر فتح (آئی) حرف شرط برائے تفصیل بمعنی ثانی مبنی بر سکون۔ جس کی شرط محذوف وجوباً (السیدین) اسم موصول مبنی بر فتح (تفسروا) فعل ماضی معروف مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب اس

میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے اسم موصول۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ جس کے لئے محل اعراب نہیں۔

اسم موصول اپنے صلے سے مل کر مبتدا مرفوع محلا (فا) جوابی مبنی بر فتح (بقولون) فعل مضارع معروف صحیح با ضمیر بارز مرفوع با ثبات نون۔ صیغہ جمع مذکر غائب اس میں (واو) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا (ها) اسمیہ برائے استفہام مبتدا مرفوع محلا مبنی بر سکون (ذا) بمعنی (الذی) اسم موصول مبنی بر سکون (اَرَادَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (اسم جلالہ) مفرد منصرف صحیح لفظاً فاعل (ها) ضمیر منصوب محذوف مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم موصول (با) حرف جار مبنی بر سکون (ذا) اسم اشارہ مبنی بر سکون ممیز (مثلاً) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے مل کر مجرور محلا جار مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ محذوف اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ جس کے لئے محل اعراب نہیں۔ موصول اپنے صلے سے مل کر خبر مرفوع محلا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہو کر مقولہ یا مراد اللفظ ہو کر مقولہ منصوب محلا یا تقدیراً۔

فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا۔ شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ معطوف ہوا۔

(اما) حرف شرط مبنی بر سکون اس کی شرط محذوف و جواباً (موسیٰ) غیر منصرف مرفوع تقدیراً مبتدا (کَیْـنَ) حرف مشبہ بالفعل مبنی بر فتح مقدّر کسرہ موجودہ حرکت مناسبت برائے تحقیق (نا) ضمیر منصوب متصل اسم منصوب محلا مبنی بر سکون (انظُرْ) فعل مضارع

معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً۔ صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون۔

(الی) حرف جاذب مبنی بر سکون (ها) ضمیر مجرور متصل مجرور محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے مبتدا۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ (اِذْ) ظرف زمان مبنی بر سکون مضاف (يُخَيِّدُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا (فِي) حرف جاذب مبنی بر سکون (الْوَادِي) اسم منقوص مجرور تقدیراً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا (كَانَ) حرف مشبہ بفعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر خبر مرفوع محلا مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ (نَعَمْ) فعل مدح مبنی بر فتح (الْعَبْدُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم مرفوع محلا (صُهَيْبٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدائے مؤخر۔ مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (لَوْ) حرف شرط مبنی بر سکون (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يَحِبُّ) فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون۔ فتح موجودہ یا کسرہ موجودہ حرکت حرکت تخلص من السکونین صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے

(صُهَيْبٌ) اور (اسم جلات) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (لَمْ) حرف جازم مبنی بر سکون (يُعْصِ) فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی مجزوم بخذف لام صیغہ واحد مذکر غائب اس

میں (هو) ضمیر مرفوع منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر کسر راجع بسوئے اسم جلالت۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ (لَوْ) حرف شرط مبنی بر سکون (أَهْنَتْ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح (نُون) برائے وقایہ مبنی بر کسر (يَا) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط (لَا م) جوابیہ مبنی بر فتح۔

(اِکْرَمْتُ) فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم اس میں (تَا) ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم (كَاف) ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

تنبیہ ۲۲۴ تا ۲۲۶:

مہر نمبر ۱۳۶ میں ہے (تنبیہ) حروف شرط میں سے ان بھی ہے مگر مصنف نے اس کو چھوڑ دیا ہے جو تاسخ پر مبنی ہے۔

اقول:

یہ غلط ہے اور آپ کی سمجھ کا قصور مصنف علیہ الرحمۃ یہاں پر حروف غیر ملہ کو بیان فرما رہے ہیں اور (ان) ہے عامل پھر اُس کو کیوں بیان فرماتے اور المصباح المنیر صفحہ ۱۵۵ میں ہے (ف) حروف شرط میں ان بھی داخل ہے لیکن وہ بعض صورتوں میں عامل بھی ہوتا ہے مگر مصنف نے یہاں اس کو ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ حرف شرط جب کہ شرط و جزا مضارع ہوں تو عامل ہوتا ہے جیسے (ان تَضْرِبْ أَضْرِبْ) یہ بدو وجہ غلط ہے۔

اولاً اس لئے کہ (اَنْ) کو بعض صورتوں میں عامل کہنا درست نہیں کیونکہ اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ بعض صورتوں میں عامل نہیں ہوتا حالانکہ وہ تمام صورتوں میں عامل ہوتا ہے۔ کبھی مُبْلَغِي عَنِ الْعَمَلِ نہیں ہوتا جیسے حروف مشبہ بہ فعل مائے کافہ کے ملحق ہونے سے عامل نہیں رہتے (اَنْ) ایسا نہیں اُس کو کوئی چیز عمل سے نہیں روکتی۔ ثانیاً اس لئے کہ یہ کہنا (جبکہ شرط و جزا مضارع ہوں تو عامل ہوتا ہے) درست نہیں کیونکہ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جب شرط و جزا مضارع نہ ہوں تو عامل نہیں ہوتا۔ یہ غلط ہے اور نحو میر یاد نہ رہنے پر مبنی۔ مصنف علیہ الرحمۃ حروف جازمہ کے بیان میں فرما چکے ہیں (اَنْ) برائے مستقبل است اگرچہ در ماضی رود چوں اِنْ ضَرْبُ ضَرْبُتْ و ایں جازم تقدیری بود زیر کہ ماضی معرب نیست) کہے اگر (اَنْ) غیر مضارع میں عامل نہیں ہوتا یہ جزم تقدیری کہاں سے آگیا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

سینزدہم لَوْلَا و موضوعت برای انتقائے ثانی بسبب وجود اول چوں
لَوْلَا عَلَيَّ لَهْلَكَ عُمْرُ.

تیرھویں قسم لَوْلَا اور وہ وضع کیا گیا ہے انتقائے ثانی کے لئے بوجہ وجود اول
جیسے لَوْلَا عَلَيَّ لَهْلَكَ عُمْرُ.

(لَوْلَا) دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ نحوی دوسرے کو جواب لولا کہتے ہیں۔ چونکہ یہ حرف شرط نہیں اس لئے پہلے جملے کو شرط نہیں کہتے۔ یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ دوسرے جملے کا مضمون پہلے جملے کے پائے جانے کے سبب سے متغی ہو گیا جیسے
لَوْلَا عَلَيَّ لَهْلَكَ عُمْرُ۔ اس میں دوسرا جملہ (لَهْلَكَ عُمْرُ) ہے اس

کا مضمون (هَلَاکِ غَمْرُ) اور پہلا جملہ (لَوْلَا عَلِیُّ) ہے جو اصل میں (لَوْلَا عَلِیُّ مَوْجُودٌ) تھا اس کا مضمون (وجود علی) ہوا۔ نظر برآں (لَوْلَا) نے اس پر دلالت کی کہ (هَلَاکِ عَمْرٍ) منہی ہوا بسبب (وجود علی) یہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک حاملہ عورت سے زنا صادر ہوا۔ بعد ثبوت شرع آپ نے اُس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ مولانا مشکل کشا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یاد دلایا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ حاملہ عورت کو وضع حمل کے بعد سنگسار کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے مذکورہ حکم سے رجوع کر کے فرمایا (لَوْلَا عَلِیُّ لَهْلَکَ غَمْرُ) علی کی وجہ سے عمر ہلاک نہ ہوا۔ یعنی مولانا مشکل کشا کی یاد دہانی نے دینی ہلاکت سے بچالیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلاف شرع حکم دینی ہلاکت ہے۔

ترکیب:

(لَوْلَا) انتناعیہ مبنی بر سکون (علی) مفرد منصرف جاری مجزائے صحیح مرفوع لفظاً مبتدا جس کی خبر (مَوْجُودٌ) محذوف وجوباً۔ (مَوْجُودٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (لام) حرف تاکید مبنی بر فتح (هَلَاکِ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (عمر) غیر منصرف مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب لولا ہوا۔

تنبیہ ۲۴۷:

المصباح المنیر صفحہ ۱۵۶ میں اور فہر منیر صفحہ ۱۴۶ میں ہے (قوله لولا، یہ بھی حروف شرط میں سے ہے۔

اقول :

لاحول و لا قوۃ تم بھی کوئی انسان ہو
تصنیفِ شرح اور تم لاحول و لا قوۃ
یہ غلط فاحش ہے ان فاضلان دیوبند کو علم نحو سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ اگر شرط
کے اصطلاحی معنی جانتے تو ہرگز یہ نہ کہتے کہ (لولا) بھی حروف شرط سے ہے بلکہ اتنی
سمجھ بھی نہیں کہ اگر (لولا) حروف شرط سے ہوتا تو مصنف علیہ الرحمۃ حروف شرط
میں بیان فرماتے جن کا تذکرہ کچھ دور نہیں گذرا بلکہ اس سے پہلے بلا فصل وہی
مذکور ہیں۔ اس کو علیحدہ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ لَقَدْ صَدَقَ مَا يَقُولُونَ إِنَّ
الدِّيَانَةَ قَوْمٌ لَا يَغْفِلُونَ۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی مٹا

حال طفلانِ زیوں شدہ است

چہار دہم لام مفتوحہ برائی تاکید چون لَزِيذٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔
چودھویں قسم لام مفتوحہ تاکید کے لئے جیسے لَزِيذٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔

ترکیب :

(لام) حرف تاکید مبنی بر فتح (زِيذٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا۔
(أَفْضَلُ) غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ)
ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا (مِنْ) حرف
جاری مبنی بر سکون (عَمْرٍو) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو۔ اسم
تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ
ہوا۔

ترجمہ : بیشک زید زیادہ فضیلت والا ہے عمرو سے۔

پا ز دہم مآ معنی مآ دَام چون اَقْوَمُ مَا جَلَسَ الْاَمِيرُ.

پندرہویں قسم مآ معنی مادام جیسے اَقْوَمُ مَا جَلَسَ الْاَمِيرُ.

(حروف مصدریہ) میں جس (ما) کا ذکر ہوا تھا اُس کی دو قسم ہیں۔ اول غیر زمانیہ جیسے وَضَافْتُ عَلَيْكُمْ الْاَرْضَ بِمَارْحَبَةٍ. یہ اپنے مابعد سے مل کر بمعنی مصدر ہوتا ہے چنانچہ (بِمَارْحَبَةٍ) بمعنی (بِرُحْبَہَا) ہوا۔ دوم زمانیہ جیسے مثال مذکور میں۔ اس کو زمانیہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے پہلے (وقت) مضاف کو حذف کر کے اُس کے قائم مقام اس کو کر دیا گیا تو قائم مقام ہونے کے اعتبار سے یہ زمانہ پر دلالت کرتا ہے بخلاف اول کہ اُس سے پہلے (وقت) مضاف نہیں ہوتا تو وہ (وقت) کے قائم مقام نہ ہوا لہذا وہ زمانہ پر دلالت نہیں کرتا اسی لئے وہ غیر زمانیہ کہلاتا ہے۔

سوال: جب یہ وہی (ما) مصدری ہے جس کا ذکر حروف مصدریہ ہو چکا۔ تو اب دوبارہ ذکر کرنے سے تکرار لازم آئی ہے جو مناسب نہیں؟

جواب: جی نہیں اولاً ذکر غیر زمانیہ ہونے کے اعتبار سے ہے اور ثانیاً زمانیہ ہونے کے اعتبار سے۔

سوال: اس (ما) کو بمعنی (مادام) کہنے سے کیا مقصود اتنا فرمانا کافی تھا کہ (ما) بمعنی (وقت)؟

جواب: (مادام) میں یہی (مائے) مصدری ہے اور (دَامَ) فعل ناقص جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُس کی خبر کا ثبوت اسم کے لئے دائم ہے تو (ما) اپنے مابعد سے مل کر بمعنی (دوام) مذکور ہوا اور (ما) قائم مقام (وقت) تھا تو (مادام) کے معنی ہوئے (وقتِ دوام) یعنی ثبوتِ خبر برائے اسم کا کل وقت۔ تو مصنف علیہ الرحمۃ نے (بمعنی مادام) فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ یہ (مسا) زمانیہ (کل وقت) کے معنی میں ہوتا ہے نہ (مطلقاً وقت) کے جوکل اور بعض دونوں کو شامل ہے۔ یہ بات (بمعنی

وقت) کہنے سے حاصل نہیں ہوتی اسی واسطے (بمعنی وقت) نہیں فرمایا۔
ترکیب:

(اَفْـوَمُ) فعل مضارع معروف صحیح مجرور از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم اس میں (اَنَا) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون (مَا) موصول حرفی مبنی بر سکون۔

(جَلَسَ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب (الْأَمِيرُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول حرفی اپنے صلے سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ مجرور محلا (وَقْتُ) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف مقدر۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: میں کھڑا ہوں گا۔ امیر کے بیٹھنے تک۔

تنبیہ ۲۳۸ تا ۲۵۰:

المصباح الامیر صفحہ ۱۵۰ میں ہے کہ (یہ مافعل ناقص مادام کے ہم معنی ہوتا ہے)۔

اقول:

یہ غلط ہے اس لئے کہ (مَادَامَ) پورا فعل ناقص نہیں۔ کما سبق۔ اسی واسطے مصنف علیہ الرحمۃ نے (بمعنی مادام فعل ناقص) نہیں فرمایا اور افعال ناقصہ میں پورا (مَادَامَ) ذکر فرمایا اس لئے کہ مادام فعل ناقص بدون (مَا) مصدریہ مستعمل نہیں ہوتا ہے جیسے (مَا اَنْفَكَ) میں فعل ناقص فقط (اَنْفَكَ) ہے اور (مَا) نافیہ۔ لیکن یہ فعل ناقص بغیر (مَا) وغیرہ حرف نفی استعمال نہیں کیا جاتا اس لئے

حرف نفی کے ساتھ ذکر فرمایا۔

پھر المصباح المنیر میں اسی صفحہ پر اور مہر منیر میں صفحہ ۱۴۷ پر (ما) کی دو قسم اسمیہ اور حرفیہ بیان کر کے تحریر کیا کہ (پھر اسمیہ کی تین قسمیں ہیں موصولہ، موصوفہ، شرطیہ اور حرفیہ کی بھی تین قسمیں ہیں نافیہ، کافہ اور مابمعنی مادام) یہ دونوں حصر بھی غلط ہیں اول اس لئے کہ (ما) اسمیہ برائے استفہام بھی ہوتا ہے جیسے (وَمَا إِلَکَ بِیْمِینِکَ یَا مُؤْمِنِی) میں جس کو یہ دونوں فاضل دیوبند شروع کتاب میں بیان کر چکے ہیں:

کہ صیغہ تعجب (مَا أَحْسَنَتْ) میں (مَا) بر مذہب امام فرارائے استفہام ہے لیکن بات یہ ہے کہ (حافظ نباشہ) علاوہ استفہام اور معانی میں بھی آتا ہے جس کی تفصیل کافیہ وغیرہ میں دیکھی جائے۔ اس حصر کے اعلان پر یہی کافی ہے۔

دوم اس لئے کہ (مَا) حرفیہ مصدریہ غیر زمانیہ بھی آتا ہے جس کی مثال میں فاضل دیوبند دوم صفحہ ۱۴۱ پر (وَصَافَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ) پیش کر چکے ہیں اور (مَا) حرفیہ زائد بھی آتا ہے جس کا بیان حروف زیادت میں عنقریب گذر گیا جیسے آئنا میں۔

ناظرین یہ ہیں فاضلان دیوبند جن کو تصنیف شرح ہے بید پسند لیکن عقل سے ہیں عاری اور علم سے ہیں خالی جس کا مشاہدہ کر چکے ہیں مبتدی و عالی۔ سچ ہے کہ یہ ہی کتب وہی مثلاً ☆ حال طفلان زبوں شدہ است

شانزدہم حروف عطف و آن دہ است و او فاء و ثم و حتی و اما و او ام و لا و بل و لیکن۔

سولہویں قسم حروف عطف اور وہ دس ہیں و او فاء اور ثم اور حتی اور اما اور او ام اور لا و بل و لیکن۔

(عطف) کے لغوی معنی ہیں (مَـا لہ) یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف مائل کرنا اور نحویوں کی اصطلاح میں (معطوف کو مائل کرنا معطوف علیہ کی طرف اعراب و حکم وغیرہ میں) ان کے ماقبل کو معطوف علیہ کہتے ہیں اور مابعد کو معطوف یہ حروف باعتبار حصول حکم تین قسم پر ہیں۔ اول وہ جن کے حکم معطوف اور معطوف علیہ دونوں کے لئے ثابت ہوتا ہے یہ (واو) اور (فا) اور (ثم) اور (حتی) ہیں جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ وَعُمَرُو اس میں حکم بھی دونوں کے لئے ثابت ہے اور جَاءَ زَيْدٌ وَعُمَرُو اس میں بھی ترتیب اور مہلت کے ساتھ اور قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمَشَاةِ اس میں بھی لیکن ترتیب اور مہلت کے ساتھ جو (ثم) میں معتبر مہلت سے قدرے کم ہوتی ہے۔ دوم وہ جن سے حکم دونوں میں سے کسی ایک معین کے لئے ثابت ہو یہ (لا) اور (بل) اور (لکن) ہیں جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ لَا عُمَرُو۔ کہ اس میں حکم بھی ایک معین کے لئے ثابت ہوا یعنی (زید) کے لئے اور جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ بَلْ عُمَرُو اس میں بھی یعنی عمرو کے لئے اور مَا جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ لَكِنْ عُمَرُو اس میں بھی حکم مَجْیِ عمرو کے واسطے ثابت ہوا۔ سوم وہ جن سے حکم دونوں میں سے ایک غیر معین کے لئے ثابت ہوتا ہے اور وہ (اَوْ) اور (اِمَّا) اور (اَمْ) ہیں جیسے جَاءَ نَبِيٌّ زَيْدٌ اَوْ عُمَرُو اس میں حکم مَجْیِ دونوں میں سے کسی ایک غیر معین کے لئے ہے اور جَاءَ نَبِيٌّ اِمَّا زَيْدٌ اِمَّا عُمَرُو۔ اس میں کسی ایک غیر معین کے لئے اور اَزَيْدًا اَزَيْتَ اَمْ عُمَرُو۔ اس میں بھی کسی ایک غیر معین کے لئے۔ مبتدی کے لئے اتنا کافی ہے۔ تفصیل اگلی کتابوں میں آئے گی۔

ترکیب:

(جَاءَ نَبِيٌّ) ترکیب معلوم (اِمَّا) حرف تردید مبنی بر سکون (زَيْدٌ) ترکیب معلوم معطوف علیہ (واو) زائدہ بر مذہب جمہور مبنی بر فتح (اِمَّا) حرف عطف مبنی

برسکون (عَمُرُو) بترکیب معلوم معطوف - معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل - فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(ہمزہ) برائے استفہام مبنی بر فتح (زَيْدًا) بترکیب معلوم معطوف علیہ (اُم) حرف عطف مبنی برسکون (عَمُرُوا) بترکیب معلوم معطوف - معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ (زَايَسْتُ) بترکیب معلوم - فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ باقی ماندہ سابقہ مثالوں کی ترکیب یہاں تک تک پڑھنے کی بعد طلبہ خود کر سکتے ہیں۔

فائدہ:

(واو) حرف عطف کا ترجمہ اردو میں حرف (اور) ہے جس کو اس طرح پڑھا جائے کہ (واو) ظاہر نہ ہو جیسے (خوش) میں ظاہر نہیں ہوتا۔ اور اگر (واو) ظاہر کر کے پڑھا جائے تو وہ حرف نہیں بلکہ اسم ہے بمعنی دیگر جس کو عربی میں (اخر) کہتے ہیں۔ جیسے مندرجہ ذیل قطعہ بند شعر میں حرف عطف ہے

کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

تمام شد بتوفیقہ تعالیٰ وعونہ۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ مُحَمَّدٍ
وَالِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

چوں بحثِ مستثنیٰ در کتابِ نحو میر نبود برائے افادہٴ سلاطین افروزہ شد

چونکہ بحثِ مستثنیٰ کتابِ نحو میر میں نہ تھی اس لئے فائدہ طلبہ کے واسطے بڑھائی گئی

بدانکہ مستثنیٰ لفظیت کہ مذکور باشد بعد الا واخوات آں یعنی غیرو سوئی

و سِوَاءَ وَ حَاشَا وَ خَلَا وَ عَدَا وَ مَا خَلَا وَ مَا عَدَا وَ لَیْسَ وَ لَا یُکُونُ تا ظاہر گردد کہ

منسوب نیست بسوئی مستثنیٰ انچہ نسبت کردہ شدہ است بسوئے ماقبل دی و آن برد قسم

ست متصل و منقطع متصل آنست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ الا واخوات دی مثل

جَاءَ نَبِی الْقَوْمِ الْاَزْیْدَا پس زید کہ در قوم داخل بود از حکمِ محی خارج کردہ شد و منقطع

آن باشد کہ مذکور بعد الا واخوات دی و خارج کردہ نشود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ

داخل نباشد در مستثنیٰ منہ مثل جَاءَ نَبِی الْقَوْمِ الْاِحْمَارَا کہ ہمارا در قوم داخل نبود۔

جان لو کہ مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو مذکور ہو الا اور اُس کے نظائر کے بعد یعنی

غیر اور سوئی اور سِوَاءَ اور حَاشَا اور خَلَا اور عَدَا اور مَا خَلَا اور مَا عَدَا اور لَیْسَ

اور لَا یُکُونُ کے بعد تا کہ ظاہر ہو کہ منسوب نہیں ہے مستثنیٰ کی طرف وہ چیز جو نسبت کی

گئی ہے اُس کے ماقبل کی طرف۔ اور وہ دو قسم پر ہے متصل اور منقطع۔ متصل وہ مستثنیٰ

ہے جو خارج کیا گیا ہو متعدد سے لفظ الا اور اُس کے نظائر میں سے کسی کے ساتھ جیسے

جَاءَ نَبِی الْقَوْمِ الْاَزْیْدَا پس جو قوم میں داخل تھا آمد کے حکم سے خارج

کر دیا گیا اور منقطع وہ ہے جو مذکور ہو الا اور اُس کے نظائر میں سے کسی کے

بعد اور خارج نہ کیا گیا ہو متعدد سے بایں سبب کے مستثنیٰ داخل نہیں ہے مستثنیٰ منہ میں۔

جیسے جَاءَ نَبِی الْقَوْمِ الْاِحْمَارَا کہ ہمارا قوم میں داخل نہ تھا۔

سوال: مستثنیٰ کی تعریف میں (لفظ) کہا گیا ہے جو اسم، فعل اور حرف سب کو شامل

ہے تو کیا یہ تینوں مستثنیٰ ہوتے ہیں؟

جواب: جی نہیں صرف اسم مستثنیٰ ہوتا ہے (لفظ) سے مراد (اسم) ہے بایں قرینہ کہ

مستثنیٰ ہونا اسم کی علامت ہے۔ اب تعریف یہ ہوئی کہ (مستثنیٰ) وہ اسم ہے جو (الّا) اور اُس کے نظائر میں سے کسی ایک کے بعد واقع ہوتا کہ اس بات پر دلالت ہو سکے کہ اس کی جانب وہ چیز منسوب نہیں ہے جو اس کے ماقبل کی جانب منسوب کی گئی ہے (ما قبل) کو (مستثنیٰ منہ) کہتے ہیں اور اس سے بھی (اسم) مراد ہے کیونکہ مستثنیٰ منہ ہونا بھی علامت اسم ہے پھر مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں۔

اول متصل:

وہ ایسا اسم ہے جس کو ایسے اسم سے خارج کیا گیا ہو جو کثیرین پر دلالت کرے جیسے جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ الْأَزْنِدَا کہ اس میں (زَيْنْدَا) کو (الْقَوْمِ) سے خارج کیا گیا جو کثیرین پر دلالت کرتا ہے کہ (قوم) کثیر رجال کو کہتے ہیں۔ خارج کرنے سے مراد یہ کہ جو حکم (قوم) کا ہے ہے یعنی (آمد) وہ اس کیلئے نہیں۔
دوم منقطع:

وہ ایسا اسم ہے جس کو کثیرین پر دلالت کرنے والے اسم سے خارج نہ کیا گیا ہو۔ جیسے جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ الْأَحْمَارَا کہ (حمار) قوم میں داخل نہیں تو اخراج کیسے ہو سکتا ہے کہ اخراج تو دخول کے بعد ہوتا ہے اور جب یہ قوم میں داخل نہیں تو قوم کا حکم یعنی (آمد) بھی اس کے لئے نہ ہوا۔ غرض کہ مستثنیٰ متصل اور مستثنیٰ منقطع ہونے کا دار و مدار دخول اور عدم دخول پر ہے۔ اگر مستثنیٰ کا دخول بالیقین معلوم ہے تو مستثنیٰ متصل ہے اور اگر عدم دخول بالیقین معلوم ہے تو مستثنیٰ منقطع۔
ترکیب:

(جَاءَ نَبِي) ترکیب معلوم (الْقَوْمِ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ (الّا) حرف استثنائی بر سکون (زَيْنْدَا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ متصل مستثنیٰ

منہ اپنے متثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔

(جاء نی) بترکیب معلوم (الْقَوْمُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً متثنیٰ منہ (الَا) حرف استثنائی بر سکون (حَمَارًا) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً متثنیٰ منقطع متثنیٰ منہ اپنے متثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز حمار۔

تنبیہ ۲۵۱:

المصباح البشیر صفحہ ۱۵۷ میں اور مہر منیر ۱۴۹ میں متثنیٰ منہ کی تعریف بالفاظ مختلف بایں طور کی ہے کہ (جس کو عام حکم میں سے الگ کیا جاتا ہے اُسے متثنیٰ منہ کہتے ہیں)۔

اقول:

یہ غلط ہے کہ اُس حکم عام کو متثنیٰ منہ نہیں کہتے بلکہ اُس (متعدد) کو متثنیٰ منہ کہتے ہیں جس کی تفسیر ہم بیان کر چکے ہیں۔ سچ ہے کہ
بہ ہی کتب و ہی ملا
حال طفلان زبوں شدہ است

بدانکہ اعراب متثنیٰ بر چہار قسم است اول آنکہ اگر متثنیٰ بعد لاء در کلام موجب واقع شود پس متثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد نحو جاء نی الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا و کلام موجب آنکہ در ان نفی و نہی و استفہام باشد و پنجمین در کلام غیر موجب اگر متثنیٰ را بر متثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو ما جاء نی اِلَّا زَيْدًا اَحَدًا و متثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب

باشد اگر مستثنیٰ بعد خلا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد۔

وبعد ما خلا و ما عدا و لیس و لا یكون ہمیشہ منصوب باشد نحو جاء نبي القوم خلا زيدا و عدا زيدا..... الخ.

جان لو کہ اعراب مستثنیٰ چار قسم پر ہے اول یہ کہ مستثنیٰ الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہوئے مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوگا جیسے جاء نبي القوم الا زيدا اور کلام موجب اس کلام کو کہتے ہیں جس میں نفی اور نہی اور استفہام نہ ہو اور ایسے ہی کلام غیر موجب میں اگر مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ پر مقدم کریں تو اس کو منصوب پڑھتے جیسے جاء نبي الا زيدا احد اور مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب ہوتا ہے اور اگر مستثنیٰ خلا اور عدا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہوتا ہے اور ما خلا اور ما عدا اور لیس اور لا یكون کے بعد ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔

جیسے جاء نبي القوم خلا زيدا اور عدا زيدا آخر تک۔

(خلا اور عدا) کے بعد مستثنیٰ منصوب ہوتا ہے اکثر نحوات کے نزدیک اور بعض نحو یوں کے نزدیک مجرور ہوتا ہے کہ وہ استثناء میں بھی ان دونوں کو حرف جار قرار دیتے ہیں اسی واسطے مصنف علیہ الرحمۃ نے (بر مذہب اکثر علماء) فرمایا۔

ترکیب:

(ما) حرف نفی مبنی بر سکون (جاء نبي) بترکیب معلوم (الا) حرف استثناء مبنی بر سکون (زيدا) بترکیب معلوم مستثنیٰ متصل مقدم (احدا) مفرق منصرف صحیح مرفوع لفظا مستثنیٰ منہ مؤخر۔ مستثنیٰ منہ مؤخر اپنے مستثنیٰ مقدم سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس کوئی نہیں آیا بجز زید۔

(جاء نبي) بترکیب معلوم (القوم) بترکیب معلوم زوال الحال (خلا) فعل

ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر۔ صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال (زَيْدًا) ترکیب معلوم مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔

ترکیب:

(وَعَدَا زَيْدًا) اس میں (واو) کے بعد (جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ) بقرینہ سابق مقدر ہے اور ترکیب حسب سابق (جَاءَ نَبِي) ترکیب سابق (مَا) مصدری موصول حرفی مبنی بر سکون (خَلَا زَيْدًا) ترکیب سابق جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (مَا) موصول حرفی اپنے صلے سے مل کر بتاؤیل مفرد ہو کر مضاف الیہ ہوا (وَقَفْتُ) مضاف مقدر کا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بغیر زید کے۔

اسی طرح (جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ مَا عَدَا زَيْدًا) کی ترکیب ہوگی۔ اور (جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ لَا يَكُونُ زَيْدًا) اور (جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ لَيْسَ زَيْدًا) میں (الْقَوْمِ) ترکیب سابق ذوالحال اور (لَا يَكُونُ زَيْدًا) میں واقع دونوں فعل ناقص میں پوشیدہ ضمیر راجع بسوئے ذوالحال اسم اور (زَيْدًا) خبر۔ پھر جملہ ہو کر حال ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل۔ باقی معلوم۔

دوم آنکہ متنی بعد اذکر کلام غیر موجب واقع شود و متنی منہ ہم مذکور باشد پس دران دو وجہ رواست یکی آنکہ منصوب باشد بر سبیل استثناء و دیگر آنکہ بدل باشد از ماقبل

خویش چوں مآجآءِ نئی اَحَدَ الْأَزِيدَ وَالْأَزِيدَ.

دوسری قسم یہ کہ مستثنیٰ الّا کے بعد غیر موجب کلام میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو پس اُس میں دو وجہ درست ہیں ایک وجہ یہ کہ منصوب ہو بر طریق استثناء اور دوسری وجہ یہ کہ بدل ہو اپنے ماقبل سے جیسے مآجآءِ نئی اَحَدَ الْأَزِيدَ وَالْأَزِيدَ۔
ترکیب:

(مَا) حرف نفی مبنی بر سکون (جَاءَ نِیْ) بترکیب سابق (اَحَدَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ (الّا) حرف استثناء مبنی بر سکون (زِيدَ) بترکیب معلوم مستثنیٰ متصل مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس کوئی نہیں آیا۔ بجز زید۔

(وَالْأَزِيدَ) اس میں (واو) کے بعد (مآجآءِ نِیْ اَحَدَ) بقرینہ سابق مقدر ہے (مآجآءِ نِیْ) بترکیب سابق معلوم (اَحَدَ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ (الّا) بترکیب سابق (زِيدَ) بترکیب سابق بدال بعض۔ مبدل منہ اپنے بدل البعض سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نباشد و در کلام غیر موجب واقع شود پس اعراب مستثنیٰ بہ الّا درین صورت بحسب عوامل مختلف باشد نحو مآجآءِ نِیْ الْأَزِيدَ وَمَا رَأَيْتُ إِلَّا زَيْدًا وَمَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ۔

تیسری قسم یہ کہ مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو اور غیر موجب کلام میں واقع ہو پس مستثنیٰ بالّا کا اعراب اس صورت میں باعتبار مقتضائے عوامل ہوگا جیسے مآجآءِ نِیْ الْأَزِيدَ وَمَا رَأَيْتُ إِلَّا زَيْدًا وَمَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ۔

باعتبار مقتضائے عوامل اعراب کے مختلف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر عامل کا مقتضی رفع ہے تو مستثنیٰ مفرغ مرفوع ہوگا اور اگر مقتضی نصب ہے تو منصوب ہوگا اور اگر مقتضی جر ہے تو مجرور ہوگا جو کتاب میں مذکور مثالوں سے ظاہر ہے۔

ترکیب:

(جاءَ یُ) ترکیب سابق (الَا) حرف استثناء یعنی بر سکون (زَیْدٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ مفرغ کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس نہیں آیا مگر زید۔

ترکیب:

(مَا زَیْتُ) ترکیب معلو (الَا) ترکیب معلوم (زَیْدٌ) ترکیب معلوم مستثنیٰ مفرغ ہو کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نے نہیں دیکھا مگر زید کو۔

ترکیب:

(مَا مَرَرْتُ) ترکیب معلوم (الَا) ترکیب معلوم (بَا) حرف جار مبنی بر کسر (زَیْدٌ) ترکیب معلوم مجرور۔ جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں نہیں گذرا مگر زید کے پاس سے

تنبیہ ۲۵۲:

(مہر منیر صفحہ ۱۵۱) میں (مَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَیْدٍ) کا ترجمہ کیا ہے (میں زید کے سوا کسی کے ساتھ نہیں گذرا)

اقول:

یہ غلط ہے۔ شرح مائے عامل یاد نہ ہونے پر مبنی۔ صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے کیا۔ ایسے غلط ترجمے کر کے ان فاضل دیوبند نے طلبہ کو گمراہ کر ڈالا۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب و ہی ملا

حال طفلان زبوں شدہ است

چہارم آنکہ مستثنیٰ بعد لفظ غیرو سوئی و مساوی واقع شود پس مستثنیٰ را مجرور خوانند و بعد حاشا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد و بعضی نصب ہم جائز داشته اند چون جَاءَ نَبِ الْقَوْمِ غَيْرَ زَيْدٍ وَسَوَى زَيْدٍ وَسَوَاءَ زَيْدٍ وَحَاشَا زَيْدٍ۔

چوتھی قسم یہ کہ مستثنیٰ لفظ غیر اور سوی اور سواء کے بعد واقع ہو تو مستثنیٰ کو مجرور پڑھتے ہیں اور بعد حاشا کے بھی..... پر مجرور ہوتا ہے اور بعض نصب بھی جائز رکھتے ہیں جَاءَ نَبِ الْقَوْمِ غَيْرَ زَيْدٍ اور سَوَى زَيْدٍ اور سَوَاءَ زَيْدٍ اور حَاشَا زَيْدٍ۔

یعنی (غیر) اور (سوی) اور (سواء) کے بعد مستثنیٰ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے اور (حاشا) کے بعد اکثر نجات کے نزدیک اس لئے کہ ان کے نزدیک یہ حرف جار ہے اور بعض نحویوں نے اس کے بعد نصب جائز رکھا ہے اس بنا پر کہ (حاشا) فعل ہے اور (حاشا) کبھی اسم بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے حاشا اللہ میں اس وقت بعضی (تثنیہ) ہوتا ہے۔

ترکیب:

(جَاءَ نَبِ) ترکیب معلوم (الْقَوْمِ) ترکیب معلوم مستثنیٰ منہ (غیر) مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (زَيْدٍ) ترکیب معلوم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ متصل مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔

(جَاءَ نِي) بترکیب معلوم (الْقَوْمُ) بترکیب معلوم فاعل (يَسُوِي) اسم مقصور منصوب تقدیر مضاف (زَيْدٌ) بترکیب معلوم مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس قوم آئی سوا زید کے۔

(جَاءَ نِي الْقَوْمُ) بترکیب معلوم (مِوَاءً) مفرد منصوب صحیح منصوب لفظاً مضاف (زَيْدٌ) بترکیب معلوم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: وہی۔

(جَاءَ نِي) بترکیب معلوم (الْقَوْمُ) متشکی منہ (حَاشَا) جارثی بر سکون (زَيْدٌ) بترکیب معلوم مجرور لفظاً منصوب معنی متشکی۔ متشکی منہ اپنے متشکی سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(جَاءَ نِي) بترکیب معلوم (الْقَوْمُ) بترکیب معلوم ذوالحال (حَاشَا) بمعنی (جَانِبٌ) فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر۔ صیغہ واحد مذکر غائب اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال (زَيْدًا) بترکیب معلوم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: وہی۔

(حَاشَا) بمعنی (تنزیہ) اسم مبنی بر سکون مبتداء مرفوع محلاً مبنی اس لئے

کہ (حَاشَا) حرف سے لفظاً اور معنی میں مشابہت رکھتا ہے۔ لفظاً مشابہت تو ظاہر ہے اور معنی میں بایں طور کہ جس طرح (حَاشَا) حرفی اپنے مدخول سے حکم سابق کی نفی کرتا ہے اسی طرح یہ اپنے مدخول سے نقص کی نفی کرتا ہے (لام) حرف جارحی برکسر (اسم جلالت) مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً۔

جار مجرور مل کر ظرف مستقر ثابت مقدار کا (ثابت) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً، اسم فاعل صیغہ واحد مذکر اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: اللہ کے لئے پاکی ہے نقص سے۔

بدانکہ اعراب لفظ غیر مثل اعراب مستثنیٰ بہ الا باشد در جمع صورتہائی مذکورہ چنانکہ گوئی جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ غَيْرُ زَيْدٍ وَغَيْرَ حِمَارٍ وَمَا جَاءَ نَبِي غَيْرُ زَيْدٍ الْقَوْمِ وَمَا جَاءَ نَبِي أَحَدٍ غَيْرُ زَيْدٍ وَغَيْرُ زَيْدٍ وَمَا جَاءَ نَبِي غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا رَأَيْتُ غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ۔

جان لو کہ لفظ غیر کا اعراب مستثنیٰ بالآ کے مثل ہوتا ہے تمام مذکورہ صورتوں میں چنانچہ یوں کہو گے جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ غَيْرُ زَيْدٍ وَغَيْرَ حِمَارٍ وَمَا جَاءَ نَبِي غَيْرُ زَيْدٍ الْقَوْمِ وَمَا جَاءَ نَبِي أَحَدٍ غَيْرُ زَيْدٍ وَغَيْرُ زَيْدٍ وَمَا جَاءَ نَبِي غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا رَأَيْتُ غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ۔

(جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ غَيْرُ زَيْدٍ) یہ مثال مستثنیٰ کی ہے جو کلام موجب میں واقع ہو۔ یہ مستثنیٰ چونکہ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے لہذا اس کا اعراب (نصب) لفظ (غ) پر آیا اور (وَغَيْرَ حِمَارٍ) بتقدیر (جَاءَ نَبِي الْقَوْمِ) ہے۔ یہ مثال مستثنیٰ منقطع کی ہے۔ یہ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے اور (مَا جَاءَ نَبِي غَيْرُ زَيْدٍ الْقَوْمِ) یہ مثال اُس مستثنیٰ

کی ہے جو کلام غیر موجب میں مستثنیٰ منہ پر مقدم ہوا اور (مَا جَاءَ نِيَّ أَحَدٌ غَيْرَ زَيْدٍ) یہ مثال اُس مستثنیٰ کی ہے جو کلام غیر موجب میں واقع ہوا اور بطریق استثناء منصوب اور (غَيْرَ زَيْدٍ) بتقدیر (مَا جَاءَ نِيَّ الْقَوْمُ) یہ اُس مستثنیٰ کی جو کلام غیر موجب میں برہائے بدل مرفوع ہے اور (مَا جَاءَ نِيَّ غَيْرُ زَيْدٍ) یہ مثال ہے مستثنیٰ مفرغ کی جو مرفوع ہے اور (مَا زَايَتْ غَيْرُ زَيْدٍ) یہ مثال مستثنیٰ مفرغ منصوب کی اور (مَا مَرَّ زَيْدٌ بِغَيْرِ زَيْدٍ) یہ مثال ہے مستثنیٰ مفرغ مجرور کی۔

ترکیب:

(جَاءَ نِيَّ) ترکیب معلوم (الْقَوْمُ) ترکیب معلوم مستثنیٰ منہ (غَيْرُ) مفرغ منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف (زَيْدٍ) ترکیب معلوم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ متصل۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (جَاءَ نِيَّ) ترکیب معلوم (الْقَوْمُ) ترکیب معلوم مستثنیٰ منہ (غَيْرُ) ترکیب معلوم مضاف (جَمَاعَةٍ) ترکیب معلوم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ منقطع۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(مَا جَاءَ نِيَّ) ترکیب معلوم غَيْرَ زَيْدٍ ترکیب معلوم مستثنیٰ متصل مقدم (الْقَوْمُ) ترکیب معلوم مستثنیٰ منہ مؤخر۔ مستثنیٰ منہ مؤخر اپنے مستثنیٰ مقدم سے مل کر فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(مَا جَاءَ نِيَّ) ترکیب معلوم (أَحَدٌ) ترکیب معلوم مستثنیٰ منہ غَيْرَ زَيْدٍ ترکیب معلوم مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (غَيْرَ زَيْدٍ) بتقدیر (مَا جَاءَ نِيَّ أَحَدٌ) منصوب (مَا جَاءَ نِيَّ) ترکیب معلوم (أَحَدٌ) ترکیب معلوم مبدل

منہ (غَيْرُ زَيْدٍ) ترکیب معلوم مرفوع فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(مَا رَأَيْتُ) ترکیب معلوم (غَيْرُ زَيْدٍ) ترکیب معلوم منصوب۔ مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (مَا مَرَرْتُ) ترکیب معلوم (بِغَيْرِ زَيْدٍ) ترکیب معلوم ظرف لغو فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

بدانکہ لفظ غیر موضوع ست برائے صفت و گاہ برائی استثناء آید چنانکہ الابرار استثناء موضوع ست و گاہ در صفت مستعمل شود نحو قوله تعالى لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا یعنی غَيْرُ اللَّهِ وَهَمَجْنِينَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

جان لو کہ لفظ غیر وضع کیا گیا ہے صفت کے واسطے اور کبھی استثناء کے لئے آتا ہے جیسے الاستثناء کے لئے وضع کیا گیا ہے اور کبھی صفت میں مستعمل ہوتا ہے جیسے اللہ کا مقولہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا یعنی غَيْرُ اللَّهِ اور اسی طرح لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

اقول:

(لفظ غَيْرُ) اسم ہے جو مشتقات سے نہیں لیکن اس میں وصفی معنی پائے جاتے ہیں وہ وہ کہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل کے مغایر ہے اسی واسطے علماء نحو اس کو صفت کہتے (غَيْرُ) بمعنی (الَّا) کی مثالیں گذر گئیں اور (الَّا) برائے استثناء کی بھی اور غَيْرُ برائے صفت کی مثال یہ ہے جَاءَ نِسِي رَجُلٌ غَيْرُ زَيْدٍ اس میں (غَيْرُ زَيْدٍ) صفت ہے (رَجُلٌ) کی اور غَيْرُ واحد، جمع، مذکر مؤنث سب کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے اَمْوَثٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ اس میں جمع اور مؤنث کی صفت

واقع ہے اور اَلَا بمعنی (غیر) مذکورہ آیت کریمہ میں ہے کیونکہ اس میں اَلَا کا برائے استثناء ہونا درست نہیں جس کی تفصیل بشر الناجیہ بشر الکافیہ میں ملاحظہ کی جائے۔ لیکن (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) میں بمعنی غیر نہیں۔ یہ بحث مستثنیٰ اضافہ کنندہ بزرگ کی لغزش ہے اور یہ لغزش انہیں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دیگر ارباب تصانیف سے بھی صادر ہوئی ہے۔ وجہ یہ کہ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کے کلمہ توحید ہونے پر اجماع ہے چنانچہ تلوح صفحہ ۵۵ میں (قَوْلُنَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةُ تَوْحِيدٍ أَجْمَاعًا) اور توحید کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے وجود کا بیان اور دیگر الہ کے وجود کی نفی۔

چنانچہ صفحہ مذکورہ پر ہے (التَّوْحِيدُ بَيَانُ وُجُودِهِ وَنَفْيُ إِلَهٍ غَيْرِهِ) اور اس کلمہ توحید کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اللہ سے وجود کی نفی۔ نہ اللہ تعالیٰ کے مغایر ہونے کی نفی ہر الہ سے۔ چنانچہ اسی صفحہ پر ہے (الْمَعْنَى نَفْيُ التَّوْحِيدِ عَنِ الْإِلَهِ سِوَى اللَّهِ تَعَالَى لَا عَلَى نَفْيِ مُغَايَرَةِ اللَّهِ عَنْ كُلِّ إِلَهٍ)۔

نظر بر آں اگر کلمہ توحید میں (اَلَا) بمعنی (غیر) لیا گیا تو اللہ تعالیٰ کے مغایر ہونے کی نفی ہوگی ہر الہ کو بمعنی (غیر) لینا باطل ہو اور برائے استثناء ہونا متعین کہ اسی تقدیر پر اجماعی معنی حاصل ہوتے ہیں۔

ترکیب:

آیت کریمہ کی ترکیب گذر گئی۔

کلمہ طیبہ کی ترکیب یوں ہوگی (لَا) برائے نفی جنس مبنی بر سکون (إِلَه) مکرہ مفردہ مبنی بر فتح منصوب باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید مبدل منہ (اَلَا) حرف استثناء مبنی بر سکون (اسم جلال) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً بدل البعض۔ مبدل منہ اپنے بدل البعض سے مل کر اسم (مَوْجُودٌ) مقدر مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول، صیغہ واحد مذکر۔ اس میں (هُوَ) ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ نائب فاعل مرفوع

محلہ بنی بر فتح راجع بسوئے (الہ) اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر (لا) اپنے اسم
و خبر سے مل جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی موجود نہیں۔

ترکیب:

(جَاءَ نَبِیُّ) بترکیب معلوم (رَجُلٌ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف
(غَیْرُ) مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف (زَیْدٌ) بترکیب معلوم مضاف
الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل
فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میرے پاس زید کے مگر ایک مرد آیا۔

تنبیہ ۲۶۰ تا ۲۵۳:

(مہر منیر صفحہ ۱۵۲) میں (جَاءَ نَبِیُّ رَجُلٌ غَیْرُ زَیْدٍ) کا ترجمہ
کیا ہے (میرے پاس ایک شخص آیا جو زید کے سوا تھا)

اقول:

یہ ترجمہ بدو وجہ غلط ہے۔

اولاً اس لئے کہ (رَجُلٌ) کا ترجمہ (شخص) نہیں۔

ثانیاً اس لئے کہ (رَجُلٌ) اور (غَیْرُ زَیْدٍ) موصوف و صفت ہیں اور ان

میں نسبت ناقصہ ہوتی ہے اور (تھا) ترجمہ نسبت تامہ کا ہے نہ ناقصہ کا۔

اور المصباح المنیر صفحہ ۱۶۲ میں ہے کہ (غیر در اصل صفت مشبہ ہے بروزن خیر) یہ بھی
غلط ہے کہ (غیر) صفت مشبہ نہیں کیونکہ صفت مشبہ از قبیل مشتقات ہے جس کے لئے
مشتق منہ ضروری۔ اور مشتق منہ ہے نہیں کیونکہ (غَارِیَغِیْرُ) کا مصدر (غَیْرُ) بمعنی

(مُغَايِرَة) نہیں آتا۔ اور (غیر) بمعنی (مغایر) ہے تو پھر یہ صفت مشبہ کیسے ہو گیا (خیر) کے وزن پر ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ صفت مشبہ ہو جائے ورنہ یہ مثل صادق آجائے گی، (جتنے کالے سب میرے باپ کے سالے)۔

پھر صفحہ ۱۶۳ پر آیت مذکورہ میں (الَا) کے بمعنی (غیر) ہونے پر یہ شبہ ذکر فرمایا کہ (الَا) کے بمعنی (غیر) ہونے پر موصوف اور صفت میں مطابقت حاصل نہ ہوگی کہ (الہة) موصوف مؤنث ہے اور (غیر) مذکر۔

پھر اس شبہ کا جواب بایں طور ارقام فرماتے ہیں جواب الہة میں جوت یہاں پر موجود ہے وہ تانیث کے لئے نہیں ہے بلکہ الہة فاعلة کے وزن پر صیغہ جمع ہے) یہ بہ چہار وجہ غلط ہے۔

اولاً اس لئے کہ (الہة) کی (تا) سے تانیث کی نفی کرنا ان فاضل دیوبند کے سوا کسی سلیم العقل سے متصور نہیں۔

ثانیاً اس لئے کہ (الہة) کو (فاعلة) کے وزن پر کہنا ایسے ہی شخص کی بات ہو سکتی ہے جس کا دماغی توازن صحیح نہ ہو۔ کیونکہ یہ بروزن (فاعلة) نہیں بلکہ بروزن (أَفْعَلَة) ہے جمع قلت۔

ثالثاً اس لئے کہ (فاعلة) جمع کا وزن نہیں تو اس وزن پر ہونے سے لفظ (الہة) کا مذکر ہونا کیسے لازم آیا حتیٰ کہ صفت کے ساتھ تذکیر میں مطابقت ہو جائے۔ کیا جمع تکسیر مذکر ہوا کرتی ہے۔

ان دونوں فاضلان دیوبند کی شروح بسم اللہ کے ترجمہ سے لے کر یہاں تک پہنچو قسم اغلاط سے لبریز ہیں جن سے عربی مدارس کے طلبہ گمراہ ہو گئے۔ سچ ہے کہ

بہ ہی مکتب وہ ہی ملا

حال طفلان زیوں شدہ است

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوْلَاوَاخِرًاوَالصَّلَاةُوَالسَّلَامُ عَلَى حَبِيبِهِ الْمُصْطَفَى وَالِلهِ
وَصَحْبِهِ الْمُجْتَبَى.

تمام شد بتوفیقہ تعالیٰ وعونہ

فقیر سید غلام جیلانی

مدرسہ المدینہ مدرسہ اسلامی عربی، اندر کوٹ میرٹھ
۱۴ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۷۷ء یوم چار شنبہ



ماخذ و مراجع

- ۱۔ قرآن مجید
- ۲۔ مشکوٰۃ شریف
- ۳۔ مجمع العوامع
- ۴۔ الفوائد الثانیہ
- ۵۔ حاشیۃ الصبان
- ۶۔ الرضی -
- ۷۔ اشعونی شرح الالقیہ
- ۸۔ کافیہ
- ۹۔ الفوائد النضائیہ للجامی
- ۱۰۔ حاشیۃ منقحی الادب
- ۱۱۔ المنجد الکبیر
- ۱۲۔ ترتیب البوسعیدی
- ۱۳۔ کلیات اندادیہ
- ۱۵۔ نکتہ ملا عبد الحکیم سیالکوٹی
- ۱۶۔ تیسر البتدی
- ۱۷۔ کنز الایمان ترجمہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
- ۱۸۔ محرم آفندی
- ۱۹۔ حواشی شرح رضی
- ۲۰۔ زلزله

- ۲۱۔ المصباح المنیر
 ۲۲۔ مہر منیر
 ۲۳۔ تحذیر الناس
 ۲۴۔ براہین قاطعہ
 ۲۵۔ جہد المقل
 ۲۶۔ حفظ الایمان
 ۲۷۔ اخبار دعوت
 ۲۸۔ اخبار نجات
 ۲۹۔ ترجمہ قرآن مولانا اشرف علی تھانوی
 ۳۰۔ ترجمہ قرآن محمود الحسن دیوبندی



تَنْوِيرُ الْبَرَكَاتِ

شرح

لَاخِصُ الْمَفْتاحِ

ابوالبركات مفتی محمد عین الدین حمیدی برکاتی

تلاوت کتاب گھر



صرف کے طلباء اور طالبات کیلئے آسان کتاب

علم صرف



علامہ غلام انصیر الدین حاشی

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ

مدرسہ جامعہ نعیمیہ لاہور

زکوة الیمیہ لکتاب و فکر



کتاب مصطلح الحديث

الترمذي

كتاب مصطلح الحديث

مترجم
والامام محمد شريف جمال الدين
فارس جامع قاسميه رضويہ اسلام آباد

ظاہر عین کتب

اَفْهَجُ التَّشْرِیْحِ

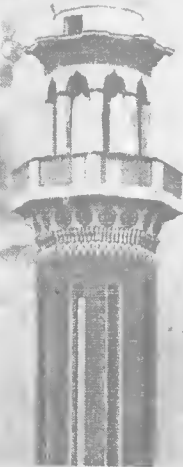
شرح مرقاۃ

جامعیت اہل حق (رجسٹرڈ)

لاہور

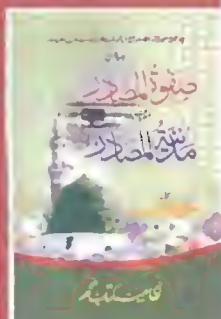
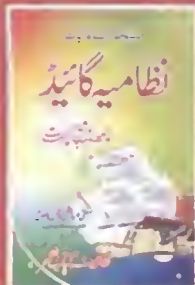
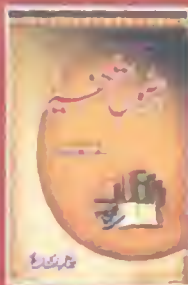
مفتی نظام الدین احمد زوی

نظامیہ کتاب گھر



بہارِ بیتِ اہلبیت (زیرِ تحریر)
جلد نمبر

قابل مطالعہ
کتابیں



نظامیہ کتاب گھر

